

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224932

UNIVERSAL
LIBRARY

ادارہ ترقی تعلیم اسلامی حیدر آباد دکن

(۱۲)

سعاشرہ انسانی کے اسلامی اصول

مرتبہ

مولوی شاہ ابوالخیر صاحب کنج نشیں رووی فاضل

(۰۰۰)

مدیر مجلہ نظامیہ

۱۳۶۱

انتظامی پریس نظام شاہی روڈ حیدر آباد دکن

(نوٹ) تباحث مسائل کی آسانی کے لیے اشاریہ بھی دیا گیا ہے براہ کرم صفحہ (۱۰۱) ملاحظہ ہو !

مضمون	شمار
عرض حال	
تہمید	۱
رضاعت اور عصانت	۲
نابالغ اولاد اور ان کی حفاظت سے متعلق اسلامی اصول	۳
نکاح اور اس کی عام غرض و غنایت	۴
مہر اور اس کی ضرورت	۵
حسن سلوک اور زوجین کے تعلقات میں یکسانیت کا عمل	۶
عورتوں کا نفقہ	۷
مرض الموت	۸
ورثہ کے اقسام	۹
استحاضہ منوفی اور اصحاب ہمارم کے نفقات	۱۰
طلاق اور خلع	۱۱
مطلقہ عورتوں کا نفقہ	۱۲
مفقود و اسیر	۱۳
دارالاسلام اور دارالحرب	۱۴
مشترک اشیاء اور ان کے نفقوں کی ذمہ داری	۱۵
غیر مسلموں کے عام حقوق	۱۶
ہبہ اور وقف کے احکام	۱۷
اسلام میں غلامی کی حیثیت	۱۸
اسناد و جراثیم	۱۹
قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک	۲۰
کنایات	۲۱
اشارہ	۲۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم عرض حال

محمدہ و لصلی علی رسولہ الکریم و اللہ و اہلباہہ الذین قاموا و اقاموا علی الصراط المستقیم

نسوانی حقوق کا مسئلہ پچھلے دنوں مسلمانوں کے نزدیک اس قدر مہتمم بالشان نہ تھا جس قدر آج کل ہو گیا ہے اور آئے دن اخبار و رسائل میں نسوانی حقوق کے سلسلے میں پردہ سے بھی بحث کی جاتی رہتی ہے اور اس کے ضمن میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اسلام نے ویسی ہی متجاوز آزادی بے پروگی جنس و کور سے اختلاط اور میل جول کا حکم دیا ہے جیسا کہ غیر قوم میں مستحسن ہے اس شوق میں مختلف طریقوں سے مغربی خواتین کے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب و تحریص بھی دلائی جا رہی ہے جس کے مضر اثرات سے ہماری قوم بھی رفتہ رفتہ متاثر ہوتی جا رہی ہے اس لیے اس تحریک کو روکنے سے پہلے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے نسوانی حقوق کی کس حد تک حفاظت کی اور کس حد تک انھیں آزادی دی اور جو آزادی اس وقت چاہی جا رہی ہے وہ کس حد تک مستحسن ہے ان مسائل کی مناسبت کے بعد قین ہے کہ وہ طبقہ جو یورپ جیسی آزادی کا حامی ہے وہ اپنی نادانستہ تحریک سے نہ صرف بازاں جا لیکر اسلامی احکام کی روشنی میں مسلم خواتین کی صحیح آزادی کا حامی رہے گا۔

تاریخ شاہد ہے کہ اسلام نے نسوانی حقوق کی حفاظت میں جو کوشش کی ہے وہ دنیا کے کسی اور مذہب نے نہیں کی البتہ اسلام نے اختلاط جنس کو ناجائز قرار دیا ہے جس کے مضر و منفیہ نتائج دنیا کے سامنے ظاہر ہیں وہی وجہ ہے کہ آج اسلامی گھرانوں میں زوجین کے باہمی تعلقات تعمیر اعتماد و اطمینان کے جن چٹانوں پر قائم ہیں ایسا اعتماد و اطمینان جو ہر قسم کی لائٹسوں اور بدگمانیوں سے پاک و صاف ہے زیادہ تر وہ اس اسلامی تعلیمات کے نتائج ہیں۔ اسلام نے جس طرح مردوں کے حقوق کی حفاظت کی ہے اسی طرح عورتوں کے حقوق کی بھی حفاظت کی ہے اور جس طرح مرد احکام الہی کے براہ راست خطاب کے مستحق کہلائے اسی طرح عورتیں بھی اس شرف سے ممتاز ہوئیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ (وَلَا یُضِیْعُ عَمَلُ مَکْرَمٍ مِّنْکُمْ ذَکْرًا وَ اُنْثٰی بَعْضُکُمْ بِبَعْضٍ) یعنی میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کو ضائع نہ کروں گا خواہ وہ مردوں یا

عورت تم میں سے بعض بعض سے پیدا ہوئے ہیں ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ میں علی صلوٰۃ
 ذکرا و انثی و حو موسیٰ طینغیہ حیوة طیبہ و لیکن ینہم اجرہم باحسن ما کا فاعملون ۔
 جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان والے ہوں تو میں انہیں پاکیزہ زندگی
 کے ساتھ زندہ رکھوں گا اور ان کے کاموں کی مزدوری عطا کروں گا۔ ان آیات سے ظاہر
 ہے کہ اسلام نے ہر اچھے عمل کے کرنے والے کے لیے ممتاز نشانات رکھے ہیں جس کسی کے عمل
 اچھے رہیں گے اس کو محمود ثمر ملیں گے حصول ثمرات خیر میں مرد اور عورت دونوں مساوی
 درجہ رکھتے ہیں اور دونوں کی کوششیں برابر رہتی ہیں اس آزمائش میں جس کسی کی کوشش
 بڑھ جاتی ہے وہی محمود ثمر کے حصول کا مستحق کہلاتا ہے ۔

اسلام نے عورت و مرد کے تعلقات بچہ و باپ اور باپ و دادایا اس کے
 برعکس غرض اس طرح متعلقین کے معاشی اور سماجی تعلقات کو جن مستحکم بنیادوں پر قائم
 کیا ہے اس کی نظیر آج دنیا کے کسی مذہب میں نہیں مل سکتی آج دنیا میں سب سے اہم
 مسئلہ پیٹ کے سوال کا ہے اور اس سوال میں میاں بیوی بھائی بہن ماں باپ اسی طرح
 دیگر انخاص جو ایک کو دوسرے سے نسبت ہے وہ سب پریشان ہیں بیوی والدہ رہے تو
 اس کے پاس شوہر کی کوئی عزت و عظمت نہیں اگر بچے والدہ ہیں تو ان کے نزدیک والدین
 کی کوئی عظمت نہیں اور نہ دیگر اقربا قریب کی کوئی وقعت ہے آج ہر شخص روزی کی تلاش
 اور اپنا پیٹ آپ پالنے کی فکر میں ہے ایسے شخص کے نزدیک دوسرے وہ حضرات جو حقیقت
 میں معذور یا کسی کسب کے اہل نہیں ان کے پرورش کی کوئی فکر نہیں اس کے مقابلے میں
 اسلام نے جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی ہے اس کو دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ اگر آج ہم
 اپنی اسلامی تعلیمات پر سختی سے پابند رہیں تو ہمارے پیدا شدہ سارے مشکلات نہایت آسانی سے
 رفع ہو جاسکتے ہیں اور دوبارہ ہماری قوم میں نشاہ ثانیہ کی کیفیت ظہور پذیر ہو جاسکتی ہے
 ان مسائل سے متعلق۔ ابی بکر احمد بن عمرو بن محضر الحمصاف الشیبانی المتوفی ۲۶۱ ہجری نے
 نفقات میں ایک کتاب تالیف فرمائی تھی جس میں عورت مرد بچہ اور دیگر اقرباء وغیرہ کے
 نفقے سے بحث کی گئی ہے جس کی شرح علامہ حسام الدین عمر ابن عبد العزیز صدر الشہید برہان

الائمه البخاری المتوفی ۲۵۶ ہجری نے لکھی ہے۔ اور یہ کتاب عربی میں ہے اس کتاب کو حیدر آباد دکن کی شہور و معروف علمی مجلس اجماع المعارف نے شائع کیا ہے اس کتاب کو میں نے غلط لفظ پڑھا ہے پڑھنے کے بعد دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ مجلہ نظامیہ میں اس کتاب کے مضامین اردو میں شائع کراؤں تاکہ اس کے ذریعہ ملت اسلامیہ کو کچھ فائدہ پہنچے۔ اس غرض سے اس کتاب کے مضامین مجلہ نظامیہ بابت ۴۴۴ امرداد مختصراً میں شائع ہونا شروع ہوئے جیسے جیسے اس کتاب کے مضامین شائع ہوتے گئے اسی طرح شوق میں اضافہ ہوتا گیا متعلقہ مضامین جو اس کتاب میں شامل تھے اس کے علاوہ دیگر مسائل جن کا ذکر اجملاً اس کتاب میں آیا تھا ان کے تفصیلات کو بتلانے کی غرض سے دوسرے معتبر کتابوں کا بھی مطالعہ کیا گیا اور ان کتابوں کی مدد سے اس امر کی سعی کی گئی کہ زیر بحث مضمون کے سلسلے میں وہ تمام مسائل بھی لکھے جائیں جو معاشرہ انسانی سے متعلق ہیں چنانچہ پہلی تحریک میں ایک تازہ جوش پیدا ہوا اور باوجود بے مائیگی کے ایک اچھا خاصا مواد شائع ہو گیا جس کی وجہ سے باب داری ترتیب قائم نہیں رہی جہاں کہیں کسی مسئلے سے متعلق مواد ملا اس کو لے لیا گیا حتیٰ کہ بعض مسائل میں قانونی نظائر بھی دیے گئے ہیں اور یہ نظائر برٹش انڈیا اور حیدر آباد دکن کے عدالتوں کے تصفیہ شدہ ہیں جن کے حوالے جا بجا دیے گئے ہیں تاکہ یہ کتاب عامہ مسلمین کے علاوہ غیر مسلمین اور قانون دان طبقے کے لیے یکساں مفید اور کار آمد ثابت ہو۔ اس کتاب کی تیاری کے واسطے شرح کتاب النفقات کے علاوہ جن جن کتابوں سے مدد لی گئی ان کی ایک فہرست بھی آخر میں دی گئی ہے اور حتی الامکان ان کے حوالے بھی دیے گئے ہیں تاکہ متلاشیان مسائل کو تلاش اور جستجو میں سہولت ملے۔ اس فہرست کو پیش کرنے سے میرا مقصد اپنا ابلاغ نظر جتانا نہیں بلکہ یہ اظہار مطلوب ہے کہ یہ کتاب کس قسم کے مادے سے صورت پذیر ہوئی ہے:-

اس کتاب میں نہ صرف طباعت کی حیثیت سے بہت سی غلطیاں رہ گئی ہیں بلکہ صنعت کی ترتیب میں بھی ایک قسم کا فرق پیدا ہو گیا ہے اس کی وجہ یہی ہے جیسا کہ

ہم نے اس کے اوپر ذکر کیا ہے کہ کتاب کے مضامین مختلف اوقات میں شائع ہوتے رہے آئندہ جب کبھی اس کتاب کی دوبارہ طباعت شروع ہوگی تب ان تمام امور کا کافی لحاظ رکھا جائے گا۔ جس کی یہ کتاب مستحق ہے امید ہے کہ اہل نظر اصحاب ہماری کوتاہیوں پر نظر رکھے بغیر زیر بحث کتاب کے مسائل سے مستفید ہو کر ہمیں آئندہ کے لیے اپنے مفید مشوروں سے ایما فرمائیں گے معاشرہ انسانی سے متعلق جس قدر اصول اسلام نے بتلائے ہیں وہ سب تحقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں !

مضامین کی ایک مختصر فہرست بھی دی گئی ہے اور ساتھ ہی کتاب کے آخر میں ”اشاریہ“ بھی دیا گیا ہے اور اشاریہ کے ذریعے تلاش مسائل میں ممکنہ سہولتیں پیدا ہونے کی سعی بھی کی گئی ہے

باوجود ان تمام نقائص کے مجھے امید ہے کہ اس کتاب سے وہ تمام اصحاب جو معاشرہ انسانی کے اسلامی اصول جیسے مسائل سے دلچسپی رکھتے اور ان کو معلوم کرنا ضروری جانتے ہیں ان کے لیے یہ کتاب ایک رہنما اور رہبر ثابت ہوگی اور ان کے علمی کاموں میں کافی حد تک عملی مدد پہنچا سکے گی۔ ربنا اقبل منا انک انت السميع العليم ۛ

خادم العلم
ابو انجیر کنج نشیں (نظامیہ)

حسینی علم حیدر آباد دکن
مارحرم الاحرام ۱۳۶۲ھ
۱۲ اسفندار ۱۳۵۴ھ

اسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید اسلامی اصول کے مطابق ہر شخص میں شرعی اہلیت نوع انسانی کی تخلیق کے ساتھ پیدا ہوتی ہے اور ذاتی طور سے اس کا اظہار دنیاوی ہستی کے واقعات کے ساتھ بتدیج ہوتا ہے اس لیے شرعی احکام کے مخاطب وہی اصحاب ہوتے ہیں جن میں حقوق اور ذمے داریوں کے انجام دینے کی کامل اہلیت ہوتی ہے چونکہ بچوں میں بچپنی صفت پیدا ہوتی ہے مگر ماہیت میں داخل نہ ہونے سے عارضی ہوتی ہے اس لیے ان کی پیدائش کے ساتھ ہی ان کی مفہولی اہلیت کامل ہو جاتی ہے مگر فاعلی اہلیت رفتہ رفتہ ترقی کرنے لگتی ہے بیان کر کے ان کے قواعد جسمانی اور دماغی کی تکمیل کے ساتھ وہ بھی مکمل ہو جاتی ہے جب تک ان کے قواعد جسمانی اور دماغی مکمل نہیں ہوتے اس وقت تک یہ نابالغ کہلاتے ہیں اور ان پر وہ تمام ذمے داریاں جو حقوق اللہ اور حقوق العباد سے متعلق ہی عاید نہیں ہوتیں۔

بچہ جب تک ماں کے پیٹ میں رہتا ہے تو اس کی فطری اور فاعلی اہلیت غیر مکمل اور معدوم محض ہونے سے اس کی زندگی اس کی ماں کی زندگی کا ایک جز ہوتی ہے۔ اور ماں کی روزانہ زندگی سے متاثر ہوتا ہے اور جب ماں فروخت ہوتی ہے تو وہ بھی بیچ میں داخل ہوتا ہے اور اس کا نسب، حق تو ریث، حق بہہ بالوصیت بھی تسلیم کیا جاتا ہے مگر اس پر کسی قسم کی ذمے داری عاید نہیں ہوتی اور نہ اس کے ولی کے خرید کردہ اشیاء کی قیمت قابل ادا قرار پاتی ہے۔ اور جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو اس پر ایک حد تک ذمے داریاں عاید کی جاسکتی ہیں اور اس پر وہی ذمے داریاں عاید ہوتی ہیں جن کے ادا کرنے کی اس میں قابلیت ہوتی ہے اور اس کے وہی افعال اور معاملات تسلیم کئے جاتے ہیں جو اس کے حق میں مفید ہوتے ہیں اور جو امور اس کے فائدے کے خلاف ہوتے ہیں وہ رد کر دئے جاتے ہیں اگر بچے کے عملی افعال سے حق العباد کی خلاف ورزی ہوتی ہو تو وہ اس کا بدلہ معاوضے کی ادائیگی سے ہوتا ہو تو ولی اس کی جائداد سے داکر کیلنگ

اور بعض وقت بچے پر ایسی ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں جو از قسم صلہ رحم رشتہ داروں اور بیوی کے نان و نفقے سے متعلق ہیں اس کی طرف سے ولی کا ادا کرنا اس کے ادا کرنے کی طرح سمجھا جائے گا کیونکہ یہاں مال مقصود ہے نفس فعل مقصود نہیں ہے اس لیے ولی کا بحیثیت نیابت ادا کر دینا جائز ہو گا گروہی کو ایسے معاوضات جو سزا (دیت وغیرہ) سے مشابہ ہوں یا ایسے جرمانے جن کی نوعیت شخصی حقوق کی مراد ادا کرنے کا حق نہ ہو گا اور وہ بچہ اس کی ادائیگی کا ذمہ دار گردانا جائے گا۔

بچے پر عبادت بھی واجب نہیں خواہ وہ عبادت بدنی ہو یا مالی جیسے نماز روزہ حج اور زکوٰۃ وغیرہ اس کی معافی کی وجہ یہ بتلائی گئی ہے کہ بچے میں جسمانی ناقذیت کے علاوہ عقل و فہم کا فقدان ہے اس لیے جس کے قوائے جسمانی اور عقلی میں کمی ہو وہیں ادائیگی کی اہلیت قاصرہ بھی جائے گی زکوٰۃ سے مستثنیٰ رہنے کی وجہ یہ ہے کہ ایسی ذمہ داری ذاتی ہوتی ہے اور مقصود ادا کرنا ہوتا ہے تاکہ مطیع اور عاصی میں تمیز ہو جائے اس لیے وہ اس ذمہ داری سے مستثنیٰ رہے گا۔

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اسکو سب سے پہلے اس کی حفاظت نگرانی اور بروقت

۱۔ قولہ فیصل الولادۃ کے سلسلے میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ ان الجنین قبل الانفصال عن الام جزئاً من حیثہ انہ یتقل بانقلاھا و یرقرارہا و یتقل بنفہ من حملہ التفرّد بالحدۃ والیتھلاً انفصال فیکون لہ ذمۃ من وجہ حی یصلح وجوب الحق لہ کالارث والوصیۃ وانسب لہ وجوبہا علیہ حی واشتری الولی لہ شیاء لایجب علیہ لثمن واما بعد الانفصال عن الام فیہی ذمۃ مطلقۃ لعیورۃ نفلاً مستقلۃ من کل وجہ فیہی احوال وجوب لہ وعلیہ حتی کان ینبغی ان یجب علیہ کل حق یجب علی البالغ الا انہ لما لم یکن الہام لا اداء نصف مینقہ والمقصود من الوجوب ہوا الاداء وجنۃ دا جباتہ وتمیز لایجب علیہ عملاً لایجب دعو ظہر من الکتاب (توضیح و تلویح ص ۲۹ تا صفحہ ۳۲)۔

۲۔ شریعت نے شرعی اہلیت کی تعریف اس طرح کی ہے کہ وہ ایک ایسی صفت جس کے ذریعے سے شخص مذکور حقوق اور ذمہ داریوں کا اہل ہو جاتا ہے اسی لحاظ سے کامل اہلیت کے شخص کے متعلق بتلایا گیا ہے کہ وہ انسان ہے جو زندہ عاقل بالغ آزاد اور مسلمان ہو اور نہ مرض الموت میں مبتلا ہو اور نہ دیوانہ ہو ملاحظہ ہو توضیح و تلویح مطبوعہ مصری ص ۳۱ تا ۳۲۔ ۳۔ توضیح و تلویح ص ۳۲ تا ۳۳۔

خود اک کی ضرورت ہو اگر قتی ہے اور جب اس کے قواعد جسمانی اور دماغی میں نشوونما ہوتی ہے تو اس کے لیے اچھی تعلیم و تربیت کی شدید ضرورت ہوتی ہے زندگی بھر ان شعبوں میں اسلام نے جو تاکید و احکام دیئے ہیں اس کے مطابق بچوں کی پرورش اور ان کی اچھی تربیت و تعلیم ضروری ہے تاکہ ان کی جسمانی نشوونما اور دماغی درودھانی ترقی میں کمال پیدا ہو اور ان کا یہ کمال دین اور مذہب کے لیے آئندہ کارآمد ہو سکے ورنہ بقول سرانجام اللہ امام ابو حنیفہؒ نا اہل کا سرکاری کا طالب ہونا اس کی ہمیشہ کی ذلت کا سامان ہے

رضاعت رضاعت اس کو کہتے ہیں کہ شیر خوار بچہ ایک خاص وقت میں اپنی ماں یا کسی اور عورت سے دودھ پنی لے اس کی تائید قرآن سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے -

اور ماؤں کو چاہئے کہ اپنی اولاد کو کامل دوبرس تک دودھ پلائیں باپ پر دودھ پلانے والیوں کا کھانا پکڑا دستور کے موافق لازم ہے کسی کو تکلیف نہ دی جائے مگر اس قدر کہ اس کی گنجائش ہونا تو ماں ہی کو اس کے بچے کی وجہ سے ضرر دیا جائے اور نہ باپ ہی کو اس کی اولاد کی وجہ سے اور اسی قدر اس کے وارث پر بھی ہے	والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتیم الرضا عتہ وعلی المولود ذلک رزقھن وکسوھن بالمعروف لا تکلف نفس الا وسعھا لاتقصر والدۃ بولہ ھا ولا مولود لہ بولہ وعلی الوارث مثل ذالک - (بارہ (۲) سورہ بقرہ)
---	---

والوالدات یرضعن اولادھن کے معنی میں فقہاء کا اختلاف ہے بعض فقہاء کی رائے ہے کہ اس میں صرف خبر دی گئی ہے کہ ماں یا باپ یا انھوں نے اپنے بچوں کو دودھ پلایا کرتی ہیں اسی لئے ان پر دودھ پلانا لازم نہیں ہوتا مگر والمطلقت تیرضعن نفسہن ثلثہ قروا میں تیرضعن خبر مجبہ امر ہے اس لحاظ سے اول پر دینا لازم ہوگا وہ اپنے بچوں کو دودھ پلایا مدت رضاعت ماں بچے کو کس عمر سے کس مدت تک یا کس عمر کے پہنچے تک دودھ

لے جن عورتوں کو مطلق دی گئی ہے وہ اپنے نفس کو تین حیض تک روکے رکھیں۔

پلائے یا بچہ کسی اور عورت کا دودھ پی لے تو حرمت ثابت ہو مذکور الصدر قرآنی آیت میں دو سال کی مدت قرار دی گئی ہے جس سے امام شافعی اور علقمہ اور شعبی اور زہیری رضی اللہ عنہم کو بھی اتفاق ہے مگر حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم کی رائے کے موافق ڈھائی برس تک بچے کو دودھ پلایا جاسکتا ہے اور اگر بچہ اس مدت میں کسی اور عورت کا دودھ پی لے تو اس سے حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی جیسا کہ حملہ و فصالہ ثلثون شحبر سے واضح ہوتا ہے اسی لیے علماء کرام نے مدت رضاعت کے تین مدارج قائم کئے ہیں (۱) دہائی مدت (۲) دیر طہ سال (۳) اوسط مدت دو سال (۴) انتہائی مدت ڈھائی سال ہے اگر بچہ دو سال کے اندر ہی دودھ سے مستغنی ہو جائے تو اس دودھ ترک کر سکتی ہے اور اگر وہ دو سال سے زائد مدت تک پلائے تو پلا سکتی ہے اس پر سب علماء کا اتفاق ہے۔

حرمت | دودھ پلانے کی انتہائی مدت ڈھائی سال ہے اگر کوئی بچہ اس عمر سے پہلے تک یا اس کے درمیان کسی اور عورت سے دودھ پی لے تو اس کو وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو قرابت نسب سے حرام (یعنی ان سے کسی قسم کا نواح نہیں کر سکتا) ہیں امام شافعیؒ کی رائے کے مطابق بچہ پانچ بار دودھ پیمے تو حرمت ثابت ہے مگر حضرت امام ابو حنیفہؒ کی رائے کے موافق بچے کے ایک بار کے پینے سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ان کی دلیل دامتھم التی ارض حکم ہے جس میں مطلقاً دودھ پلانے کا حکم ہے اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

دودھ پینے سے وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے ہی اس میں گنتی یا تہوڑے اور بہت کی کوئی شرط نہیں ہے اسی لیے فقہانے بتلایا ہے کہ اگر بچے کے منہ اور ناک کے ذریعے سے کسی عورت کا دودھ پیٹ میں پہنچ جائے و نیز پہنچنے کے بعد تھے بھی ہو جائے تب بھی رضاعت ثابت ہے۔ البتہ دودھ کو پانی یا دوا میں ملا کر

۱۔ شرح کتاب النفقات للخصاف صفحہ ۲ تا ۳۔ ۲۔ در مختار پر حاشیہ رد المحتار جلد ۲ باب الرضاع۔ فتاویٰ غلامہ صفحہ ۱۱۔ محیط سرخسی جلد اول صفحہ ۲۸

دیا جائے تو ان صورتوں میں اگر دودھ غالب ہو گا تو حرمت ہوگی ورنہ اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔ حرمت کی ایک اور صورت یہ بتلائی گئی ہے کہ جس عورت کا حیض بند ہو جاتا ہے ایسی عورت کے دودھ سے بھی جب کہ مدت رفاعت کے اندر ہو پلایا جائے تو شرعاً حرمت ثابت ہوگی۔ دینہ رفاعت کی مدت ختم ہونے کے بعد اگر کوئی بچہ کسی کا دودھ پی لے تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔

حصانت | (پرورش) حفاظت اکا حق ماں کو حاصل ہے ماں بچے کو حد استثنیٰ تک سات سال سے کم عمر بچوں کی حصانت اور تاحد بلوغ لڑکیوں کی حصانت اپنی نگرانی میں رکھنے کی مجاز ہوگی خواہ باپ موجود ہو یا نہ ہو کیونکہ بچہ اس مدت سے پہلے باپ کے مقابلے میں ماں کی شفقت کا محتاج رہتا ہے۔ اگر بچوں کا باپ ان کی ماں کو طلاق بھی دیدے تب بھی ماں کا یہ حق قائم رہے گا اور دوسرا شوہر کر لینے کی حالت میں جب کہ یہ شوہر بچے کے اقارب (محرموں سے ہو) سے ہو قائم رہے گا۔ لیکن اجنبی ہونے کی صورت میں یہ حق باپ کو حاصل ہو جاتا ہے۔

مدت حصانت | حضرت امام حضاضہ صاحب کتاب نے حد استثنیٰ کی چار صورتیں قائم کی ہیں پہلی صورت یہ بتلائی ہے کہ لڑکا اکیلا بلا کسی مدد کے کھانا کھاٹے (۲) اور بلا کسی مدد کے پانی پیا کرے (۳) بلا کسی مدد کے کپڑے وغیرہ پہنا کرے

۱۔ کنز الدقائق کتاب الرضاع - ۲۔ در مختار بر حاشیہ رد مختار جلد ۲ باب الفروع صفحہ ۴۱۳ - ۳۔ دو ذمات مدۃ الرضاع لم يتعلق به . فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ کتاب الرضاع - ۴۔ شرح کتاب الفقہ صفحہ ۱۱-۵۱) در مختار بر حاشیہ رد المختار باب المحدث صفحہ ۶۵۵ - کتاب الاثار نمبر ۷۲ - پریوی کو نسل کا فیصلہ ہے کہ شرع اسلام کی رو سے نابالغ بچوں کی جانا جس کے ایک خاصی مدت تک صرف حصانت ذات کا حق ماں کو حاصل ہے مگر وہ فطری ولی نہیں ہے البتہ باپ قانونی ولی ہے اور اگر وہ مرگیا تو حسب قانون حنفی اس کا متبرکہ ولی نہیں ہے بلکہ لفظ ہو مقدمہ زہرہ بی بی بنام عبدالرزاق سنہ ۱۲۹۱ھ بمطابق ۱۸۷۴ء -

(۴) بلا کسی اعانت کے استنجا کیا کرے۔ جن لڑکوں میں یہ چار صورتیں پائی جائیں ان پر حد استغنی تک پہنچنے کی تعریف صادق آئے گی ورنہ نہیں۔
جو لڑکے حد استغنی تک پہنچ جاتے ہیں تب ان کی حصانت کا حق باپ کو حاصل ہوگا کیونکہ یہ زمانہ بچوں کی تعلیم و تربیت کا کہلاتا ہے۔

کس عمر کے بچوں میں حد استغنی تک پہنچنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اس کے متعلق بتلایا گیا ہے کہ بچوں میں کسی طرح چار سال میں یہ صلاحیت پیدا نہیں ہوتی پانچویں اور چھٹے سال میں اختلاف ہے کیونکہ اس زمانے میں بعض وقت بچوں میں صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے اور بعض میں نہیں لیکن ساتویں سال میں پہنچنے کے بعد بچے میں حد استغنی کی اچھی خاصی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے اور علماء کو بھی اسی مدت پر اتفاق ہے اس لیے بچہ (۷) سال کی عمر تک ماں یا دیگر ورثہ کے پاس رہ سکے گا اس کے بعد حصانت کا حق باپ کی طرف منتقل ہوگا۔

لڑکیوں کے متعلق بتلایا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کی رائے کے مطابق لڑکی بائع ہونے تک ماں کے زیر نگرانی رہے گی۔ اس بارے میں امام ابیوسفؒ کی رائے ہے کہ لڑکی اس معیار پر پہنچ جائے کہ اس پر شہوت واقع ہو یا اس کے مانند دیگر لڑکیاں سباشرت کے قابل ہوں تب ماں سے حق حصانت باپ کی طرف منتقل ہوگا البتہ مراہقہ (مراہقہ اس عورت کو کہتے ہیں جس میں احتلام کے

۱۔ استنجا سے مراد یہ ہے کہ بچہ بذاتِ خدا اپنی طہارت پر قادر ہو اور اپنے نفس کو بلا کسی اعانت کے پاک و صاف رکھ سکے۔ از شرح نفقات صفحہ ۱۰۔ ۲۔ شرح کتاب النفقات صفحہ ۱۰۔ شیعی فقہ کے لحاظ سے ماں کو اپنے لڑکوں کے متعلق دو سال اور لڑکیوں کے متعلق سات سال کی تکمیل تک حق حصانت رہے گا۔ بچوں کے ان عموں تک پہنچنے سے پہلے ماں کا انتقال ہو جائے تو یہ حق باپ سے متعلق ہو جائے گا۔ پہلی جلد دوم صفحہ ۹۵ و مقدمہ سلیم النابنام سادت ۱۹۱۷ء و ۳۲۱ دلیا صفحہ ۷۷۴ از اصول شرح اسلام فرید وں لا صلا ۱۱۷۷ء۔ شرح النفقات زاد و افتادی شامی جلد ۲ باب الحصانت صفحہ ۶۵۸۔

آٹار پائے جائیں ایسی صورت میں حسب رائے امام محمد باپ کو حضانہ کا حق رہے گا۔
لڑکی میں مصاہرت کی قابلیت کس عمر میں پہنچنے کے بعد پیدا ہوگی فقہار نے
اس مسئلے کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

- ۱۔ اگر لڑکی پانچ سال یا اس سے کم ہو تو صاحب ثبوت نہ ہوگی۔
- ۲۔ اگر لڑکی ۶ یا ۷ سال ہوئے پر اس کی جسمانی حالت اچھی ہو تو وہ ضرور صاحب ثبوت ہوگی ورنہ نہیں۔

۳۔ اگر لڑکی ۹ یا دس سے زیادہ سال کی ہو جائے تو ضرور صاحب ثبوت ہوگی امام ابی لیث کی بھی یہی رائے ہے کہ لڑکی (۹) سال کی عمر میں حد بلوغ کو پہنچ جاتی ہے اس کے بعد باپ کی طرف حق حفاظت منتقل ہو سکے گا۔ لہ

اجرت رضاعت | بچوں کو دودھ پلانے کی وجہ سے عورت اپنے شوہر سے دودھ پلانے کا معاوضہ طلب کرنے کی مجاز نہ ہوگی اس لیے کہ شریعت نے ایسے مطالبے کو ناجائز قرار دیا ہے اور شوہر بھی اپنی زوجہ کو دودھ پلانے پر مجبور کرنے کا حکم مجاز نہ ہوگا۔ لہ

کیا عورت بچے کو دودھ | اوپر بتلایا گیا ہے کہ عورت پر بچوں کو دودھ پلانے کا لزوم پلانے پر مجبور کی جاسکتی ہے | دیا نئے ہے وہ دودھ پلانے پر مجبور نہیں کی جاسکتی اگر عورت بچے کو دودھ پلانے سے انکار کرے تو شوہر کسی اور عورت کے ذریعے (بطور خادمہ) دودھ پلانے کا انتظام کر سکتا ہے۔ مگر شوہر کو ایسی صورت میں حق نہ ہوگا کہ وہ بچے کو ماں سے علحدہ رکھے ہر حال میں بچہ ماں کے پاس رہے گا اور

- ۴۔ شرح کتاب النفقات صفحہ ۱۱۵۱ دی ہمدانیہ جلد ۱ صفحہ ۱۵۱۔ برطانوی ہند میں لڑکی کے بلوغ کی انتہا ۱۸ سال اور لڑکوں کے لیے ۲۱ سال کی تکمیل پر ختم ہوتا ہے۔ مگر دولت آصفیہ حیدر آباد میں جہاں حکومت کا سرکاری مذہب حنفی ہے حسب احکام شرح بلوغ کا تعین ہوتا ہے۔
- ۵۔ شرح کتاب النفقات للخصاف از صفحہ ۲ تا ۳۔

ماں کو بچے پر نگرانی کا کامل حق رہے گا۔

آنا کے فرائض | اگر بچے کو دودھ پلانے کے لیے آنا کا انتظام ہو تو شریعت اسلام نے اس کے متعلق یہ بتلایا ہے کہ اگر بوقت تقررہ ایسی قسم کی کوئی شرط قائم کی گئی ہے تو شرائط کی پابندی دایہ کے لیے ضروری ہوگی اور اگر تقررہ کے وقت کسی قسم کی شرط نہیں کی گئی ہے تو اس کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ بچے کی ماں کے گھر میں رہے اور بچے کو ۳۱ تا ۲۲ دودھ پلانے کو پیٹ بھیجائے اور دودھ پلانے کے بعد وہ بچے کو ماں کے تفویض کرے البتہ ماں کے صحن مکان میں بھی بیٹھ کر بچے کو دودھ پلا سکتی ہے۔

ماں کے نہ ہونے کی صورت | ماں کے نہ ہونے کی صورت میں سات سال سے کم عمر لڑکوں اور نابالغ لڑکیوں کی حفاظت مفصلہ ۳۰ ذیل رشتہ دار عورتوں سے بہ نسبت ذیل متعلق ہوگی۔

(۱) ماں کی ماں بہ سلسلہ صودی

(۲) باپ کی ماں " (۷) انبیانی بہن کی بیٹی

(۳) حقیقی بہن (۸) علاقائی بہن کی بیٹی

(۴) انبیانی بہن (۹) خالہ بہنوں کی ترتیب میں

(۵) علاقائی بہن (۱۰) پھٹی " "

(۶) حقیقی بہن کی بیٹی

عورتوں کے نہ ہونے کی صورت میں | اگر ماں اور وہ رشتہ دار عورتیں جن کا ذکر اوپر مردوں کا حق حفاظت

۱۔ شرح کتاب النفقات صفحہ ۶ شافعی مذہب کے لحاظ سے عورت کو اس حالت میں بھی اجرت رضاء کی ادائیگاستحق قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ شرح کتاب النفقات صفحہ ۶۔

۳۔ در مختار بر حاشیہ رد المحتار جلد ۲ باب المعانت صفحہ ۲۵۵۔ و شرح کتاب النفقات صفحہ ۵۱۔

کیلیک ہے موجود نہ ہوں تو حق حفاظت حسب ترتیب ذیل اشخاص کو حاصل رہے گا۔
 (۱) باپ (۲) قریب تر دادا (۳) حقیقی بھائی (۴) علاقائی بھائی (۵) حقیقی
 بھائی کا بیٹا (۶) علاقائی بھائی کا بیٹا (۷) حقیقی چچا (۸) علاقائی چچا (۹) حقیقی چچا کا بیٹا
 (۱۰) علاقائی چچا کا بیٹا۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کوئی مرد کسی بے بیابھی لڑکی کی حفاظت
 کا مستحق نہ ہوگا۔ جب تک کہ وہ اس لڑکی کے محرموں سے نہ ہو اگر کوئی شخص موجود نہ
 ہو تو عدالت کسی دوسرے شخص کو ولی یا مختار مقرر کر سکے گی۔
 عورتیں کب ناقابلِ خصما ہو جاتی ہیں | ماں اور ہر وہ عورت جو بچوں کی حصانت
 کی مستحق ہو سکتی ہیں مندرجہ ذیل حالتوں میں

ان سے حصانت کا حق زائل ہو جائے گا۔

(۱) مطلقہ ہونے کے بعد ایسے شخص سے نکاح کرے جو بچے کے محرموں سے نہ ہو
 بلکہ اجنبی ہو اس لیے کہ عورت دوسرے شوہر کی خدمت کی وجہ سے بچے کی کافی خدمت
 نہ کر سکے گی (۲) بحالت قیام نکاح وہ بچوں کے باپ کے مقام سکونت سے دور جا کر رہے۔
 (۳) بد اخلاقی کی زندگی بسر کرتی ہو یا بچوں کی نگرانی اور حفاظت کرنے میں
 غفلت اور لاپرواہی کرتی ہو ان تمام صورتوں میں بچے کی حصانت کا حق ماں سے ساقط
 ہو جائے گا۔

نابالغ اولاد کا نفقہ | نفقہ کا استعمال خوراک، لباس اور رہنے کے مکان پر
 عادی ہے۔ احکام شرع کے لحاظ سے باپ کا فرض ہے کہ
 نابالغ بچوں کو تاحد بلوغ اور لڑکیوں کو نکاح ہونے تک نفقہ دے۔ البتہ نابالغ اولاد

۱۔ ہدایہ جلد ۱ درختہ جاشیہ رد مختار کتاب النکاح باب الحصانت جلد ۲ صفحہ ۶۵۵ و شرح
 کتاب النفقات صفحہ ۵۲۔ ۵۔ شرح کتاب النفقات صفحہ ۵۱
 ۶۔ دیکھو مقدمہ عباسی بنام وٹنٹی ۱۸۷۷ء الدیاد ۵۹۸۔ ۷۔ از شرح کتاب النفقات صفحہ ۵۲
 اس کی تائید قرآنی آیت علی المومنین قدراہ و علی المہتمم قدراہ (متمول اور مفسر دو نو کے لیے ان کی
 طاقت کے موافق کثرت کی ہے) دہی وجد کم (تھاری طاقت کے موافق) سے بھی ہوتی ہے۔

کی جائداد ہو تو ان کی جائداد سے باپ کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ رضاعت کی مدت ختم ہونے کے بعد ان کی جائداد سے ان پر خرچ کرے۔ حد بلوغ کو پہنچے ہوئے لڑکوں کا نفقہ دینا باپ کے فرائض میں داخل نہیں ہے، بجز اس حالت کے کہ وہ معذور یا بیمار کی وجہ سے خود کھانے اور کمانے کے ناقابل کام ہوں۔ اگر باپ اپنی نابالغ اولاد کی پرورش سے انکار کرے تو عدالت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ان کے نفقہ کے لیے باپ کو مجبور کرے تاکہ بچہ اندیشہ ہلاکت سے محفوظ رہے، اس میں باپ کے مقتدرت اور غیر مقتدرت کا کوئی سوال نہیں ہے باپ کے غیر مقتدرت ہونے کی صورت میں عدالت کو یہ بھی اختیار دیا گیا ہے کہ وہ باپ کو محنت اور مزدوری کے ذریعے چھوٹے بچوں کا نفقہ ادا کرنے پر مجبور کرے اور اگر اس کی تعمیل نہ ہو تو قید کی سزا تجویز کرنے کا قاضی کو حق ہو گا۔ اس کی وجہ یہ بتلانی گئی ہے کہ نابالغ اولاد پر باپ کو حق ولایت حاصل ہے اور یہ بمنزلہ ذات ہے باپ کی موجودگی میں کسی دوسرے شخص کو ولایت کا حق نہیں اس لیے ہر حیثیت سے نابالغ اولاد کا نفقہ باپ پر واجب ہو گا۔ اگر باپ مفلس اور کمائی کے ناقابل ہو تو ماں بشرطیکہ اس کی مالی حالت اچھی ہو باپ کی طرح اولاد کے نفقہ کی ذمہ دار ہوگی اور باپ پر یہ اخراجات بطور قرض کے ہوں گے بعد درستی حالت اس کی ادائیگی باپ کے ذمہ ضروری ہوگی اور اگر ماں بھی مفلس ہو تو عدالت عورت کو حصول قرض کی اجازت دے گی اس کی ادائیگی بھی بچوں کے باپ پر ضروری ہوگی باپ اور ماں کے مفلسی کی صورت میں داد ابھی موجود ہو تو حسب ائے امام ابو حنیفہؒ داد ان بچوں کے نفقہ کا ذمہ دار ہو گا۔

اگر کوئی باپ اپنے بچے کا نفقہ ادا کرنے سے پہلے فوت ہو جائے تو بچہ اس کے

۱۔ درختار جلد (۲) باب النفقہ - ۱۵۰۔ شرح کتاب النفقات صفحہ ۵ میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ باپ پر ایسی اولاد کا نفقہ واجب نہیں ہے جس کی پرورش خود اس کی جائداد سے ہو سکتی ہے یعنی باپ ان کی جائداد سے ان پر نفقہ خرچ کرنے کا حق رکھتا ہے البتہ انبیاء کی شکل میں جائداد ہو تو اعتبار اس کے فروخت کی مانعت کی گئی ہے - ۱۵۱۔ شرح کتاب النفقات صفحہ ۵ تا ۶ فتاویٰ التوازل از امام ابی الشبہ صفحہ ۱۵۲۔

مال سے نفقہ حاصل کرنے کا مجاز نہ ہوگا کیونکہ جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اس سے نفقہ کی ادائیگی کا لزوم بھی ساقط ہو جاتا ہے اسی طرح محرم کے نام اجرا شدہ نفقہ کی ڈگری بھی ساقط ہو جائے گی اگر محرم یہ اجازت عدالت متوفی کے نام بطور قرض ادا کرتے ہیں تو اس کی ادائیگی متروک کے ذریعے ہو سکے گی یہی عورت کے نفقہ کا حکم ہے جب کہ وہ عدالت کی اجازت سے قرض حاصل کرے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ اگر کوئی شخص خود قرض حاصل کرے تو اس کا قرض اس کے وفات کی وجہ سے باطل نہ ہوگا اور جب اس کا بطلان ثابت نہ ہو تو حکم عدالت سے جو بھی قرض حاصل کر لے وہ کا عدم مشورہ نہ ہوگا امام حاکم کی بھی یہی رائے ہے۔

بچے والی عورتوں کا نفقہ | عورت جب شوہر کے نکاح میں رہے تو اس حالت میں عورت کو شوہر کے جانب سے جو نفقہ حاصل ہوگا

وہ اس معاوضے یا سبب سے ہوگا جس کا مرد بذریعہ صحبت تمتع حاصل کرتا ہے اس کے بعد اس عورت سے بچے بھی پیدا ہوں اور وہ بچوں کو دودھ بھی حب احکام شرع پلائے تو ایسی حالت میں عورت کا یہ نفقہ رضاعت اور تکلیف نفس دونوں میں شمار ہوگا۔ اس کی تائید قرآنی آیت سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔

وَعَلَى الْمَوْلُودِ مِنْ رِجْلَيْهِ وَكَسْوَتِهِمَا بِالْمَعْرِفَةِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ اس عورت سے دودھ پلانا چاہئے تو باپ پر دودھ پلانے والیوں کا کھانا کپڑا اور تور کے موافق لازم ہے۔

طلاق کی صورت میں نابالغ | جب کبھی میاں اور بیوی کے درمیان تفریق ہو جائے بچوں کی ماؤں کا نفقہ اور ان کے اصول اور عورت زمانہ عدت میں رہ کر بچے کو دودھ پلائے تو ایسی حالت میں معتدہ کے لباس اور خوراک کے

۱۵۔ شرح کتاب النفقات صفحہ

۱۵۔ شرح کتاب النفقات صفحہ ۳۔

ہیں بتلایا گیا ہے کہ ماں اور باپ کی طرف سے جو بھی مفت رضاءت و حضانت پر آمادہ ہوں ان کے ذمے ان بچوں کی پرورش و تنقل ہو سکے گی۔

شرعیات کے نزدیک وارث سے کون اسخاص مراد ہیں

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ کی رائے کے مطابق وعلی الوارث مثل ذالک سے مراد وراثت سے محارم مراد ہیں جس کی وجہ سے محارم پر نفقہ کی ادائیگی لازمی قرار پاتی ہے حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ کی رائے کے مطابق وعلی الوارث مثل ذالک سے دوسرے اسباب مراد لیے گئے ہیں اور محارم ادائیگی نفقہ سے مستثنیٰ ہیں مگر علماء کو حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی رائے سے اتفاق ہے اور محارم پر نفقہ کا وجوب کیا گیا ہے اس آیت کریمہ کے متعلق حضرت امیر المومنین سیدنا عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ بلا کسی شرط کے ابن العم بھی نفقہ واجب ہے یہاں تک کہ قبیلے میں ایک شخص بھی موجود ہو ادائیگی نفقہ پر مجبور کیا جائے گا۔ اس مسئلے کے متعلق حضرت زید ابن ثابتؓ سے بھی دو روایتیں ہیں پہلی روایت سیدنا عمرؓ کی رائے سے اتفاق کرتی ہے اور دوسری روایت سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ کی رائے سے متفق ہے حضرت ابن ابی لیلیٰؓ کو بھی حضرت سیدنا عمرؓ کی رائے سے اتفاق ہے لیکن اخلاف کی متفقہ رائے حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ کی رائے سے متفق ہے۔

منفلسی کی صورتوں میں نفقہ کے اصول

اگر عورت منفلس ہو لیکن اس کے ماں باپ خوشحال ہوں تو ایسی صورت میں ماں پر ایک ثلث اور باپ پر دو ثلث نفقہ کی ادائیگی ہوگی۔ اگر ایک شخص کے لیے بیٹی چچا اور ماں ہو یا چچو بھی اور ماں ہو تو ایسی صورت میں بیٹی (جو محارم سے ہے) پر نفقہ ہوگا۔ اگر چیسک دیگر وراثت میں سادھی حصہ پاتے ہیں لیکن ایسی صورت میں

۱۔ خدائی نظامیہ جداول صفحہ ۱۲۹ بحوالہ نادر سے واثقات المغنی ص ۶۶ - ۲۔ سہ کتاب النفقات صفحہ ۳۰۲ امام ابو حنیفہؒ - امام حسنؒ - اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہم کی متفقہ رائے ہے از شرح نفقات صفحہ

بوجہ والد ہونے کے وراثت کا اعتبار نہ کیا جائے گا اور ایسے محرم رشتہ دار جو محتاج اور کمانے سے معذور ہوں ان کا نفقہ وراثت پر بقدر میراث فردی قرار دیا گیا ہے مثلاً ایک شخص کے لیے بھائی بہن اور ماں ہو تو ان وراثت پر ان کے حصے کے موافق نفقہ ہوگا۔ اسی طرح اگر ایک شخص کے لیے بہن اور چچا ہو تو اس میں بھی بقدر میراث حصہ نفقے کی ادائیگی ہوگی ماں اور دادا ہونے کی صورت میں نفقے کی کل ذمہ داری دادا پر ہوگی لیکن والدین اور اجداد کے غلطی کی وجہ سے ان کے نفقے کا وجوب اولاد پر ہوگا۔

بچوں کی پرورش سے ماں کا اور بتلایا گیا ہے کہ بچوں پر ماں کو حق حضانہ حاصل ہے اگر وہ اپنے اس حق سے انکار کرے تو وہ مجبوراً انکار کرنا اور اس کا انتظام بھی نہیں کی جائے گی۔ پرورش سے انکار کی صورت میں نانی موجود ہو تو بچہ نانی کے زیر پرورش رہے گا کیوں کہ ماں کی عدم موجودگی (وفات) میں نانی کو حضانہ کا حق ہے اس لیے دادا کے مقابلے میں نانی کو حق ترجیح رہے گا۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۵۴۱)

نفقہ کی واپسی اگر ماں بچے پر نفقہ خرچ نہ کرے اور باپ کو اس کی شکایت ہو تو عدالت کو تحقیقات اور فیصلے کا حق دیا گیا ہے اور قاضی عدالت کے نزدیک اس بات کی قیاسی ہو جائے کہ عورت بچوں کی کافی نگہداشت اور ماں پر نفقے کی کامل رقم خرچ نہیں کرتی ہے تو وہ خود تقسیم نفقے کا مناسب نظم کرنے کا مجاز ہوگا۔

باپ کے بعد بچوں کا نفقہ کس پر ہوگا باپ کی وفات کی وجہ سے چھوٹے بچوں کا نفقہ ماں اور محارم پر ہوگا مثلاً اگر ایک چھوٹے بچے کا باپ فوت ہو جائے اس وقت اس بچے کا بھائی اور ماں موجود ہو تو

ایک ٹلٹاں پر اور دو ٹلٹ بھائی پر نفقے کی ادائیگی کا لزوم ہوگا اور یہ عمل وراثتی اصول پر

۱۔ شرح کتاب النفقات صفحہ ۵ وکنز الہدایہ باب النفقة
۲۔ شرح نفقات صفحہ ۱۳۔

قائم کیا گیا ہے یعنی اگر بچے کے فوت ہونے کی صورت میں اس کا متروکہ اسی اصول پر تقسیم ہو گا۔
چونکہ ماں بچے کی محافظ رہے گی اس وجہ سے اس کا حصہ سا قطب بھجا جائے گا اور بھائی کو
دو حصے دینے ہوں گے اور اس کی ادائی خوراک اور لباس کے حد تک ہوگی اور رضاعت
کی اجرت کا بار ماں پر رہے گا کیونکہ ماں اس امر میں مختار ہے اور بھائی کی حیثیت مفلس
کی سی ہے۔

نا بالغ اولاد کا نفقہ | شریعت کی رو سے بالغ اولاد کا نفقہ باپ پر واجب نہیں مگر ان
بالغ اولاد کے معاذ اور کسی کسب کے ناقابل کار ہونے کی صورت
میں ان کے نفقوں کی ذمہ داری باپ کے متحمل نہ ہونے کی صورت میں بیت المال سے ادائی
ہوگی اور بالغ بچے کسی کسب کے اہل ہوں گے کسب پر مجبور کئے جائیں گے اور ان کے لیے کسب
کے ذرائع حکومت کی جانب سے فراہم کئے جائیں گے۔

بیوی اور بچے کے نفقے کا فرق | بیوی اور بچے کے نفقے میں فرق ہے کیونکہ بیوی
خواہ وہ مالدار ہو یا نہ ہو ہر حیثیت سے شوہر سے
نفقہ پانے کی مستحق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد عورت کی صحبت کرتا ہے اور اس کے حسن و جمال
سے فائدہ اٹھاتا ہے اور یہ منشا بہ بدل ہے بدل کی صورت میں خواہ عورت متحمل ہو یا مفلس
ہر حالت میں عورت کا نفقہ شوہر پر واجب ہو گا برخلاف اس کے نا بالغ اولاد کے نفقے میں
ایسی صورت نہیں کیونکہ اولاد کو جو نفقہ دیا جاتا ہے وہ حاجت کی وجہ سے ہے اور بغیر حاجت
نفقہ کی ادائی باپ پر لازمی نہیں۔ (شرح کتاب النفقات صفحہ ۵)

بلوغ کی انتہائی عمر | جیسا کہ اس کے اوپر بتلایا گیا ہے کہ مرد یا عورت جو کوئی ہو فی الحقیقت
بالغ ہو جائے بیٹھے لڑکے میں احتلام اور لڑکی میں احتلام حیض

۱۔ شرح نفقات صفحہ ۱۳۔ ۲۔ شرح نفقات صفحہ ۲۔ یہ سب صورتیں مسلمانوں میں اس وقت
نہیں جب کہ سلطان آزاد تھے حکومت نہ تھے آزادی بڑی نعمت ہے بغیر آزادی کے احکام شرح کا نفاذ ناممکنات
سے ہو گیا ہے۔ یہی ہے جس کی کو مزدوری نہیں ملتی ہے انھیں حکومت کی جانب سے روزانہ خرچہ دیا جاتا
ہے یہ رعایت ان کو آزادی کی بدولت نصیب ہوئی۔

اور جمل (نکاح ہونے کی وجہ سے) جیسے آثار معلوم ہوں تو وہ مرد یا عورت بالغ تصور ہوں گے اگر ان امور میں سے کوئی بھی کسی میں نہ پایا جائے تو اس کے لیے پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جانے پر بلوغ کا قیاس قائم ہوتا ہے اور ایسے ہی بالغ انخاص شرعی احکام کے مخاطب اور ذمہ داریوں کے اہل تصور ہوں گے اور انھیں اپنی ذات اور جائداد کے تمام معاملات میں کارروائی کرنے کے حقوق حاصل رہیں گے۔

نابالغوں کی جائداد کے اولیا انا بالغوں کی جائداد کی ولایت کا جس سب سے پہلے باپ کو پہنچتا ہے اور اس کے انتقال کے بعد اس کے وصی کو اگر اس نے کسی کو بطور وصی مقرر کیا ہو تو پھر وصی کے وصی پھر ان کی عدم موجودگی میں داد کو حق ولایت حاصل ہے ان سب کی عدم موجودگی میں عدالت کو ولایت ملتی ہے اصل ہوگا ولی کو اس امر کا حق ہے کہ وہ نابالغ کی جائداد کا کافی احتیاط کے ساتھ انتظام کرے اور وہ اس امر کا بھی مجاز ہے کہ وہ ایسی کارروائیاں کرے جو نابالغ کی حق میں کلیتہً مفید مومن مثلاً قبول ہبہ وغیرہ گروہ اپنے کسی عمل کے ذریعے جو نابالغ کے حق میں مفرت رساں ہوں یا نابالغ پر کسی قسم کی ذمہ داری عاید ہوتی ہو کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ مثلاً وہ نابالغ کی جائداد ہبہ یا وقف یا بذریعہ وصیت منتقل کرنے کا کسی طرح اختیار نہ رکھے گا۔

ایسے معاملات جس میں نفع و نقصان دونوں کے ہونے کا امکان ہو ولی مجاز نابالغ کے کرنے کا مجاز ہوگا اور ان کی پابندی نابالغ پر ضروری ہوگی بشرطیکہ وہ مرتجع اور کلیتہً مفرت کے باعث نہ ہوئے ہوں اور نقصان رساں ہونے کی صورت میں وہ امام اہل بیت اور امام محمد کی رائے کے مطابق جبکی امام ابوحنیفہ کی رائے کے مطابق میں ترجیح دی گئی ہے نسخہ کر دیئے جائیں گے۔

۱۔ بلوغ النہام بالا حلال ولا انزال ولا اصل حوالا انزال والجار بیہ بالا حلالا
والحیض والجل فاللم وجد فیہا ششی فختی یتتم خمس عشرۃ سنۃ وہ ینفی لقصر اعمار
سان ما نشا۔ از مد مختار بر عاشیہ رد المختار جلد ۲ کتاب الحج ص ۱۰۰ و خودری کتاب الحج ص ۹۳
فناوی التوازل مطبوعہ اشاعت العلوم حیدرآباد وکن ص ۲۰۳۔ قانون کی رو سے بالغ وہ شخص ہوگا جس نے اپنی عمر کے (۱۸) سال پورے کر لیے ہوں۔ ۲۔ توضیح تلویح ص ۲۳، ولی اس کا مجاز نہیں کہ نابالغ کی جائداد کو ذمہ دار کرے اور مادربالغ کو بھی حق نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو کن لا روٹ جلد ۱ ص ۲۲ خط ۳۱۲ و کن لا روٹ جلد ۳ ص ۲۱۱۔ شرع اسلام نے نابالغ کے علاج و بہبود کیلئے جو قواعد بیان کیے ہیں انکی پابندی عدالت کے لیے ضروری ہے۔ از مہول شرع اسلام ص ۶۶۲۔

نکاح اور اس کی عام غرض و نیت

یہ ایک مسئلہ امر ہے کہ جس طرح بھوک معلوم ہونا انسانی فطرت میں داخل ہے، اسی طرح جذبات شہوانی کا پیدا ہونا بھی لازمی ہے یہ نہایت اہم سوال ہے کہ ان جذبات کو کس طرح رفع کیا جائے اور کس طرح انسان اپنے جذبات پر قابو رکھے بعض کا خیال ہے کہ ان کو تجرد کے ذریعے دبا دے رکھنا چاہئے لیکن یہ طریقہ کبھی بھی مفید اور کارگر ثابت نہیں ہوا جو لوگ تجرد کے حامی رہے وہ آزمائش کے وقت اپنے مقصد میں ناکام رہے اور یہ کبھی بھی اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھے بعض کا یہ خیال ہوا کہ عورت اور مرد کے تعلقاً کو آزادانہ چھوڑ دیا جائے۔ تجربہ یہ بتلاتا ہے کہ ایسی صورت میں عورت کی عصمت محفوظ نہیں رہتی جس کے سبب نہ صرف مختلف خطرات پیدا ہونے کا امکان ہے بلکہ ہر شخص انواع و اقسام کے مرض میں مبتلا ہو جائے گا اور نتیجہ یہ ہوگا کہ توالد و تناسل کا سلسلہ بند ہو جائے گا حالانکہ جذبات شہوانی کا اصل مقصد یہی ہے کہ توالد و تناسل کا سلسلہ جاری رہے اس لئے قدرت نے عورت کو ایک مرد کے لیے پیدا کیا ہے اور یہی عمل جائز طور پر لطف اندوز ہونے کا بہترین طریقہ ہے اس تدبیر سے ذمے داریاں بھی پیدا ہوں گی اور ساتھ ساتھ خاندانی شرافت کا سلسلہ بھی قائم رہے گا۔

ان تمام امور پر غور کرنے کے بعد یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ عورت کی عصمت کا تحفظ ایک مرد کے ذریعے سے بہتر طور پر ہو سکتا ہے اور اسی عمل کے سبب انسان کو اشرف المخلوقات کا رتبہ ملتا ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ عورت کس طرح اپنی عصمت کی حفاظت کرے اس کے متعلق قدرت نے نکاح کے طریقے کو جاری کیا تاکہ انسان جذبات شہوانی کی تکمیل کے ساتھ توالد و تناسل کے سلسلے کو تہذیب و اخلاق کے ساتھ جاری رکھ سکے۔

نخل ایک معاہدہ ہے جو عاقبتین کی رضامندی سے منعقد ہوتا اور ان ہی کی رضامندی سے باقی رہتا ہے اور یہی معاہدہ ان دونوں کی دائمی معاونت کا رشتہ قائم کرتا ہے اس کے بعد ان میں کا ہر ایک دوسرے کے دکھ اور آرام و راحت میں شریک کار رہتا ہے۔

اسلام میں نخل کی اہمیت | اسلام دنیا کا ایک آخری مذہب ہے اور اپنے لیے دینی اور دنیوی امور سے تعلق ایک مکمل دستور رکھتا ہے

ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی تمام باتیں اور تمام مسائل اصول فطرۃ کے موافق اور حقیقت سے ملو ہیں اس کا کوئی کام ایسا نہیں جو بیکار اور نمائشی ہو۔

سپلک ہے کہ اسلام سے پہلے دنیا کے کسی حصے میں عورتوں کو باپ یا شوہر کی جائداد سے کسی قسم کا استفادہ کا موقع نہیں دیا جاتا تھا اور نہ ان کے حقوق جو بحیثیت نسب یا زوجہ ہونے کے ہوتے وہ تسلیم کئے جاتے تھے مگر اسلام نے عورتوں کو مردوں کے مانند جائداد سے فائدہ اٹھانے کا حق دیا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ وَلِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ وَلِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ

والدین اور رشتہ دار جو کچھ چھوڑیں ہیں اور عورتوں کے بھی حصہ ہیں اور عورتوں کے بھی حصہ ہے وہ زیادہ چھوڑیں مگر یہ مقرر کیا ہوا حصہ ہے۔ (پارہ ۱۱ سورہ نسا)

عورتوں کو اس طرح جائداد سے حصہ دلانے کے باوجود جو خصوصیات مردوں میں موجود ہیں اس کے لحاظ سے مرد کو اسلام نے بعض معاملات میں برتری بھی دی اور اس برتری کی وجہ سے ان کی ذمے داریوں میں حفاظت حقوق کا اضافہ بھی کیا تاکہ عدل و انصاف قائم رہے جیسا کہ قرآن مجید میں ظاہر کیا گیا ہے۔

ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف اور عورتوں کے لیے بھی حقوق ہیں جو مثل ان ہی وللرجال علیہن وساحۃ واللہ اعز بحکیم

حقائق کے ہیں جو ان عورتوں پر ہیں دستور کے موافق اور مردوں کا ان کے مقابلے میں کچھ درجہ بڑھا ہوا ہے اور اللہ زبردست مہربان

ایک دوسرے مقام پر بتلایا گیا کہ

المرجال قوم علی النساء ہما
فصل اللہ بعضہم علی بعض بما انفقوا من
اموالہم ۵۔
مرد عاقل میں عورتوں پر اس سبب سے کہ
اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی
ہے اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال کا
خرچ کئے ہیں۔

قرآن مجید میں غرض نکاح بالفاظ ذیل ظاہر کی گئی ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَلَّ بِكُمْ مَوَدَّةَ وَرَاحَتِهِ أَيْ فِي ذَٰلِكَ آيَاتٌ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ۔ (سورہ روم ۲۱)
خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی
ہے کہ اس نے تمہارے جوڑے پیدا کئے، تمہاری
ہی جنس سے تاکہ تم ان سے سکون و راحت حاصل
کرو اور تمہارے درمیان محبت و رحمت پیدا کی۔
ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجْهًا مَمْنَهُانَ وَجْهًا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا۔ (سورہ اعراف)
خدا ہی نے تم کو ایک جنس سے پیدا کیا
اور اسی سے تمہارا جوڑا بنایا تاکہ تم آرام و سکون
حاصل کرو۔

نکاح کی قابلیت ہر مسلمان جو عاقل اور بالغ ہو یہ معاہدہ کر سکتا ہے مجنون یا
کم عمر جو حد بلوغ کو نہ پہنچے ہوں ان کے نکاح ان کے ولی
کرنے کے مجاز ہوں گے یہ جواز نکاح کے لینے دو عاقل اور بالغ مسلمان مرد یا ایک
مرد اور دو عورتوں کے موائجہ اور سماعت میں نکاح کا ایک فریق خود یا اس کی طرف
سے کوئی شخص ایجاب کرے اور دوسرا فریق خود یا اس کی طرف سے کوئی دوسرا شخص
اس کو قبول کرے ایجاب و قبول دونوں ایک ہی مجلس میں ہوں اس کے خلاف

۱۔ درختہ برعاشیہ ردالمحتار جلد ۲ باب اولی صفحہ ۴۵۸۔

۲۔ شیعوں کے مذہب کے مطابق نکاح کے کسی معاملے میں گواہوں کا موجود رہنا ضروری نہیں ملاحظہ ہو
شرح اصول اسلام صفحہ ۳۶۲ بحوالہ بیہی جلد دوم ۴۔

دو مجلسوں میں ایسا عمل ہو تو ایسا نکاح جائز متصور نہ ہو گا اسی طرح گواہوں کی عدم موجودگی میں عورت اور مرد کی رضامندی جو از نکاح کے لیے کافی متصور نہ ہو گی ہر حالت میں معاہدہ نکاح کے جواز کے لیے گواہوں کی موجودگی اور ایجاب و قبول کے سننے کا لزوم گواہوں

پر جواز نکاح کے لیے ضروری ہو گا۔

ولایت کا نکاح | احکام شریعت کی رو سے بالغ مرد یا عورت کے نکاح کے لیے ولایت کی ضرورت نہیں اس لیے کہ وہ خود ہر قسم کے معاہدے کرنے کے مجاز ہیں اور اگر ولایت کا عمل ہو تو یہ فعل مستحب متصور ہو گا۔ البتہ نابالغ اور مجنون کے متعلق تبدل یا گیا ہے کہ شافعی اور مالکی مذہب کے لحاظ سے باپ یا دادا کے نہ ہونے اور خفیوں کے نزدیک باپ یا دادا کے علاوہ کسی دوسرے رشتہ داروں کے نہ ہونے کی صورت میں ولایت نکاح کا حق یا دشاہ وقت یا قاضی اسلام کو حاصل ہوتا ہے۔ اگر کوئی اجنبی نابالغہ کا نکاح بلا اجازت ولی پڑھائے تو ایسا نکاح شرعاً ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

امام شافعی اور امام حنبلی رحمہما اللہ کے پاس عورت چاہے یا کرہ ہو یا یتیم صغیرہ ہو یا کبیرہ ہر صورت میں بغیر اجازت ولی نہ رہے اگر نکاح کر لے تو صحیح نہ ہو گا۔

۱۔ فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۱۲۰۔ رد المحتار جلد ۲ کتاب النکاح۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ (صفحہ ۳۶۸) نانڈین کیسز ۱۸۷۱ء۔

۲۔ لاتجربہ البانۃ البکر علی النکاح لا ققطاع الولایۃ بالبلوغ ملاحظہ ہو رد المحتار جلد ۲ باب الولی صفحہ ۵۷۴۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ کتاب النکاح باب الولی صفحہ ۱۳۱۔

۳۔ رد المحتار جلد ۲ کتاب النکاح باب الکفارت صفحہ ۵۰۔ ۵۱۔ ولایعہ النکاح عند الشافعی و احمد الاوی ذکر عقد المزلۃ النکاح لم یصح ملاحظہ ہو رحمۃ اللہ فی اختلاف الائمہ مصری صفحہ ۱۰۳۔

حضرت امام مالکؒ کے پاس اگر عورت حسب و نسب اور جو بصورتی میں ایسی ہو کہ لوگ اس کی رغبت کرتے ہیں تو ایسی عورت کا نکاح بغیر اجازت دلی کے صحیح نہیں اور اگر ایسی نہیں تو عورت کو اختیار ہیکہ اپنی اجازت سے کسی اجنبی شخص کو نکاح کے لیے ولی نہائے گا۔
خلوت صحیحہ شرع اسلام میں خلوت صحیحہ کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ جب شوہر اور بیوی ایسی حالت میں تنہا ہوں جس میں کوئی شرعی اخلاقی یا جسمانی امر صحبت کا مانع نہ ہو تو کہا جائے گا کہ ان میں خلوت صحیحہ واقع ہوئی۔
خلوت صحیحہ کے اثرات خلوت صحیحہ کے ہونے سے زوج اور زوجہ پر حسب ذیل اثرات عائد ہونگے۔

- ۱۔ معاہدہ نکاح کی تکمیل کے بعد زوج پر زوجہ کے ہر کالزوم ہوگا مگر پورے مہر کی ادائیگی یا زوجہ کے ساتھ طہی یا خلوت صحیحہ کے بعد ہوگی (۲) اور خلوت صحیحہ کے پہلے اگر مرد فوت ہو جائے یا زوجہ کو طلاق دیدے تو ایسی صورت میں زوج پر نصف مہر کی ادائیگی کا لزوم ہوگا۔ (۳) امام شافعیؒ کی رائے میں اگر مرد قبل خلوت صحیحہ کے فوت ہو جائے تو عورت کسی مہر کی مستحق نہیں ہوگی لیکن اس مسئلے میں حنفی فقہ سے شافعی علماء متفق ہیں کہ عورت مہر مثل کی مستحق ہوگی۔
- ۴۔ نکاح فاسد کی صورت میں بھی اگر خلوت صحیحہ ہو جائے تو عورت پر عدت اور شوہر پر مہر مثل اور مہر مقررہ میں جو بھی کم ہو زوج پر ادائیگی کا لزوم ہوگا۔ (۵)۔ نکاح باطل میں لاعلمی سے خلوت صحیحہ ہو جائے تو اس پر بھی مہر مثل یا مہر مقررہ سے جو بھی کم ہو دینا پڑے گا۔

۱۔ رحمة اللہ صفحہ ۱۰۳۔ ۲۔ در مختار جلد ۲ باب النکاح
 ۳۔ در مختار جلد ۲ باب المہر ص ۵۴۔ فتح المعین جلد ۱ صفحہ ۱۱۶۔ اختلاف ابی حنیفہ وابن الجوزی
 ۴۔ جلی صفحہ ۱۶۹ مطبوعہ احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد دکن۔ ۵۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ کتاب النکاح
 باب محرمات یا مجمع ۱۵۰ رد المحتار جلد ۲ کتاب الطلاق باب العدة۔

ممنوع ہے۔ — بعض ایسی عورتیں ہوں گی جو طحا و منی سے منع ہیں اور وہ یہ ہیں۔
 (۱) ماں و ادویٰ نانی خواہ کسی قدر اوپر پہنچے کی ہو۔ (۲) بیٹی۔ پوتی (۳) حقیقی
 علاقہ اور انسانی بہنیں (۴) حقیقی بھینجی، حقیقی بھانجی یا ان کی بیٹیوں یا بیٹیوں سے
 پیدا شدہ اولاد (۵) اپنی چھوٹی خالہ (۶) باپ کی بیوی سے یا باپ پہو سے اسی طرح
 بیٹے۔ پوتے یا نواسے کی بیویوں سے اور بیوی کی بیٹیوں اور پوتیوں اور نواسیوں
 سے نکاح ممنوع ہے۔

(۱) بعض عورتیں محض از دو واجی تعلقات کی بنا پر ممنوع ہیں اور وہ یہ ہیں۔
 (۲) اپنی بیوی کی ماں یا نانی سے (۳) اپنی بیوی کی بیٹیوں یا پوتیوں سے
 بشرطیکہ عورت سے صحبت ہوئی ہو (۴) اپنے باپ یا کسی طبقہ اعلیٰ کے دادا کے
 بیویوں سے (۵) بیٹے، پوتے یا نواسے کی بیویوں سے، بیوی کی موجودگی میں اس کی
 بہن یا خالہ یا چھوٹی وغیرہ سے۔

(۲) نسب اور از دو واجی تعلقات کی بنا پر جو عورتیں ممنوع ہیں وہ رضاعت
 کی بنا پر بھی ممنوع ہیں۔

جو نکاحیں بر بنابر قرابت یا از دو واجی تعلقات یا رضاعت کے ممنوع ہیں
 اگر ان سے نکاح ہو جائے تو ایسا نکاح باطل ہو گا۔

استثنا بعض رضاعی رشتہ دار ایسے بھی ہیں جن سے نکاح ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہیں۔
 (۱) بہن کی رضاعی ماں (۲) رضاعی بہن کی ماں (۳) رضاعی بیٹے کی بہن

۱۔ جس عورت کو نکاح میں رکھا ہے اس سے صحبت کی صورت میں اس کے قرابت داروں کے ساتھ نکاح کی ممانعت
 ہے اور عدم صحبت کی صورت میں بعد تفویق اس کے قرابت داروں سے نکاح کرنے کا مجاز ہو گا۔

۲۔ دیجم علی الرضیع ابواب من الرضاع و اصولہا و فروعہا من النسب و الرضاع جمعاً و خلاصہ
 فتاویٰ عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۳۴ (یعنی دودھ پلانے والی کی تمام اولاد دودھ پینے والے پر حرام ہے)
 ۳۔ بدایہ۔ کنز الدقائق۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ کتاب النکاح باب المحرمات صفحہ ۴۴۔ وفتا
 بر حاشیہ رد المحتار جلد ۲ باب المحرمات صفحہ ۲۸۴۔ رد المحتار جلد ۲ باب الرضاع

(۴) رضاعی بھائی کی بہن۔

نا جائز اجتماع | کوئی شخص ایسی دو عورتوں کو ایک وقت میں بحیثیت نکاح رکھنے کا مجاز نہ ہوگا جو بحیثیت قرابت یا ازدواجی تعلقات یا رضاعت کی وجہ سے باہم ایسے رشتہ دار ہوں کہ اگر ان میں سے ایک مرد ہو تو ان کا باہم نکاح جائز نہ ہو، ہونہال کی طور پر دو بہنیں یا دو بھینجی ان کا اجتماع ناجائز ہے اگر نکاح ہو جائے تو یہ نکاح باطل نہ ہوگا بلکہ فاسد کہلائے گا اسی طرح شرعاً خیانی خالہ بھانجی حرم میں حقیقی خالہ و بھانجی کے مانند ہیں۔

زنا کی بناء پر حرمانت | زنا کے معنی مرد و عورت میں اس محبت کے ہیں جس کی شرع اسلام میں اجازت نہیں دی گئی ہے جو اولاد اس تعلق سے پیدا ہو وہ ناجائز ولد الحوام ہوتی ہے اور اقرار بانسب سے بھی صحیح اب نہیں قرار پاسکتی۔

زانی چاہے کدہ کی حالت میں زنا کرے یا اسلام کی ہر حالت میں اس پر اس کی زنا کی ہوئی عورت کی لڑکی حرام ہے۔ اسی طرح باپ کی مزنیہ بیٹے کے لیے مذہب حنفی و مالکیؒ اور حنبلیؒ میں حرام ہے، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ کتاب النکاح باب المحرمات میں فمن زانی بامرأة حرمت علیہ امہا وان علقت وابنتھا وان سقطت وکنہ احرم المذنی بہا علی اباہ الذی زانی واجدادہ وان علواً وابناء وان سقطوا کنہ ابتلا یا گیا ہے یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ جس طرح منکوحہ عورت کی ماں، نانی، دادی، بیٹی، پوتی وغیرہ ناکح پر حرام ہیں اسی طرح مزنیہ کی ماں، نانی، دادی، بیٹی، پوتی وغیرہ بھی زانی پر حرام ہیں۔ جبری زنا کی صورت میں بھی حرمت کا اطلاق ہوگا۔

۱۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ باب المحرمات صفحہ ۳۷ تا ۲۷۵۔

۲۔ بلغہ اسالک فقہ ۱۱۱، مالک جلد ۱ صفحہ ۳۴۰۔ ۳۔ نیل المارب جلد ۲ صفحہ ۱۲۳۔

۴۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۹۔ ۵۔ درمختار برعاشیہ درمختار جلد ۲ فصل الحویات صفحہ ۲۸۹۔

صحیح نکاح کے اثرات | صحیح نکاح سے زوجہ کو ہر زمانہ و نفقہ اور شوہر کے مکان میں رہنے کا حق ہوگا اور اس پر بادخا اور تابعدار رہنے اور شوہر کو جماعت کا موقع دینے اور عدت میں بیٹھنے کے وجوب عائد ہوتے ہیں اور اسی نکاح باہمی توریث کے احکام طلاق یا موت کی صورت میں پیدا ہوتے ہیں اور مومنہ رشتہ کی کیفیت بھی یہی ہے۔
نکاح باطل اور فاسد کے اثرات | جن نکاحوں پر باطل کا اطلاق ہو انہیں دیوانی حقوق حاصل نہیں ہوتے اور نہ ان سے جو اولاد پیدا ہو وہ صحیح نسب منقول ہوگی

فاسد نکاحوں کی صورت میں جماعت کے پہلے کوئی اثر قائم نہیں ہوتا مگر جماعت کے بعد حسب ذیل اثرات قائم ہوں گے۔

(۱) عورت ہر مثل یا مقررہ مہران میں سے جو کم ہو اس کی مستحق ہوگی۔

(۲) اسے عدت میں بیٹھنا ہو گا اور اس کی مدت تین حیض ہوگی

(۳) جو اولاد اس نکاح سے پیدا ہوگی وہ صحیح نسب سمجھی جائے گی لیکن جماعت کے بعد زوج اور زوجہ میں باہمی حقوق توریث قائم نہ ہوں گے۔

مہر کی ضرورت اور اس کی اہمیت | نکاح کی عظمت اور اس کا وقار بغیر مال کے ظاہر نہیں ہو سکتا اور نہ نکاح کے نتائج و فوائد کی تکمیل ہو سکتی ہے مرد اسی وقت نکاح (معاہدہ) کو قائم رکھتا

ہے جب کہ اس کے توڑ دینے کی صورت میں مال کے نقصان کا خطرہ ہو۔ اسی طرح عورت کے اولیا بھی اس وقت اپنی لڑکی کو اجنبی شخص کے تفویض کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں جبکہ لڑکی کی عظمت قائم ہو اس لیے اسلام نے عقد نکاح کے ساتھ مہر کو بھی لازمی قرار دیا ہے تاکہ زوجہ کی توقیر کے ساتھ شوہر پر ذمے داری کا لزوم عائد ہو اور زوجہ زوج سے مذہب کے پائے کی مستحق ہو۔ اس لحاظ سے مہر کا لزوم شوہر پر عاید کیا گیا ہے جو کسی طرح ساقط نہیں ہو سکتا۔

۱۔ رد المحتار جلد ۲ کتاب النکاح صفحہ ۳۰۰۔ ۲۔ کچھ مقدمہ عبد القادر بنام سلیمہ ۱۸۸۶ء ۸۱۱ آبار

۱۶۹۔ صفحہ ۱۵۷ پر حبش محمود نے بھی یہی رائے دی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ہر کی مقدار کم سے کم کیا ہو فقہاء کرام نے جس طرح سرقہ کے مقدار کی حد دس درہم قرار دی اور اس کے جانے سے نقصان کا احتمال بتلایا ہے اسی طرح ہر کی مقدار کم سے کم دس درہم قرار دی ہے اس سے کم کا اعتبار نہیں کیا گیا۔ اس سے زیادہ کی کوئی حد نہیں ہر شخص اپنی استطاعت کے موافق زیادہ مقدار میں مہر مقرر کرنے کا مجاز ہو گا۔ اور عدالت اس معاہدے کے موجب مہر دلانے کی مجاز ہو گی۔

فقہانے ہر کی دو قسمیں کی ہیں ایک مہر مسمیٰ اور دوسرا مہر مثل پھر ایک کی دو قسمیں ہیں مہر معجل اور مہر موجل۔

مہر مسمیٰ وہ ہر جو عقد نکاح کے وقت معین کیا گیا ہو۔ مہر مثل وہ ہر جو عورت کے باپ کے خاندان کا مقررہ ہو، اگر ان قسموں میں سے کوئی مہر بوقت عقد یا بوقت مطالبہ اوکرنے کا قرار پائے تو اس کو مہر معجل کہیں گے اور اگر ادائی کے لیے کوئی میعار مقرر نہ ہو تو اس کو مہر موجل کہیں گے (کنز الدقائق - قدوری)

شریعت نے ہر شخص کی معاشی نقطہ نظر کے تحت جس وسعت سے تعین مہر کی اجازت دے رکھی ہے۔ اس کا یہی مقصود ہے کہ ادائی کے وقت وہ دشوار نہ ہو اگر کوئی شخص اس مصلحت کے تحت مہر کی مقدار زیادہ سے زیادہ حد تک تعین کرتا ہو تو کر سکتا ہے لیکن کم تعداد یا وہ مقدار جس پر صالحین کا بند رہے ہیں اپنے لیے معین کرے تو زیادہ بہتر ہے۔

بجز دو کے بقیہ از واج مطہرات کا مہر مبارک (۴۰۰) درہم یا (۴۰۰) دینا ہے

۱۔ ایک مقدمہ میں دس درہم کی مقدار تین اور چار روپیہ بتلائی گئی ہے دیکھو مقدمہ حامدہ بی بنام عبدالصمد ۱۹۰۹ء ۳۲۲ الہ آباد ۱۶۷۔ شیعوں کے قانون میں کوئی شرعی اقل مقدار مہر کی نہیں بتائی گئی۔ پہلی جلد دوم ۶۸۶ بحوالہ اصول شرع، اسلام صفحہ ۹۳۔

۲۔ دیکھو مقدمہ بانو بیگم بنام میر عون علی ۱۹۱۹ء ۹ بمبئی لارپورٹ ۱۸۸۔ شیعوں کے قانون کے لحاظ سے مہر مثل پانچ سو درہم سے زائد نہ ہونا چاہیے، شرح اسلام ۵۳۵ بحوالہ پہلی جلد دوم ۷۱۔

زیادہ نہ تھا اور شریعت اسلام نے ہر وقت مرد کو عقد نکاح کے بعد اپنی عورتوں کے گھر کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس طرح ادائیگی ہر کی تاکید آئی ہے۔

(۱) **وَآتُوا النِّسَاءَ مِمَّا تَعَاهَدُنَّ** (۱) نام سے دیے گئے عورتوں کو ان کے گھر ختم کر کے
(۲) **فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ** (۲) نکاح کر لو ان عورتوں سے جو تم کو اچھی معلوم ہو
(۳) **وَأُولَئِكَ كَلَّمَ اللَّهُ نُوَّاحًا وَآذَنَّا الْكَلِمَ** (۳) تمہارا دے لیے حلال کیا گیا ہے کہ عورتوں کے
سوا ہر عورت کو جس کو چاہو اپنے مال کے ذریعے
نکاح کے لیے طلب کرو۔

(۴) **فَمَا اسْتَسْقَمَ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ** (۴) جن عورتوں سے نکاح کرنا چاہو ان کے
مقرر شدہ مہر انہیں دیدو جو ایک فریضہ ہے۔
(۵) **وَالْحَصْنَتُ مِنَ الْمَوْنَانِ** (۵) تمہارے لیے سلطان پاکہ اسن عورتیں اور
وَالْحَصْنَتُ مِنَ الْذِينَ أَوْكَلْتُكِ مِنْ
کی گئی ہیں جب کہ تم ان کے مہر انہیں دیدو۔

ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جہاں نکاح کی اجازت دی ہے وہیں مرد کو ادائیگی بھی تاکید کی ہے۔

عہد حاضرہ اور مہر | مہر کی ادائیگی اسی وقت ممکن ہے جب کہ مہر اس کی استطاعت اور اس کے معاشی وسعت کے ساتھ معین اور مقرر کیا گیا

ہو۔ حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین مہر وہ ہے جو زیادہ آسان ہو۔ ظاہر ہے کہ مہر کی آسانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لیے مطلوب تھی کہ وہ ادا کرنے کی چیز ہے جب وہ آسان ہو گا تو آسانی سے دیا بھی ہو سکے گا۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کی رائے ہے کہ

مہر کی سببوں مقدار میں یہ راز ہے کہ مہر اس مقدار میں ہونا چاہیے جو مقدار گراں اور عزیز گنجی جاتی جو نیز اس کے ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ عادیہ میں کی

الغرض ہر قسم کا ہونا ہو۔

مہر کی یہ مقدار مہر کا نصاب صحیح ہے جس پر عہد مبارک نبوی میں اہل اسلام قائم تھے اور اس عہد مبارک کے بعد بھی اکثر و اغلب لوگوں کا عمل ایسی نصاب صحیح پر ہوا۔ بجز ان مالدار لوگوں کے جو تختہ نشین بادشاہوں کے قائم مقام ہیں ان لوگوں کے لیے مال کے انداز پر مہر کو اس نصاب سے زیادہ لینا جائز ہے۔ (۱۶)

عصر جدید میں یہ دیکھا جا رہا ہے کہ تبلیغ اور غیر تبلیغ امتثالِ احکام اپنی معاشی وسعت کے مہر کی تعداد میں زیادتی پر نظر آرہے ہیں اور جو مصالحِ ادائیگی مہر پر موقوف رکھے گئے تھے ان کی علانیہ خلاف ورزی کی جا رہی ہے جس کا نتیجہ ہے کہ مرد و عورت کی بدعتی اور بد امتحانی کے سبب ازدواجی تعلقات قائم رکھنا نہیں چاہتا۔ مگر اس کو ادائیگی مہر کے خلاف سے چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا، اسی طرح عورت مرد کے ظلم و ستم سے تنگ اور مجبور ہو جاتی ہے، لیکن حصول مہر یا معافی مہر پر دو صورتوں میں ظالم مرد سے چھٹکارا نہیں پاسکتی

معادہ عقد کے بعد مرد اور عورت میں حسن معاشرت کا ہونا ضروری ہے اور جب کسی وجہ سے حسن سلوک اور حسن معاشرت نہ رہے تو مرد و عورت کو چھوڑنے پر آمادہ ہو یا عورت مرد کے مظالم سے چھٹکارا پائے۔ یہ سب اس وقت ممکن ہے جب کہ مہر کی مقدار بہل اور آسان ہو زیادتی کی صورت میں خطرات کا امکان ہے جس کا نتیجہ ہے کہ آج مرد اپنی عورت کا شاکل اور عورت مرد کی شاکل نظر آنے پر اور متحد و متالیں ایسی بھی ملیں گی کہ مرد محض زیادتی مہر کی وجہ عورت کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں اور عورت باوجود معافی مہر کے چھٹکارا پائے پر آمادہ ہے مگر چھٹکارا نہیں پاسکتی۔ بعض ناما قبیلہ اندیش اصحاب کا امر ہے کہ ایسی صورت میں جب کہ مرد ظالم قرار پائے اور عورت کو اپنی زوجیت سے چھوڑنے پر آمادہ نہ ہو تو

۱۔ از حجتہ اللہ البالغہ بحوالہ رسالہ تغلیب مہر صفحہ ۷۔

اس وقت عدالت اپنے احتیارات سے عورت کو ظالم مرد سے علیحدہ کرادے حالانکہ عدالتوں کا ایسا عمل شریعت حقہ کے بالکل خلاف اور منافی ہے۔ اس کے متعلق حضرت شاہ مجدد الغریز محدث دہلویؒ کی رائے ہے کہ

”مہر کی زیادتی کا انجیل میں مذکور ہے اور اس بعد انجیمی سے خالق و مخلوق دونوں کے حقوق“ ضائع ہوتے ہیں نیز اخلاقی تدبیر مندرجہ اور تمدن کی خرابی اور بربادی میں کوئی شک و شبہ نہیں۔“

نکاح کے وقت مہر کا تعین ہونا جو معاہدہ نکاح ایجاب و قبول کے ساتھ اور گواہوں کی موجودگی میں قرار پائے اور

مہر کا تعین نہ ہو یا نکاح اس شرط کے ساتھ منعقد ہو کہ کوئی مہر نہیں دیا جائے گا ان صورتوں میں بتلایا گیا ہے کہ ایسا نکاح جائز ہے کیونکہ تعداد مہر کا تعین نکاح سے پہلے یا نکاح کے وقت اور نکاح کے بعد ہر صورت میں ہو سکتا ہے اس لیے جب رائے حضرت امام ابو حنیفہؒ عورت مہر شل کی مستحق ہوگی۔ البتہ اس امر کا فیصلہ کہ کتنا مہر جائز ہے کتنا موجب قرار دیا جائے اس کا تصفیہ رواج سے کیا جائے گا اور رواج کی عدم موجودگی میں فریقین کی حیثیت اور مہر مقررہ کی مقدار پر فیصلہ ہوگا لہذا کہ ان لم یبق فی فیصلہ اذ تعیل بعضہ ظہار المنع لاخذ ما یجمل لہا منہ عرفاً و فی الصیر فیذہ الفتویٰ علی اعتبار عرف بلد ہامی غیو اعتبار الثالث اوالنصف و فی الخایئۃ یعتبر التعمار لان الثابت عرفاً کالتابث شمولاً سے واضح ہوتا ہے۔

زوجہ کا مہر معاف کر دینا | زوجہ مجاز ہے کہ بغیر کسی بدل یا عوض کے اپنا کل مہر

۱۰ - از حجتہ اللہ الباقہ

۱۱ - مقدمہ آئمہ بی بی بنام محمد ۱۹۲۹ء م لکھنؤ ۳۳ سو میں بھی اصول طے کیا گیا ہے۔

۱۲ - رد المحتار جلد ۲ باب المہر صفحہ ۲۰۸ فتح القدیر جلد ۳ صفحہ ۸۲ - تبیین الحقائق جلد ۲ باب المہر صفحہ

۱۳ - مقدمہ محمد بیگ بنام محمد بیگ ۱۹۱۹ء سوس الہ آباد ۲۹۱ تحفہ سببی بی بنام شیخ محمد ۱۹۲۹ء ۸ پینہ ۱۴

میں بھی اصول طے کئے گئے ہیں۔

یا اس کا کوئی جز شہر یا اس کے وارثوں کو معاف کر دے اور ایسی معافی جائز ہے۔
معافی کے متعلق بتلایا گیا ہے کہ معافی آزاد مرغی سے ہونا چاہئے جب زوج
اپنے شوہر کی موت کی وجہ سے سخت دلی تکلیف میں ہو اس وقت اس کا ہر معاف
مکرر دینا آزاد مرغی مقبول نہ ہوگا۔ اور نہ وہ بعد میں اس کی پابند ہوگی۔

مہر کی مقدار اور میعاد چونکہ ہر ہر دائرہ کے قرضوں کی طرح ایک قرض ہے اسی
لیے میت کے تمام قرضوں کی ادائیگی جیسے طرح کہ اس کی
ہر قسم کی جائداد سے کی جاتی ہے اسی طرح ہر کی ادائیگی اور متوفی کے ورثا پر
اس کی ذمہ داری ذاتی طور پر عائد نہیں ہو سکتی البتہ ہر وارث بقدر اپنے حصے
وراثت کے ذمہ دار ہوتا ہے اگر بیوہ بر بنیاد دعویٰ ہر اپنے شوہر کی جائداد پر تقاضا
ہو تو اس کے شوہر کے دوسرے وارثوں میں سے ہر ایک اپنے حصے کے تناسب سے
دین ہر کا حصہ ادا کر کے اپنا حصہ واپس پانے کا مستحق ہوگا۔

متروکہ نہ ہونے کی صورت میں بتلایا گیا ہے کہ ورثا پر مہر کی ادائیگی کا لزوم
نہ ہوگا۔ لیکن متوفی کے باپ نے مہر کی ادائیگی کا ذمہ دار ہو تو اس پر ادائیگی کا لزوم ہوگا۔
میعاد اسلامی شریعت میں متروکہ کے دعوے کے لیے کوئی میعاد مقرر نہیں ہے اس
لیے ورثا کو ہر وقت دعوے کا حق ہوگا۔

۱۔ دیکھو مقدمہ جانی بیگم بنام امراؤ بیگم ۱۹۰۵ء ۳۳۰ بمبئی ۶۱۲۔ ۵۲۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱
فصل فی الزیادۃ فی المہر والخط عندہ میں تفصیل سے ذکر ہے۔

۲۔ دیکھو مقدمہ نور النساء بنام خواجہ محمد ۱۹۲۷ء ۷۸ کلکتہ ۵۳۷۔

۳۔ فتاویٰ مہدویہ جلد مطبوعہ مصری صفحہ ۱۸۱۔ دیکھو مقدمہ حمیرہ بی بی بنام زبیدہ بی بی ۱۹۱۷ء

۴۔ انڈین ایپلشٹر ۲۹۔ ۵۵۔ رد المحتار جلد ۱ باب المہر ۳۶۵۔

۵۔ رد مختار جلد ۱ باب المہر ۵۵۰۔ ۵۶۔ فتاویٰ مہدویہ جلد ۲ کتاب الوقف صفحہ ۳۰۷۔ لیکن

تاقون کی رو سے ہر کے دعوے کی میعاد تاریخ طلب اور اسرار موت یا ذیہ طلاق نکاح فرج
ہو جانے کی تاریخ سے تین سال ہے۔

مہر کی ادائی اور عدم ادائی کی عقد نکاح کے بعد شوہر پر مہر کی ادائی لازم ہو جاتی ہے۔
 صورتیں اور ان کے اثرات مگر پورے مہر کی ادائی اسی وقت واجب ہے جبکہ شوہر بیوی سے وطی یا خلوت سمجھ کرے یا نزع و زور سے کوئی ایک فوت ہو جائے یا بوجہ طلاق نکاح فسخ ہو جائے۔

خلوت سمجھ کر یا وطی کے پہلے بیوی کو طلاق دی جائے تو اس وقت شوہر نصف مہر کی ادائی کا لزوم ہوگا۔ زوجہ کے مرتد ہو جانے یا اپنے خاوند کی دوسری بیوی کے فوجانہ لڑکے کا شہوت سے بوسہ لینے یا اس سے ناجائز تعلیق پیدا کرنے کی بنا پر شوہر سے مہر کی ادائی کا لزوم ساقط ہو جائے گا۔

حسن سلوک اسلام نے جہاں مرد کو عورت پر برتری دی ہے وہیں مرد کو بھی تاکید کی ہے کہ وہ اپنے عورتوں کے ساتھ نیک سلوک اور اچھا برتاؤ رکھے اور حسن معاشرت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی خاص طور پر ہدایت کی ہے حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان یومنین باللہ والیوم الآخر فلا یوجارہ واستوصوا بالنساء خیر فانہن خلق من ضلع وان اعوج شیء فی الضلع اعلاہ فان ذہبت فقیمتہ کسرۃ وان ترکتمہ لم یزل اعوج فاستوصوا بالنساء احراراً اور یوں ہی رہنے دو ہمیشہ تیرھی رہے گی۔ میری وصیت ان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی قبول کرو۔ (۳) اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ہوا کہ:۔

واستکنواھن من حیث یکنتم من وجعکم ولا تھارواھن لہن یمینوا علیھن۔ اور کہو اپنی بیویوں کو جہاں تم رہتے ہو اور ان کے قصاص وہی تمہیں خواہیں۔

۱۔ درمختار باب المہر صفحہ ۵۔ عائشہ رضی عنہا ان عورتوں کیساتھ خوبی سے گزارنا کہو۔
 ۲۔ بخاری کتاب النکاح۔

اس آیت سے وضع ہو گیا کہ اسلام نے جس وسعت اور احتیاط سے عورت کو مرد کا برابر اور حقوق و معاملات میں جو برابری دی ہے اس کی نظیر کسی مذہب و ملت میں نہیں ملتی جس طرح اسلام نے عورت کو گھر میں اولاد پر حکمران قرار دیا اسی طرح اس حکمران کی بقا اور قیام کے لیے آسان قاعدہ اور ان کے باہمی حقوق اور ذمہ داریاں بھی معین کی ہیں تاکہ نکاح کے ذریعے زوجین کی زندگی راحت اور خوش گزار کرے۔

شوہر کی اطاعت بیوی | شرع اسلام میں بیوی پر شوہر کے احکام کی اطاعت کے لیے ضروری ہے اگر کوئی عورت شوہر کی اطاعت کرنے میں کوتاہی کرے یا بلا اجازت گھر سے چلی جائے یا مانع صحبت اور یہ مخالفت یا نافرمانی مہر محل کے ادائیگی کی بنا پر نہ ہو یا اسی قسم کے افعال بلا کسی خفی شرعی وجہ شرعی سرزد ہوئے ہوں تو ایسی صورت میں عورت ناشزہ کہلائی جائے گی اور یہ کسی طرح کفے کی مستحق نہ ہوگی اور اگر کوئی عورت شوہر کی اجازت سے اپنے خیر قربت داروں کے ہاں جائے تو نفقہ پانے کی مستحق ہوگی۔

انتظام شب بائشی | شریعت کی رو سے عورت کو اس امر کا حق دیا گیا کہ وہ مرد سے وطی کا مطالبہ کرے کیونکہ مرد کا اس کے لیے حلال ہونا اس کا حق ہے۔

جیسا کہ عورت کا مرد کے لیے حلال ہونا مرد کا حق ہے جب عورت مطالبہ کرے تو حکم میں ایک دفعہ مجبور کیا جاتا ہے اور ایک دفعہ سے زیادہ دہانہ واجب ہے مگر حکم میں واجب نہیں لیکن بعض اصحاب کے نزدیک حکم میں بھی زیادتی واجب ہے۔ اگر کسی شخص کی متعدد زوجات ہوں اور وہ ان میں عدل نہ کرتا ہو یا ایک ہی زوجہ ہو مگر وہ اس کے پاس نہ رہتا ہو تو

۱۔ وطن مثل الذین علیہن بالمعروف والرجال علیہن درجۃ واللہ عزیز حکیم یعنی عورتوں کے یہ حقوق میں جو مثل ان ہی حقوق کے ہیں ان عورتوں پر دستور کے موافق ہیں البتہ مردوں کا عورتوں کے مقابلے میں کچھ درجہ بڑھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ زیر دست حکمت والا ہے۔ ۲۔ فتاویٰ ہمدانیہ معری جلد ۳۹ تا ۴۰۔ فتاویٰ انفرادیہ جلد ۱۱۱۔ ۳۔ رد المحتار جلد ۲ ص ۳۳۲۔

عدالت اس کو عدل کرنے اور اپنی زوجات کے پاس باری باری سے رہنے کا حکم دے گی۔ اور ایک ہی زوجہ ہونے کی صورت میں کم سے کم ہر چوتھے روز اس کے ساتھ شب باشی کرنے کا حکم دے گی۔ اگر ایسی شکایت پہلی دفعہ پیش ہونے پر عدالت تحریر سے کام نہ لے گی صرف ہدایت پر اکتفا کرے گی۔ اور اگر عدالتی حکم کو نہ مانے تو شوہر باستیاضے سزا سے قید مناسب سزا کا مستحق ہو گا۔ نکاح کے بعد عورت کی خواہش نفسانی کو پورا کرنا مرد کے لیے لازمی ہے۔ اس لیے حضرت امام غزالی کی رائے ہے کہ خاوند پر لازم ہے کہ چوتھے دن اپنی عورت سے مقاربت کیا کرے اور اگر اس میں کمی یا زیادتی کی ضرورت ہو تو حسب ضرورت تاخیر و تعجل بھی کر سکتا ہے۔

مباشرت سے پہلے زوجہ کا اگر عورت اپنے ماں باپ کے مکان میں رہے اور شوہر نفقہ کس پر ہو گا۔ اس کو اپنے گھر نہ لے گیا ہو تو ایسی حالت میں بیوی کا نفقہ شوہر پر ہو گا کیونکہ اس کو اس سے خط نفقہ کے

مواقف حاصل ہیں ایسی حالت میں عورت کا اس قسم کا عمل جائز کہلائے گا۔ اور شوہر پر نفقہ کی ادائیگی لازمی ہوگی کیونکہ شوہر کو جو رکاوٹ پیش آ رہی ہے وہ عورت کی جانب سے نہیں بلکہ شوہر کی طرف سے ہے البتہ ہر کی رقم ادا کرنے کے بعد عودت مباشرت سے منع کرے تو ایسی صورت میں مرد پر عودت کا نفقہ لازمی نہیں ہو گا۔ کیونکہ عورت نے بغیر کسی استحقاق کے مرد کو محبت سے روکی ہے اگر عورت شوہر کو اس کے ہر کے ادا کرنے کی بناء پر جماعت سے روکے تو ایسی صورت میں بھی شوہر پر نفقہ کی ادائیگی کا لزوم ہو گا اس لیے کہ اس وقت جو رکاوٹ پیش آ رہی ہے وہ شوہر کی جانب سے ہے اس لیے عورت ہر قسم کے نفقہ کی مستحق ہوگی۔

۱۔ درختار جلد ۲ باب القسم صفحہ ۷۰۰۔ ۲۔ رد المحتار جلد ۲ باب القسم صفحہ ۶۱۸۔ ۳۔ احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۳۳۔ ۴۔ فتاویٰ مہدیہ مصری جلد ۱ صفحہ ۶۰۶۔ ۵۔ فتاویٰ انقرویہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۱۔ ۶۔ شرح کتاب النفقات صفحہ

عورت کا نفقہ اور اس کے اصول

نکاح کے بعد زوجہ کا نفقہ شوہر کے لیے اس وقت تک لازم ہے کہ جب تک کہ وہ شوہر کی دغا داری ہی ہے اور اس کے ہر مقول حکم کی تعمیل کرے

اس کا نفقہ یعنی کھانا، کپڑا، مکان زوجین کی مالی حیثیت کے

لحاظ سے شوہر پر مقرر ہوگا۔ اگر کسی عورت کا شوہر متمول ہو تو ایسی حالت میں شوہر کو

چاہئے کہ بیوی کے لیے ایک متوسط نفقہ مقرر کرے نہ اس میں کمی ہو نہ زیادتی مثلاً شوہر

مرغ۔ حلوے اور مختلف قسم کے کھانے استعمال کرتا ہے تو عورت کے لیے بھی کم از کم

گیہوں کی روٹی اور دو قسم کے سالنوں کا انتظام کرے۔ باوجود اس کے کہ بیوی

اپنے والدین یا قرابت داروں کے مکان میں اس قسم کے کھانے کا استعمال کرتی ہو

یا نہ ہو ان ہر دو صورتوں میں ایک متوسط نفقہ مقرر کرنا ضروری ہے امام خصاص

کی بھی یہی رائے ہے کہ شوہر اپنی حیثیت کے موافق نفقہ مقرر کرے مبسوط اور ادب

القاضی میں بھی یہی موجود ہے اور اسی پر فتویٰ ہے بلکہ

اگر مرد متمول نہ ہو بلکہ مفلس ہو اور عورت متمول ہو تو ایسی صورت میں

شوہر کو چاہئے کہ عورت کے لیے متوسط نفقہ مثلاً گیہوں کی روٹی اور ایک دو قسم کے

سالن مقرر کرے تاکہ عورت کی صحت پر کسی قسم کا مضرت بخش اثر نہ پڑے خلاصہ یہ کہ

امام خصاص کی رائے ہے کہ نفقے میں مرد یا ان دونوں میں سے کسی ایک کے حالات

پر اعتبار کیا جائے

امام خصاص (صاحب کتاب) نے یہ نہیں بیان کیا کہ شوہر بیوی کے ساتھ

بیٹھ کر کھا سکتا ہے یا نہیں لیکن دوسرے علما کی رائے ہے کہ شوہر اس قسم سے کھا پی

سکتا ہے اور اس کا یہ فعل مستحب ہے کیونکہ شوہر بیوی کے ساتھ حسن سلوک کے لیے مامور ہے

اور یہی ایک صورت نفقے میں مساوات کی ہے۔

۱۔ فتاویٰ ہندیہ جلد ۱ صفحہ ۴۵۹ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ کتاب الطلاق فی باب نفقات

رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۶۶۲ پر بھی اسی قسم کا فتویٰ دیا گیا ہے۔

زرمہر اور سامان جہیز | عورت اپنے ماں باپ کے گھر سے جو سامان جہیز کے نام سے لاتی ہے یا شوہر کی جانب سے جو اشیاء عورت کو دیئے جاتے ہیں وہ کس کے ملک ہیں۔ فقہا کا یہ متفقہ تصفیہ ہے کہ :-

زرمہر چونکہ زوجہ کے ساتھ حق و طہی کا معاوضہ ہے اس لیے زرمہر کی مالک زوجہ ہوگی۔ سامان جہیز جو ماں باپ یا کسی دلی جائز کی جانب سے دیئے جاتے ہیں اور یہ بالعموم عورت کو استعمال کی غرض سے دیئے جاتے ہیں اس لیے یہ اشیاء بھی عورت کی ملک کہلائیں گے۔ البتہ وہ اشیاء جو شوہر کی جانب سے زوجہ کو دیئے جاتے ہیں اگر ان کی حیثیت ہبہ یا مہر کی جیسی ہو تو عورت کی ملک ہوگی ورنہ عاریت کی صورت میں شوہر کی ملک ہوگی نیز جو اشیاء عورت کی ملک ہوں گی ان میں وراثت کا عمل قائم ہوگا اور حب فرائض وراثت میں تقسیم اور زوجہ سے وراثت کو طلب کرنے کا حق رہے گا۔

مقبض میاں بیوی کا | میاں بیوی دونوں مفلس ہوں اور بیوی کا بھائی متمول ہو تو ایسی حالت میں امام حسن بن زیاد کی رائے ہے کہ بیوی کا نفقہ شوہر پر ہوگا۔ یہ سوائے شوہر کے کسی پر منتقل نہ ہو سکے گا۔

البتہ قاضی بیوی کے بھائی کو حکم دے گا کہ وہ اپنے بہنوی کو نفقہ بطور قرض دے اور بعد میں اس سے حاصل کر لے کیونکہ بہنوی کے نہ ہونے کی صورت میں بہن کا نفقہ بھائی پر ہوگا اور جب نفقہ کا بار بھائی پر ہے تو بہنوی مفلس ہونے کی صورت میں قرض دینے میں اس سے بہتر کوئی اور ہو نہیں سکتا۔

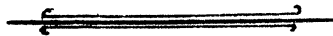
اگر بھائی بہن کو نفقہ بطور قرض دینے میں عذر کرے تو عدالت اس کو قید کرے گی ادائیگی نفقے میں یہ کلیہ قاعدہ قرار دیا گیا ہے کہ نفقہ نیکی اور صلہ رحمی کے

۱۔ در مختار بر حاشیہ رد المحتار جلد ۲ (صفحہ ۳۷۳ تا ۳۷۵)۔ فتاویٰ مجددیہ باب المہر جلد ۱ صفحہ ۱۳۳۔ ۲۔ فتاویٰ مجددیہ جلد ۱۔ باب المہر صفحہ ۳۷۳۔

تحت جاری کیا جاتا ہے اور امر بالمعروف میں کسی کے نام قید کا حکم جاری کرنا
تلافی کے لیے جائز ہے۔

مثلاً ایک مفلس عورت ہے اس کا بھائی اور چچا متمول ہیں ایسی صورت
میں بھی اس مفلس کا نفقہ بھائی پر ہوگا۔ اگر بھائی ادائی نفقہ سے انکار کرے تو
عدالت چچا کو حکم دے گی کہ وہ خرچ کرے اور بعد میں بھتیجے سے وصول کرے۔

اسی طرح باپ کے دو بیٹے ہوں ان دونوں پر باپ کا نفقہ مساوی
ہوگا مگر ان میں کا ایک ادائی نفقہ سے انکار کرے تو عدالت دوسرے کو حکم دے گی
کہ وہ باپ کا پورا نفقہ ادا کرے اور بھائی سے اس کے حصے کے موافق بعد میں
اصل کر لے کیونکہ بھائی نہ ہو تو باپ کا نفقہ اسی پر ہوتا اور جب بوجہ انکار ایک
سے اس قسم کا عذر پیدا ہو گیا ہے تو دوسرے کے لیے لازم ہے کہ وہ باپ پر
خرچ کرے۔



۵۔ شرح کتاب النفقات منو

زوجہ اور اس کی رہائش کا انتظام شوہر کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ اپنی زوجہ کے رہنے کے لئے صماجین کے محلہ میں مکان خریدے یا کرایہ پر حاصل کرے۔

غیر شادی شدہ اشخاص کے لئے بھی فقہاء نے اس امر کی تاکید کی ہے کہ وہ بھی اپنے رہنے کے لئے صماجین کے محلہ میں مکان حاصل کریں تاکہ جب وہ متاہل ہو جائیں تو ان کو پہلے سے زیادہ اس قسم کے محلوں میں رہنے کی ضرورت ہوگی۔

شریعت نے مرد کو یہ حق بھی دیا ہے کہ وہ اس امر پر زور دے کہ زوجہ گھر ہی میں رہے اور اس کے کوئی قرابت دار یا اسکے والدین کو گھر میں داخل ہونے سے روکنے کا حق ہے۔ امام خصاص نے ادب القاصی میں اس کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ مکان اس کی ملک ہے مالک اپنی ملک میں آنے سے ہر شخص کو منع کرنے کا اختیار رکھتا ہے اس اصول کے تحت شوہر زوجہ کے والدین یا قرابتداروں کو روکنے کا مجاز ہو سکے گا اس کے مقابلے میں عورت کو یہ حق دیا گیا ہے کہ اگر شوہر زوجہ کے ساتھ اپنی ماں بہن یا کسی قرابتدار کو رکھنے کا خیال رکھے اور مکان میں وسعت نہ ہو تو زوجہ شوہر کو اس خیال سے روکنے کی مجاز ہو سیکگی اس کی وجہ یہ ہے کہ جب مکان خالی نہ ہو تو یہ ممکن نہیں کہ بلا تکلف آرام اور حسب خواہش زیب و زینت کے اسباب شوہر کیلئے مہیا کر سکے۔

فقہ ابو لیسٹ نے فتاویٰ میں ابو بکر الاسکاف کی رائے لکھی ہے کہ اگر ایک مکان میں متعدد دکرے ہوں تو عورت شوہر کے خیال کو روکنے کی مجاز ہوگی مگر مردوں کی موجودگی میں روکنے کی کسی طرح مجاز نہ ہو سیکگی کیونکہ وسعت مکان کی صورت میں اب عورت کو شوہر سے مباشرت کرنے میں کسی قسم کی اخلاقی رکاوٹ نہیں رہی۔ عورت کا لباس اور اس کے ہتھکڑیاں انتظام اسلام زوجہ کے لباس اور اسکے ہتھکڑیوں سے متعلق جہیز کے اصول قرار دے ہیں۔

(۱) قاضی عورت کے لئے کس قدر کپڑوں کے جوڑے دینے کا حکم شوہر کے نام جاری کرے اس کے متعلق بتلایا گیا ہے کہ شوہر تنگ دست ہو تو استطاعت کے موافق ایک

قیمیں، ایک چادر اور ایک برقعہ کا انتظام کر کے معمول ہونے کی صورت میں شوہر اپنی گنجائش کے موافق عورت کا لباس بنائے۔

عورت کے بستر کے سلسلے میں بتلایا گیا ہے کہ زوجہ کے سونے، بیٹھنے کے لئے شوہر کو فرش کا انتظام کرنا ہو گا موسم سرما میں گرم اشیاء کا انتظام بھی ضروری ہو گا لفظ فراش (بستر) کا جو ذکر کیا گیا ہے اس سے عام طور پر ایک فراش مراد لیا جاتا ہے لیکن عورت کے لئے ایک فراش کافی نہیں ہو سکتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”بستر شخص کے لئے تین فراش ہونے چاہیں ایک اپنے لئے دوسرا اہل کے لئے تیسرا مہمان کیلئے (۲) اس کے سوا اگرچہ تھا تو شیطان کے لئے بتلایا گیا ہے یعنی ان تین بستر سے زیادہ بستر ہو تو وہ عورت کے لئے جبکہ وہ حالیضہ یا بیما رہو تو کارآمد ہو سکے گا۔

عورت کا قرا تداروں کے مکانون میں جانا اس کے اوپر بتلایا گیا ہے کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر مکانات اپنے والدین یا قرا تداروں کو بلاسنے کی مجاز نہیں ہوگی مگر شوہر کی اجازت سے اپنے قرا تداروں اور عزیزو اقارب کو مدعو اور ان کے مکانون میں جا سکیگی۔ ایسی صورت میں عورت سختی نفقہ بھی ہوگی اگر والدین یا دیگر محارم بوجہ پیری یا علالت شدید نہ آسکتے ہوں تو عورت بلا اجازت شوہر جانے کی مجاز ہوگی۔

انتظامات خانہ داری امور خانہ داری کے انتظام کے متعلق بتلایا گیا ہے کہ ایسے کام کاج جو گھر کے انتظام سے متعلق ہوں عورت پر دیا نئے واجب ہیں لیکن قضاء قاضی زوجہ کو ان کاموں کی تکمیل کے واسطے مجبور کرے گا (۳) اگر شوہر امور خانہ داری کے انتظام کے لئے کسی خادم (ملازم) کو مامور کرے تو شوہر زوجہ کو خود و تش اور بجا ہو تو معاویہ یا تیمارداری اور اس قسم کے دیگر انتظامات کی انجام دہی کے لئے قضاء مجبور کرنے کا محارزہ ہو گا کیونکہ عورت شوہر کی الفت موانست اور خطافض کا ذریعہ ہے نہ کہ ان افعال کے کرنے کے لئے جن کو شوہر شل حادیں کرانا چاہتا ہے۔

(۱) امام خفاف نے قیص کا ذکر کیا ہے اور امام حاکم نے کتاب الاصل میں ”زوج بتلایا ہے ان دو کو کہ صیبت تقریباً کیا ہے بعض عورتیں ”زوج“ کا استعمال کرتی ہیں اور بعض قیص کا ”زوج“ اس لباس کو کہتے ہیں جس کا حصہ سینہ کی طرف نکلا ہوا تھا جو قیص اس لباس کو کہتے ہیں جس کا حصہ ٹوٹے کی طرف نکلا ہوا تھا جو شرح ادب القاضی میں عورتوں کے مختلف لباس کو مراد سے بتلایا گیا ہے

زوجہ کے خادین اور ان کا نفقہ ازوج کی خدمت کے لئے خادم (۱) ہو تو خادم کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہوگا اور اگر زوجہ اپنی خدمت کے لئے ایک خادم کے بجائے دو یا متعدد خادم رکھے۔ تو ان سب کے نفقہ کے متعلق فقہاء اختلاف ہے

حضرت امام ابو حنیفہ اور امام محمدؒ کی رائے ہے کہ عورت کے صرف ایک خادم کے نفقہ کی ادائیگی شوہر پر ضروری ہوگی ایک سے زائد خادین کے نفقہ کی ادائیگی واجب نہیں

امام ابی یوسفؒ کی رائے ہے کہ شوہر پر عورت کے جلد خادین کے نفقہ کی ادائیگی واجب ہے اس لئے کہ اگر عورت ایک متمول خاندان کی ہو اور پہلے مرتبہ اپنے ساتھ متعدد خادین کو لائی ہو تو ایسی صورت میں ان تمام کا نفقہ شوہر پر ہوگا

بیوی اور خادم کے نفقہ کا فرق اس کے اوپر یہ بتلایا گیا ہے کہ عورت کا نفقہ مرد پر بوجہ استملاع نفس ہے برخلاف اس کے خادم کا نفقہ خدمت کے معاوضہ میں ہے بلا خدمت وہ کسی معاوضہ یا نفقہ کی مستحق نہ ہوگی۔

زمانہ حج میں زوجہ کا نفقہ کس پر ہوگا زمانہ حج میں اگر عورت غیر حرم کے ساتھ سفر کرے تو ایسی صورت میں شوہر پر ان ایام کے نفقہ کی ادائیگی لازمی نہیں ہوگی البتہ زمانہ حج میں شوہر بھی ساتھ ہو تو حسب رائے حضرت امام ابی یوسفؒ ان ایام کا نفقہ شوہر پر ہوگا کیونکہ شوہر کا اس سے انتفاع کے مواقع حاصل ہیں (۱) مقدار نفقہ کے متعلق امام خفافؒ کی رائے ہے کہ حج سے پہلے عورت کو جو نفقہ دیا جاتا تھا وہی ادا کیا جائے سفر اور دوسرے مقامات کے حالات پر اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ شوہر پر نفقہ معروف کی ادائیگی واجب ہے نہ کہ نفقہ قہری عدت | عدت کے نفقہ معنی شاذ کرنے کے ہیں شرع میں اس مدت کا نام ہے جس میں عقد نکاح کے فسخ کے بعد عورت کھود سرانکاح کرنے کے قبل انتظار کرتے ہوئے ہے عدت کا مقصد یہ ہے کہ اس اولاد کے نسب کا صحیح طور سے پتہ لگ جائے جو فسخ نکاح کے بعد یا بیوہ ہونے کے بعد اس عورت سے پیدا ہو مطلقہ عورتوں کے لئے مدت عدت حنفیوں کے نزدیک تین حیض ہے شافعی اور مالکیوں کی رائے میں تین مہر۔ آٹھ اور نابالغہ کے لئے تین مہینے بیوہ کے واسطے چار ماہ دس دن حاملہ کے لئے خواہ مطلقہ ہو یا بیوہ وضع حمل تک عدت کے

(۱) چونکہ عہد حاضر میں غلاموں کی خرید و فروخت کا عمل مٹ چکا ہے اس صورت میں اگر عورت اپنی خدمت کیلئے کسی ملازم کو رکھے تو اس کی ماہوار کاروبار شوہر پر ہوگا۔ (۱) جامع کبیر صفحہ (۱۹۳) مطبوعہ ایچ ایم سن رائٹ انڈیا

ایام ختم کرنے کی ضرورت ہوگی۔

ایام عدت کا نفقہ | طلاق کے بعد ایام عدت کا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا۔

عورت اور بیماری | اسلام نے جس عورت کی قدر و منزلت کی اور اس کو

جو حقوق دے اس کی کوئی نظیر آج دنیا کے کسی اور مذہب میں نہیں مل سکتی اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ اگر عورت کسی بیماری (۲) میں مبتلا ہو جائے تو اس کا نفقہ ضائع نہیں ہوگا بلکہ شوہر پر نفقہ کی ادائیگی واجب ہوگی۔ اس کی وجہ یہ بتلائی گئی ہے کہ زوجہ کی حالت بیماری میں بھی مرد کو استئناس نظر کے ذریعہ استغفار کا موقع حاصل رہتا ہے۔

ایلاؤ اور ظہار | ایلاؤ کے معنی لغت میں قسم کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں یہ ہے کہ شوہر کا قسم کھانا اپنی منکوحہ سے چار مہینے یا اس سے زیادہ مدت تک صحبت نہ کرنے پر ایلاؤ کہلاتا ہے ضروری ہوگا کہ مدت معینہ کے اندر عورت سے صحبت کرے ایسی صورت میں صرف کفارہ دینا ہوگا مدت معینہ کے گزرنے کے بعد مباشرت نہ کرے تو عورت نکاح سے خارج ہو جائیگی۔

شرع میں ظہار کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو ایسی عورت سے تشبیہ دے جو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو کفارہ ادا کرنے کے بعد منکوحہ سے صحبت جائز ہوگی۔ قسم کا کفارہ شرع میں ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو صبح و شام بیٹ بکھرانا کھلانا یا اسکی قیمت دینا اگر کوئی شخص ان تمام سے عاجز ہو تو اس کو چاہئے کہ تین روزے پائے درپے روزہ رکھے۔

ایلاؤ اور ظہار میں نفقہ کی ادائیگی | ایلاؤ اور ظہار کی حالتوں میں بھی نفقہ کی ادائیگی شوہر پر ضروری ہوگی اس لئے کہ اسوقت صحبت یا خط نفقہ کے جو موانعات پیدا ہو گئے ہیں ان کا دفع شوہر کی طرف سے ہوا ہے اس لئے عورت مستحق حصول نفقہ ہوگی۔

ایام عدت میں حق وراثت کا | تاؤنذا اگر زوجہ کو طلاق رجعی دے تو اندرون عدت ایک یہ ہونا اور اس کے مختلف اقسام دوسرے کا وارث ہے اور ختم عدت کے بعد وارث نہیں

(۱) باب العدة (۲) فتاویٰ عالمگیری ج ۱ طلاق باب النفقة ۳۱ اراضی انقیض یہ ہے رقیہ جذام حیوان
نفس وغیرہ (۳) رد المحتار جلد ۱ باب النفقہ وفتاویٰ غرر مشہورہ ۶-۵۱ (۵) التزم الدقایق

اور اگر شوہر زوجہ کو بلا اس کی رضامندی کے مرض موت کی حالت میں طلاق بائن یا غلط دے تو اندرون عدت زوجہ اس کی وارث ہوگی اور یہ اس کا وارث نہ ہوگا اور اگر زوجہ کی رضامندی سے طلاق دے تو اندرون عدت ہر ایک دوسرے کے وارث نہیں ہونگے اور ختم ایام عدت کے بعد کسی طلاق میں بھی زوجین ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکیں گے اس کے سوا شوہر بجا حالت صحت زوجہ کو طلاق بائن یا غلط دے تو ہر ایک نہ اندرون ایام عدت وارث ہے اور نہ بعد (۱)

اگر شوہر زندگی میں بجا حالت صحت اپنی کل جائیداد زوجہ کے نام حبہ کر کے زوجہ کو اس پر یعنی اشیا حبہ پر قبضہ دید یا ہو تو بعد وفات شوہر دنا و ستونی کو ان اطلاق سے متعلق ہونے کا حق نہ ہوگا کیونکہ اشیا و موبویر کی حیثیت ستونی کی ملک سے نہیں ہوگی اور نہ حبہ کو واپس لینا جائز ہوگا (۲)

جس عورت کو محبت سے پہلے طلاق دے تو اس پر عدت لازم نہیں۔ اور زوجہ شوہر سے نصف مہر پانے کی مستحق ہوگی۔ اور اگر نکاح صحیح کے بعد طلاق ہو تو شوہر پر پورا مہر ہوگا۔ عورت کی تجنیز و تکفین اور اس کے زوجہ مالدار ہو یا نہ ہو مذہب اسلام نے عورت کی تجنیز و مصارف کی ادائیگی اس پر ہوگی و تکفین کے جملہ مصارف شوہر کے ذمے واجب قرار دیے ہیں اور یہ قاعدہ بتایا ہے کہ زندگی میں جس پر نفقہ واجب ہے مرنے کے بعد بھی اس پر تجنیز و تکفین کے مصارف کی ادائیگی واجب ہوگی۔

نکاح باطل و فاسد جو نکاح مستقل مجارم (حقیقی بہن، رضاعی بہن، بختی، وغیرہ) کے ساتھ کیا جائے وہ باطل ہے اور ایسی عورتوں سے جو عارضی طور سے ممنوع ہیں (۵) یا بغیر گواہوں کی موجودگی کے یا ایام عدت میں نکاح ہوا ہو تو وہ فاسد کہلائے گا۔

نکاح باطل و فاسد میں عدت نکاح باطل اور فاسد میں خلوت صحیح ہو چکی ہو تو بعد تفریق شوہر اور اس کے متعلقہ اصول پر زوجہ کا مہر منہی سے کم ہو واجب الادا ہوگا اور اس قسم کی عورتوں کے لئے عدت میں بھی بیٹھا ہوگا جیسا کہ رد المحتار جلد ۲ کتاب المہر صفحہ ۳۵۹ میں لکھا ہوا۔

(۱) فتاویٰ عالمگیری جلد (۱) باب طلاق المرایین و کتاب الامار صفحہ (۱۳۶) (۲) ہدایہ کتاب الہبہ - (۳) فتاویٰ عالمگیری جلد (۱) باب العدة و باب الہبہ (۴) رد المحتار جلد (۱) صفحہ (۶۰۶) (۵) زوجہ کی حقیقی بہن یا اس کی حقیقی خاں سے نکاح کرنے کو فاسد کہتے ہیں

وطی کے بعد قبل تنسخ نکاح جو اولاد پیدا ہوا ان کی حصانت اور ان کے نان و نفقہ کی ادائیگی بحیثیت تلق کے باپ کے ذریعہ ہوگا اس حد تک بچہ کا تعلق باپ سے متعلق رہے گا اگر ایسا نہ ہو تو بچہ کا تلف جان ہونا ممکن ہے مگر شرط یہ ہے کہ وطی سے (۶) مہینے یا اس سے زیادہ مدت گزرنے کے بعد بچہ پیدا ہوا ہو اگرچہ مہینے سے کم میں بچہ کی ولادت ہو تو ثبوت تعلق بقدر حق حصانت جاتا رہے گا۔

اگر خلوت صحیح ہونے سے پہلے نکاح باطل اور فاسد کی تیئسخ عمل میں آئے تو عورت پر عدت بھی نہیں ہوگی اور نہ زوج پر مہر کی ادائیگی کا لازم ہوگا از قادی نواز حضرت امام ابی الیثیم ^{رحمہ اللہ} نکاح فاسد اور باطل میں میراث جو بچے نکاح باطل اور فاسد کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہ باپ کی میراث سے کسی طرح قسح حاصل کرنے کے مجاز نہ ہو سکیں گے اور نہ اس سے کوئی شرعی نتیجہ اخذ ہوگا جیسا کہ رد المحتار جلد (۲) باب المہر صفحہ (۳۶۱) میں نسبت النسب کے سلسلے میں بتلایا گیا ہے۔ اما الارث فلا یثبت فیہ وکذا النکاح الموقوف۔

نکاح باطل اور فاسد میں تیئسخ اگر ایک شخص اپنی بیوی کی موجودگی میں اسکی بہن حقیقی یا فاضلہ حقیقی عقد نکاح کے بعد پہلی زوجہ کا نفقہ سے شادی کرے اور بوقت نکاح اس کو ان رشتوں کا علم نہ ہوا ہو اور جب وہ واقف ہو جائے تو اس کے لئے ضروری ہوگا کہ محارم بیوی کو فوراً علحدہ کر دے اور قاضی اس بات کا حکم دے گا کہ وہ پہلی بیوی سے اس وقت تک علحدہ رہے جب تک محارم بیوی (علحدہ شدہ) کی عدت ختم نہ ہو اس عرصہ تک پہلی بیوی کا نفقہ بشوہر پر ضروری ہوگا قادی نواز صفحہ (۱۱۰) میں بتلایا گیا ہے

بھاگی ہوئی عورتوں کا نفقہ جو عورتیں نافرمانی یا اجنبی شخص سے زانیہ میں مرتکب ہوتی ہیں۔ ان کا نفقہ شوہر پر واجب نہ ہوگا اور نہ ایسی عورتیں نکاح سے خارج تصور ہوں گی اور نہ ان کے اس عمل سے مہر ساقط ہوگا اس لئے ارتکاب زانیہ صورت میں عورت شرعی سزا کی مستحق ہوگی البتہ ارتداد یا سوتیلے لڑکے سے تعلقات پیدا کرے تو نکاح سے خارج اور مہر ساقط ہوگا جیسا کہ رد المحتار جلد ۲ صفحہ (۳۳۹) میں بتلایا گیا ہے۔

ضائع شدہ نفقہ اور اس کے اصول | اگر عورت لیکچر سے نکٹ شوہر کو نفقہ طلب نہ کرے اور بعد میں طلب نفقہ کا دعویٰ عدالت میں پیش کرے تو عدالت گزشتہ زمانہ کا نفقہ شرعاً دلا دینے کی مجاز نہ ہوگی (۱) اسی طرح اگر عورت حاصل کے ہوئے نفقہ کو ضائع کر دے تو اس شکل میں بھی شوہر کے لئے یہ ضروری نہ ہوگا کہ وہ زوجہ کو دوبارہ نفقہ ادا کرے کیونکہ عورت کو جو نفقہ دیا جاتا ہے وہ حاجت اور تکلیف نفس کے مقابلہ میں ہے جس کی ادائیگی ایک مرتبہ ہوگی۔ اس لئے اب شوہر کے لئے یہ ضروری نہ ہوگا کہ وہ دوبارہ نفقہ ادا کرے جیسا کہ قاضی یا اس کے عامل خزانہ شاہی سے ماہوار حاصل کرنے کے بعد ضائع کر دیں تو حکومت پر ان کی دوبارہ اجرائی لازمی نہیں۔ اس کے سوا محرم کے نفقہ کے متعلق بتلایا گیا ہے کہ اگر کسی محرم کا نفقہ ضائع یا سرقہ ہو جائے تو ایسی صورت میں دوبارہ نفقہ کی ادائیگی شخص ذمہ دار پر لازمی ہوگی کیونکہ اس شکل میں محرم کو ضرورت لاحق ہونے سے دوبارہ حاصل کرنے کا حق پیدا ہوتا ہے۔

محرم کے لباس کے سلسلے میں بتلایا گیا ہے کہ اگر محرم ٹھیکے ہوئے لباس کو استعمال نہ کیا ہو تو اس کو دوبارہ حاصل کرنے کا حق نہ ہوگا مگر زوجہ کے لئے جو لباس دیا گیا ہے اس کو استعمال نہ کر کے دوبارہ طالب لباس ہو تو اس کو دوبارہ حاصل کرنے کا حق ہوگا

زیادتی نفقہ کے اصول | زوجہ کے نفقہ میں زیادتی یا کمی اور حصول نفقہ میں جو شکایت عورت کو رہا کرتی ہے اس کے متعلق ذیل میں چند اصول لکھے جاتے ہیں۔

(۱) اگر عورت شوہر سے ایک شے معلوم پر مصاحبت کر لینے کے بعد قاضی کے ہاں درخواست پیش کی کہ نفقہ جس پر مصاحبت ہوئی تھی وہ ناکافی ہے وجہ مدلل ہونے کی صورت میں قاضی کو اختیار حاصل ہے کہ عورت کے مقررہ نفقہ میں زیادتی کا حکم دے۔

(۲) اگر قاضی نفقہ میں روپیوں کے عوض اجناس مقرر کر دیا ہو اور یہ اجناس عورت کی ضروریات کے لئے کافی نہ ہو تو اس صورت میں بھی قاضی کو اضافہ

نفقہ کی اجرائی کا حق ہوگا خواہ شوہر کے ہاں اس وقت مال یا اجناس کے قسم سے جو بھی ہو اس سے نفقہ کی ادائیگی ہوگی۔ اسی طرح اگر شوہر کے ہاں اجناس اور مال نہ ہو بلکہ پارچہ اور دیگر سامان ہو تو ایسی حالت میں بھی جب رائے حضرت امام ابو حنیفہؒ ان اسباب کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے عورت کو نفقہ نہیں دلایا جائیگا مگر حسب رائے امام ابی یوسفؒ اور امام محمدؒ ان اشیاء کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے نفقہ زیادتی کا حاصل ہو سکے گا۔

عدم ادائیگی نفقہ میں قاضی کے اختیار قاضی کے نفقہ مقرر کرنے کے بعد عورت اپنے شوہر کو قید کرنے کی درخواست کرے تو اس کی درخواست منظور نہیں ہوگی کیونکہ کسی کے لئے قید کا حکم دینا موجب عقوبت ہے اور جب تک ظلم شوہر کے جانب سے ظاہر نہ ہو اس وقت تک شوہر کے نام قید کا حکم جاری نہیں ہو سکیگا البتہ دوسری مرتبہ عورت نے عدم ادائیگی نفقہ کی علت میں قید کی درخواست پیش کی تو تب اس کا دعویٰ قابل سماعت ہوگا کیونکہ اب اس سے ظلم ظاہر ہوا ہے ظلم کا رفع کرنا قاضی کے فرائض سے ہے خواہ نفقہ کی مقدار ایک درہم کی کیوں نہ ہو اور یہ اختیار اس کو صرف عدم ادائیگی نفقہ کی صورت میں حاصل ہوگا بلکہ ہر ظلم کی علت میں ظلم کو قید کرنے کا اختیار ہے گا۔

جس نفقہ کو قاضی مقرر کر دے اور اس کو شوہر ادا نہ کرے تو ایسی صورت میں عورت کو اس امر کا حق حاصل ہوگا کہ وہ اپنی جائیداد سے یا شوہر کے نام پر قرض حاصل کر کے نفقہ حاصل کرے اس کی ادائیگی شوہر کے لئے لازمی ہوگی کیونکہ قاضی اس کو قرض لینے کا اختیار دیا ہے۔

قاضی جن جن اشخاص کو ظلم کی علت میں قید کا حکم دے گا۔ وہ دو یا تین ماہ کے بعد ان کے حالات دریافت کرنے کا بھی حق رکھے گا۔

مفسد اشخاص کو کاروبار پر لگانے کی نفرت جو شخص فقیہ ہو اس کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے ایسا شخص جس کے پاس زکوٰۃ سے رقم وصول ہوئی ہو وہ کسی محارم کے ادائیگی نفقہ پر مجبور

نہیں کیا جائے گا البتہ وہ بیوی اور بچوں کے نفقہ پر مجبور ہوگا ایسی صورت میں وہ قید نہیں کیا جائے گا کیونکہ قید کی صورت میں — قوی احتمال ہے کہ اس کی حاجت میں مزید اضافہ ہو اگر قاضی کی تحقیقات میں مفلس شخص تنگ دست نہ ہو تو ضرور قید کیا جائے گا شارع کتاب ہذا کی رائے ہے۔ مفلس شخص اگر صنعت و حرفت اور مزدوری کرنے کا قابل ہو تو وہ باب کے نفقہ کی ادائیگی کے لئے کام کرنے پر مجبور کیا جائے گا تاکہ اس کے محل سے باب کو نفقہ حاصل ہو سکے۔

حصول نفقہ میں زوجہ کی شکایات شرع میں بیوی پر شوہر کے احکام کی اطاعت ضروری ہے اس طرح شوہر کے فرایض سے ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو آرام و حرمت سے رکھے اور اس کو برابر نفقہ پہنچاتا رہے۔ اگر حصول نفقہ میں زن و شو کے درمیان جھگڑا ہو تو قاضی کو اختیار ہے کہ وہ خود روزانہ شوہر سے نفقہ پہنچانے کا انتظام کرائے یا کسی معتمد شخص کے ہاں جمع رہنے کا حکم دے۔

تاکہ عورت کو روزانہ نفقہ برابر حاصل ہوتا رہے اگر عورت قاضی کے ہاں درخواست پیش کرے کہ شوہر سے نفقہ وقت پر وصول نہ ہونے کی وجہ عسرت کی زندگی بسر ہو رہی ہے۔ ایسی حالت میں تحقیقات کے بعد قاضی اس کے لئے ایک ایسی مقدار نفقہ کی مقرر کرے گا جو اس کی ضروریات کو پورا ہو سکے۔ اگر عورت کفیل کی خواہش کرے۔ تو کفیل بھی مقرر کیا جائے گا تقرر کفیل کے سلسلے میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خلاف ہوا امام ابی یوسف رحمہ اللہ کی رائے میں ایک ماہ کیلئے کفیل کا تقرر کرنا جائز ہے اور اس پر مجبور علماء کا فتویٰ ہے۔

کفالت کسی مطالبہ میں ایک شخص کا اپنی ذمہ داری کو دوسرے شخص کی ذمہ داری میں شریک کر دینا کفالت کہلاتا ہے جو شخص ضامن ہوتا ہے وہ کفیل اور جس کی طرف سے ضامن ہوتا ہے اس کو مکفول حمزہ اور جس کے واسطے ضامن ہوتا ہے اس کو مکفول لہ کہتے ہیں۔

عورت مجاز ہوگی کہ شوہر سے ادائیگی نفقہ کے متعلق معاہدہ کفالت حاصل

کرے جیسا کہ شوہر نے ایک شخص کو کفیل بنایا اور کفیل مکفول اللہ سے اس طرح کہا
 کفالت لکے بنفق تک کل شہر عشق درہم یعنی تیرے نفقہ کا کفیل ہوں تجھ کو ہر ماہ
 دس درہم دیا کرونگا اس کے متعلق امام ابو حنیفہ کی رائے ہے کہ یہ کفالت
 صرف ایک ماہ کے لئے ہوگی کیونکہ کفیل نے لفظ شہر (یعنی) کو کل کے ساتھ
 بیان کیا اور نفقہ کل (تمام) کا اطلاق عمومیت پر ہوتا ہے اور یہ محال ہے اس
 لئے کل سے مراد ایک مہینہ لینا ہوگا جیسا کہ ایک شخص لکے علی اکبر درہم کہتا ہے تو اس کے
 اس اقرار سے ایک درہم مراد لیا جائے گا نہ کہ اس سے بیشکی مراد لیا جیسی
 اس لئے یہ ضروری ہوگا کہ اس قسم کے معاہدہ کفالت میں لفظ ہمیشگی یا زن و شو
 کے تعلقات قائم رہتے تک جیسے الفاظ اضافہ ہوں لیکن امام ابی یوسف رحمہ کی رائے
 ہے کہ یہ کفالت اس وقت تک قائم رہے گی جب تک ان دونوں میں زوجیت
 کا تعلق باقی رہے اسی پر جمہور علماء کا فتویٰ ہے۔

ایک دوسری صورت میں کفیل کفالت لکے بنفق تک کل شہر عشق درہم ادا ان
 طلقھا الزیچ یعنی میں تیرے نفقہ کا کفیل ہوں اور تجھ کو ہمیشہ یا جب تک دونوں میں زن و شو
 کے تعلقات باقی رہیں گے یا شوہر طلاق دیدے اس وقت تک نفقہ دیا کروں گا ایسی
 صورت میں کفیل کیلئے ضروری ہوگا کہ مکفول لہ کو زن و شو کے تعلقات قائم رہنے تک نفقہ
 ادا کرتا رہے۔

معاہدہ کفالت کی بنیاد پر عورت کفیل سے نفقہ حاصل کرنے کی مجاز ہوگی
 اگر اس عرصے میں شوہر زوجہ کو طلاق دیدے تو ایام عدت کا نفقہ بھی کفیل
 سے حاصل کر سکے گی۔

مرض الموت میں وراثت کے احکام

مرض الموت کیا ہے | وہ ایسا مرض ہے جس سے عام طور پر اکثر موت کا خوف ہوتا ہے اور یہ مرض انسان کے دماغی اور جسمانی ضعف کے پیدا کرنے کا سبب ہوتا ہے اس لئے ایک مریض پر لازم ہے کہ وہ اپنے ذمہ کی عبادت کو جہاں تک اس کے امکان میں ہو ادا کرتے رہے اور جو اشخاص اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ان کی جائداد سے ورثاء اور قرض خواہوں کے حقوق پیدا ہو جاتے ہیں اور اس کی زندگی کی غلطیوں اور خطاؤں کی اصلاح کے لئے اس کو اپنی جائداد سے صرف ایک تہائی حصہ کے انتقال کا اختیار باقی رہتا ہے بعض معاملات میں اس کی ذمہ داری اس کی جائداد سے متعلق ہو جاتی ہے مثلاً اگر متوفی کسی جائداد کا امین ہو یا اپنی زندگی میں کسی زمین پر غاصبانہ قبضہ رکھتا ہو تو ان صورتوں میں اشیاءِ دانی اور اشیاءِ مخصوصہ اشخاص میں امتداد امیر مالک اشیاءِ معنویہ کے حوالے ہو جائیگا اس کے سوا باقی سے چھبہرہ تکلفین اور ادائی قرضہ کے بعد جو کچھ بچے وہ ورثاء پر تقسیم ہو گا اور عورت مرضِ موت میں بغیر رضامندی ورثاء نہ ہر معانہ نہیں کر سکتی۔ (فتاویٰ ہدایت العالیہ ج ۱ ص ۲۸۷)

چونکہ متوفی فطری طور پر اپنے تمام فرائض سے سبکدوش ہو جاتا ہے اس لئے اس سے تمام رشتہ داروں کے پرورش کی ذمہ داریاں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔

وراثت کا نفاذ | مورث کی وفات کے بعد اس کا مال متروکہ کہلائیگا۔ اور یہ متروکہ ورثاء میں قابل تقسیم ہو گا بر خلاف اس کے کہ کسی وارث کو اس کی زندگی میں اس کے جائداد پر دعویٰ کا حق نہ ہو گا۔ اور نہ ایک شخص کے حقوق مرجعہ کے بعد اس کی جائداد سے کلیتہً زایل ہو سکتے بلکہ اس کی ضروریات چھبہرہ تکلفین کی حد تک باقی رہتے ہیں (۲)

وراثت | مورث کی وفات کے بعد اس کی جائداد ان لوگوں پر منتقل ہوتی ہے جو بحیاط شریعت خون و قرابت متوفی سے اپنا تعلق رکھتے ہوں۔

(۱) توضیح و تلویح صفحہ (۷۵۶) مبلوہ مصر (۲) توضیح صفحہ (۷۵۷) و درمختار جلد ۱ کتاب الفرائض و فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ کتاب الفرائض

ورثاء کے اقسام | ورثاء کے حسب ذیل اقسام ہیں

(۱) اصحاب الفرائض (۲) عصبہ (۳) ذوی الارحام (۴) مولی الموالات والامہا

(۱) اصحاب الفرائض وہ اصحاب ہیں جن کے حصص قرآن کے ذریعہ مقرریں وہ یہ ہیں۔

۴ مرد۔ باپ۔ دادا۔ اخیانی بھائی۔ شوہر

۵ عورتیں۔ زوجہ۔ بیٹی۔ پوتی۔ حقیقی بہن۔ اخیانی بہن۔ علاقائی بہن۔ ان سب کو

عصبات غیر محجوب اور ذوی الفروض کے حصہ دینے کے بعد جو کچھ بچتا ہے اس کے مستحق عصبہ ہوتے ہیں یہ تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) عصبہ بنفسہ (۲) عصبہ بغیرہ (۳) عصبہ مع غیرہ عصبہ بنفسہ چار قسم کے ہوتے ہیں (۱) اصل متوفی یعنی اس کا باپ و دادا خواہ کتنے ہی اوپر کے کیوں نہ ہو (۲) متوفی کے

باب کے اجزا یعنی اس کے بھائی یا بھائیوں کے بیٹے خواہ کتنے ہی نیچے کیوں نہ ہو

(۴) متوفی کے دادا کے اجزا یعنی چچا اور ان کے بیٹے خواہ کتنے ہی نیچے کیوں نہ ہوں

(۵) عصبہ بغیرہ وہ عورتیں ہیں جو بحیثیت ذوی الفروض کے نصف اور دو تہائی متروکہ

پانے کی مستحق ہوتی ہیں لیکن وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ جو کچھ عصبات میں داخل

ہو جاتی ہیں مثلاً ایک میت نے بیوہ۔ بھائی اور بہن کو چھوڑا تو بیوہ کو ایک چوتھائی

ملے گا اور بقیہ تین چوتھائی میں سے بھائی دو حصے اور بہن ایک حصہ بحیثیت عصبہ

پائیں گے۔

عصبہ مع غیرہ وہ وارث عورت ہے جو دوسری وارث عورت کے

ساتھ ملکر عصبہ ہو جاتی ہے مثلاً جب ایک بہن ایک لڑکی کے ساتھ جمع ہو جائے۔

قرابتی عصبات کے سوائے جو وہ خاص بعض عصبات ہو جاتے ہیں جیسے مولی العتاق

اور اگر کوئی عصبہ نہ ہو تو ترکہ کا باقی حصہ ذوی الفروض قرابتداروں میں بہ مناسبت

ان کے حصوں کے تقسیم ہوگا۔

ذوی الارحام | اس فہرست میں وہ تمام رشتہ دار شریک ہیں جو نہ ذوی الفروض ہیں

اور نہ عصبہ ایسے ورثاء ذوی الارحام کہلاتے ہیں اور یہ چار قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) بعض متوفی کے اولاد میں ہوتے ہیں جیسا کہ بیٹوں اور پوتوں کے لڑکے

(۲) وہ اصحاب جن کی اولاد میں خود متوفی ہو۔

(۳) وہ اصحاب جو متوفی کی والدین سے پیدا ہوئی ہوں جیسے بہن کی اولاد

اور بھائیوں کی لڑکیاں۔

(۴) وہ اصحاب جو متوفی کے دادا اور نانا کی اولاد میں ہوں جیسا کہ ماموں

پھوپھیاں۔ خالائیں۔ ان ورثاء میں حق قرابت بہ ترتیب متذکرہ بالا پہنچتا ہے۔

مولی الموالات | مولی الموالات وہ لوگ ہیں جن سے متوفی نے معاہدہ کر لیا ہو کہ

وہ اس کے مرنے کے بعد اس کے وارث ہوں گے یہ لوگ متوفی کے متعلق عہدہ

کرتے تھے کہ اگر متوفی کے بعد کوئی جرمانہ یا دیت عاید ہوگی تو وہ اس کو ادا کر لینے

اوصیا | اگر متوفی کے بعد کسی قسم کے کوئی ورثاء ہوں تو اس کی جائداد ان لوگوں

کو ملے گی جن کے حق میں متوفی وصیت کر گیا ہو ایسے لوگ اوصیا کہلاتے ہیں۔

ملک کی تعریف | شریعت میں ملک کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ وہ اس

تعلق کا اظہار ہے جو ایک انسان اور اس شئی میں ہوتا ہے جو متذکرہ صدر انسان

کے قطعی اختیار اور اقتدار میں ہونے سے کسی دوسرے انسان کو اس پر کسی

قسم کے انتقال کا حق نہ ہو (۱)

وصیت | شرع میں وصیت کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ وہ ایسا انتقال

ہے جو موصی کی وفات کے بعد عمل میں آتا ہے جو شخص وصیت کرتا ہے وہ موصی

اور جس شخص کے واسطے وصیت کی جاتی ہے وہ موصی لہ اور جو شخص اس کے ہدایات

کے موافق عمل کرنے کے لئے مقرر کیا جاتا ہے وہ وصی کہلاتا ہے۔

اشیاء وصیت پر قیود | شریعت نے اس مقصد کے لئے جائداد کے صرف ایک

تھائی حصہ کو کافی تصور کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے دوسرے لوگوں

کے حقوق پر اثر پڑتا ہے مصارون تجنیہ و تکلفین اور ادائی قرض کے بعد متروکہ کے تیسرے حصہ سے وصیت کی تکمیل ہوگی ثلث حصے سے زائد حصہ پر وصیت کا اثر پڑتا ہو تو اس میں وراثہ کی رضا مندی ضروری ہوگی (۱)

وصیت کا نفاذ | بلحاظ اپنی نوعیت کے وصیت کا نفاذ موصی کی وفات سے ہوتا ہے اگر موصی یا موصی کی وفات سے پہلے فوت ہو جائے تو سب کے نزدیک جائیداد موصی یا موصی کی جائیدادیں شامل ہو جائیگی - وصیت کا نفاذ واجبات اور فرائض میں ہوگا - (فتاویٰ صدارت العالیہ ص ۱۱۱ ج ۲، فقہ حنفی ص ۲۲۲)

تسخیر وصیت | موصی کو جس طرح وصیت کرنے کا حق ہے اسی طرح موصی کو یہ بھی حق ہے کہ وہ اپنی زندگی میں وصیت کو منسوخ کر دیے لیکن جب وہ اپنے فلام کے لئے وصیت کرے کہ وہ اس کے بعد آزاد ہو گا کسی طرح ویسی وصیت کو اپنی زندگی میں منسوخ کرنے کا مجاز نہ ہوگا -

ودیعت | جب کوئی شخص اپنی جائیداد کسی دوسرے شخص کے قبضہ میں معاہدہ کر کے بغرض حفاظت دیدے تو وہ ودیعت کہلاتی ہے

امین کی ذمہ داری | شریعت اسلام نے جہاں ہر ایک شخص کو دوسرے کی جائیداد پر بطور امانت قبضہ رکھنے کی اجازت دے رکھی ہے وہاں امین کے لئے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ اشیاء امانت کو نہایت حفاظت سے رکھے اگر اشیاء امانت کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کو قاضی کی اجازت سے فروخت کر کے اس کی قیمت اپنے پاس محفوظ رکھے اور جب مالک طلب کرے واپس کرے یا بعد تحقیق وراثہ پر بعد ادائی قرض تقسیم کر دے لیکن کسی صورت میں بھی اشیاء امانت کو تلف یا خیر کے کاموں میں صرف کرے گا مجاز نہ ہوگا - جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد ۴ ص ۳۵ میں لکھا ہے -

غاصب | اگر کوئی شخص کسی شے کو بغیر مالک کی اجازت کے اس نیت کے ساتھ کہ اس سے اصل مالک کو متقل یا عارضی طور سے محروم کر کے خود قابض ہو جائے

در غاصب کتاب الوصایا میں ہے - ونحوه الثالث للاجنبی وان لم یحجز الوارثه الاکمل لا الزیادہ علیہ
والان یجوز ذلک بعد موافقہ

ایسا شخص غاصب کہلائے گا اور غاصب بمقابلہ اصلی مالک کے جائداد کے غاصبانہ قبضہ کے نتائج کا ذمہ دار رہے گا یعنی اگر وہ جائداد اس کے زمانہ قبضہ میں ضائع ہو جائے یا اس کو نقصان پہنچے خواہ اس میں اس کا کوئی تصور بھی نہ ہو تب بھی وہ ذمہ دار رہے گا۔

اشخاص متونی کے وراثہ کا نفقہ

مقبول وراثہ کا نفقہ | ہر وارث جو مقبول ہو اس کا نفقہ اس کے حصہ سے ادا ہوگا یہ ایک شریعت کا مسئلہ قاعدہ ہے اس اصول کے تحت اگر ایک مالدار شخص وفات پا جائے اور اس کے ورثہ میں چند چھوٹے لڑکے ہوں تو ان کا نفقہ ان کے حصوں سے ادا ہوگا اسی طرح اگر ایک عورت جس کا شوہر فوت ہو جائے اس کا نفقہ شوہر کی جائداد سے ایصال نہیں ہوگا بلکہ بحیثیت وراثت جو حصہ عورت کو پہنچتا ہے اس کے حصے سے اس پر نفقہ کی ادائیگی کا حکم ہوگا کیونکہ شوہر جیسا کہ اوپر بتلایا گیا ہے بوجہ وفات پا جانے نفقہ کی ادائیگی سے مستثنیٰ ہے خواہ زوجہ حاملہ ہی کیوں نہ ہو۔

اشخاص متونی کے جائداد کی خطرات | جب کوئی شخص وصی مقرر کئے بغیر وفات پا جائے یا میت میں قاضی کو اس امر کا اختیار حاصل ہے کہ متونی کے نابالغ پسماندگان کی حفاظت و نگرانی اور قرضوں کی ادائیگی و صایہ کی اجرائی اور اس کی جائداد کی حفاظت کے لئے وصی مقرر کرے اور ان سب پر اپنی نگرانی رکھے۔

اشخاص نابالغ کی جائداد | کسی شہر میں قاضی کا تقرر نہ ہو اس شہر میں اگر بڑے بھائیوں اور اس کی حفاظت | نے اپنے چھوٹے بھائیوں پر یعنی نابالغ بھائیوں پر ان کے حصوں سے ان پر رقم بطور نفقہ خرچ کئے ہوں تو ان کا یہ عمل جائز نہ ہوگا کیوں کہ یہ ان کے حصوں کی رقم سے ان پر خرچ کرنے کے مجاز نہیں اور نہ

ان کی حیثیت وصی کی ہے اس لئے اگر چھوٹے بھائی اپنے بڑے بھائیوں کے مقابلے میں عدالت میں رجوع ہوں تو ان کا دعویٰ قابل قبول ہوگا اور اس سلسلے میں چھوٹوں پر بڑوں کا جو کچھ سلوک رہا۔ اس کو استحسان سمجھا جائے گا۔

اشخاص متوفی اور ان کے ورثاء کا نفقہ اگر کوئی مالدار یا صاحب جائیداد عورت فوت ہو جائے ورثہ میں چھوٹے لڑکے یا لڑکیاں ہیں تو چونکہ یہ متوفیہ کے وارث ہیں۔ اس لئے ان کا نفقہ ان کے حصص سے ادا ہوگا اور اگر ان بچوں کا محتاج یا پ بھی ہو تو باپ کا نفقہ بچوں کے حصص سے ادا ہوگا خواہ بچے چھوٹے ہوں یا بڑے ہر حالت میں باپ کا نفقہ بچوں پر ہوگا و نیز باپ کے دوسری بیوی سے جو بچے ہوں ان کا نفقہ بھی ان ہی بچوں کے حصص سے ادا ہوگا اس لئے کہ باپ کے مفلسی کی حالت میں باپ کو بمنزل امیت قرار دیا جائے گا۔ اس حالت میں ایک بھائی کا نفقہ خواہ وہ عیال ہی یا حقیقی اس کے بھائی کے حصے سے ادا ہوگا۔

مفلس اقرباء کا نفقہ چند قیود کے ساتھ مفلس اقرباء بھی اپنے رشتہ داروں سے نفقہ پانے کے مستحق ہیں یہ حق صرف ان لوگوں کے مقابلے میں ہو جو محارم اور نجابا قرابت درجہ بدرجہ داخل ہیں جن کی چند صورتیں لکھی جاتی ہیں مفلس بہن کا نفقہ بھائی پر ہوگا اور بھائی ادائیغہ پر مجبور کیا جائے گا اگر بہن کے رہنے کے لئے وسیع گھر بھی ہو تو بھائی کو حق ہے کہ وسیع حصے سے یا سناں اس حصے کے جس میں بہن کو رہنے کا موقع ملے حصول نفقہ کے لئے باقی حصے کو فروخت کر کے اپنے نفس پر خرچ کرنے کی بہن کو ہدایت کرے۔

اگر ایک شخص وفات پائے ورثہ میں چھوٹے لڑکے باپ و رز و جہ ہوں ایسی حالتیں بچے کا نفقہ ادا پر ہوگا کیوں کہ دادا کی حیثیت باپ کی سی ہوتی ہے ظاہر الروایہ کی بناء پر بحیثیت وراثت نفقہ قائم کیا جائیگا یعنی ایک ثلث ماں پر اور دو ثلث دادا پر ہونگے لیکن جب رائے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ کل نفقہ دادا پر ہوگا ایسی صورت میں بچے کی ماں مفلس ہو تو اس کے نفقہ کیلئے دادا مجبور نہیں کیا جائیگا۔ اسلئے کہ محارم کا نفقہ واجب ہونے سے متفق (ورث) اس کے خدنگاروں کے نفقہ پر مجبور نہیں ہوگا البتہ بچہ باپ اور اس کے خدنگاروں کے نفقہ پر مجبور ہوگا۔

اصحاب محارم کے نام اجرائی نفقہ کے احکام

شرعیہ نے بیٹے پر ماں باپ دادا اور دادیوں کا نفقہ حکم یہ معذور ہوں واجب قرار دیا ہے اسی طرح محرم رشتہ وادجو محتاج اور کمائے سے عاجز ہوں ان کا نفقہ وارثوں پر بقدر وراثت قرار دیا ہے البتہ وہ معذور نہ ہونے کی صورت میں ورثہ ایصال نفقہ پر مجبور نہیں کئے جائیں گے۔

نابالغ بچوں اور بچیوں کی صورت میں خواہ یہ بچے اور بچیاں معذور ہوں مگر ان کے نفقہ کی ادائیگی ماں باپ دادا اور نانا پر لازمی ہوگی چونکہ دادا اور نانا..... میں ابو سیت

کی صفت شریک ہے اس لئے یہ حسب ان بچوں کے ایصال نفقہ پر مجبور رکھے جائیں گے دادا کو نابالغ پوتے پر ولایت کا حق حاصل ہے اگر پوتا نابالغ ہو معذور نہ ہو ایسی صورت میں پوتے کا نفقہ دادا پر ہوگا البتہ پوتا معذور اور کسی کسب عمل پر قدرت نہ رکھتا ہو اس صورت میں پوتا حصول نفقہ کا مستحق ہوگا کیونکہ اس کا کسب عمل پر قدرت نہ رکھنا بمنزلہ معذوری سمجھا جائیگا جو بچے طلب علم میں معذور رہتے ہیں اور بوجہ مصروفیات علمی کسی کسب کے ذریعہ روزی کما نہیں سکتے ان کا نفقہ باپ پر ہوگا اور ان کی حالت طالب علمی معذوری سمجھی جائیگی اسی طرح لڑکیاں بھی جبکہ نکاح نہ ہوں ان کا نفقہ باپ یا ان کے محارم پر ہوگا۔

باپ کا نفقہ بیٹوں پر ہوگا | اوپر تبلا یا گیا ہے کہ باپ کا نفقہ بیٹے پر واجب ہے اگر باپ کو دو بیٹے ہوں اور یہ دونوں بقدر مراتب مالدار ہوں ایسی حالت میں بعض علماء کی رائے ہے کہ باپ کا نفقہ ان دونوں پر لمجاؤ وسعت دولت ہوگا۔ لہ اور بعض کی رائے دونوں پر مساوی تقسیم کی جائے پر علماء کا اتفاق ہے اگر ان میں سے ایک ایصال نفقہ سے انکار کرے تو اس صورت میں قاضی دوسرے کے نام باپ کے خلاف کی اجرائی کا حکم دیگا اور دوسرے کو اجازت دیگا کہ وہ اپنے حصہ زائد کو کچھ بچ کرے دوسرے بھائی پر پوتے یا سنے ہوگا کہ اگر باپ کو ایک ہی بیٹا ہو تا تو ضرور کیا جائے تو باپ کا نفقہ اسی ایک بیٹے پر واجب ہوگا اور یہ شریعت کا حکم ہے کہ باپ کے لئے اولاد ایصال نفقہ پر مجبور کیا جائیگی۔

بیٹا اور بیٹی کی موجودگی میں باپ کے نفقہ کی تقسیم | باپ کے ایصال نفقہ میں تقسیم کا عمل لمجاؤ وراثت ہوگا

لہ بسود جو نقد خفی کی مشورہ کتاب ہے اس میں تفصیل سے ذکر ہے۔

بلکہ تقسیم کے وقت قرابت قریبہ کا لحاظ ملحوظ رکھا جائے گا اس لئے کسی تنگ دست شخص کو لڑکا اور لڑکی ہو۔ ان دونوں میں ایصال نفقہ کی تقسیم مساوی ہوگی۔

تنگ دست باپ اور اس کے | اگر کوئی تنگ دست ہو اور اس کے ساتھ چند حاجت مند نابالغ اولاد کے چھوٹے لڑکوں کا نفقہ | علاوہ ایک مالدار لڑکا بھی ہو ایسی صورت میں مالدار لڑکا اپنے

باپ اور حاجت مند نابالغ بھائیوں یا بھنوں کے نفقہ پر مجبور کیا جائے گا کیونکہ باپ کی حالت تنگ دستی میں باپ کی حیثیت مثل میت ہوگی اور مالدار بھائی پر تنگ دست بھائیوں کا نفقہ لازمی ہوگا۔

علاقائی ماں اور باپ کی | اگر کوئی شخص مالدار ہو اور اس کو ایک علاقائی ماں یا باپ کی ام ولد ام ولد کا نفقہ کس پر ہوگا | بھی ہو اس صورت میں مالدار شخص پر علاقائی ماں اور باپ کی ام ولد کا نفقہ لازمی ہوگا البتہ باپ کو خادمہ کی ضرورت ہو تو وجہ ضرورت باپ کے خادموں کا نفقہ بیٹے پر ضروری ہوگا اس لحاظ سے علاقائی ماں اور باپ کی ام ولد کا نفقہ مالدار بیٹے پر باپ کے خادموں کی حیثیت سے قرار دیا گیا ہے۔

زوجہ کے پہلے شوہر کے لڑکے پر | زوجہ کا نفقہ زوج پر واجب ہے زوج اور زوجہ محتاج کس حد تک ذمہ داری عاید ہوگی | ہوں اور زوجہ کو پہلے شوہر کا ایک مالدار لڑکا ہو ایسی صورت

میں بتلایا گیا ہے کہ اس مالدار لڑکے پر ضروری ہوگا کہ وہ قاضی کی اجازت سے اپنی ماں اور ماں کے شوہر پر بطور قرض خرچ کرے البتہ ماں کا شوہر نہ ہونے کی صورت میں ماں کا نفقہ بیٹے پر ہوگا ایصال نفقہ کی مختلف صورتیں | شریعت نے محارم کے نام تقسیم نفقہ میں وراثت کا اصول ملحوظ

نہیں رکھا بلکہ ہر صورت میں قرابت قریبہ کو ترجیح دی ہے اس قاعدے کے تحت اگر کسی شخص کے نواسا نواسی اور حقیقی بھائی سب کے سب مالدار خوش حالی ہوں تو اس صورت میں شخص مذکور کا نفقہ نواسا اور نواسی پر ہوگا۔

اگر کوئی شخص معذور و محتاج ہو اور اپنے زیر پرورش نابالغ اولاد بھی رکھتا ہو۔ اور اس کو ایک مالدار بھائی بھی ہو ایسی صورت میں مالدار بھائی پر شخص مذکور اور اس کے تمام متعلقین کا نفقہ ہوگا اور وہ ایصال نفقہ پر مجبور کیا جائے گا۔

اگر ایک فقیر شخص اپنے بیٹے سے نفقہ طلب کرے جواب میں بیٹا خود کا تنگ دست ہونا بتلا
اور باپ پر خرچ کرنے کی گنجائش کا ہونا ظاہر کرے ایسی صورت میں قاضی بیٹے پر باپ کا نفقہ مقرر نہیں
کرے گا البتہ بیٹا کسی کام کے کرنے پر قادر ہونے کی صورت میں اس کی آمدنی پر قاضی نگرانی قائم رکھے گا اور بعد نگرانی
اس کی آمدنی سے اس کے ضروری خرچ کو منہا کر کے باقی حصے سے باپ کے نام اجرائی نفقہ کا حکم دے گا
متمول وراثہ کی صورت | شریعت نے تقسیم میں یہ قاعدہ مرتب کیا ہے کہ وراثہ پر جب کسی
میں بچوں کا نفقہ کے نفقہ کی ادائی واجب ہو ایسی صورت میں تنگ دست وراثہ کا شمار بوجہ
عسرت استحقاق حق میں مثل میت متصور ہو گا اور وراثہ متمول پر بقدر میراث نفقہ کی تقسیم عمل میں
آئیگی لیکن تنگ دست وراثہ و اہل ارحصہ کے لئے مثل میت متصور ہونگے اس اصول کے تحت ذیل
میں چند تشدات لکھی جاتی ہیں

(۱) اگر کسی بیٹے کی ماں بھائی اور دادا تینوں متمول ہوں ایسی صورت میں بیٹے کا نفقہ حسبے
حضرت امام ابی ایوسفؒ اور حضرت امام محمدؒ ماں پر ایک ثلث بھائی اور دادا پر ایک ایک ثلث ہو گا سگہ
اور حسب رائے حضرت امام ابو حنیفہؒ ماں پر ایک ثلث دادا پر دو ثلث ہو گا سگہ ماں کے مفلسی کی
صورت میں بچہ کا نفقہ بچے کے بھائی اور دادا پر علی السوۃ تقسیم ہو گا کیونکہ استحقاق حق کی صورت میں
ماں کی حیثیت میت کے مانند قرار دی جائیگی۔

(۲) اگر بچہ کی ماں اور اس کے تین متفرق بھائی ملے اور ہوں ایسی صورت میں بچے کا نفقہ ایک
سدس ماں پر ایک سدس اخیا فی بھائی پر اور چار سدس حقیقی بھائیوں پر تقسیم ہو گا کیونکہ بچہ کے فوت
ہونے کی صورت میں بچہ کی پریشانی اصول پر تقسیم ہوگی۔

(۳) اگر بچہ کی ماں اور اس کے دو بھائی حقیقی اور علاقائی مالدار ہوں اس صورت میں بحیثیت
وراثت ماں پر ایک سدس اور حقیقی بھائی پر پانچ سدس نفقہ کی تقسیم ہوگی چونکہ علاقائی بھائی بچہ
کی وراثت میں محروم ہے اس لئے وہ نفقہ کی ذمہ داری سے مستثنیٰ رہے گا

(۴) اگر کسی بچہ کو حقیقی بہن کے علاوہ علاقائی اور اخیا فی بہن ہوں ان میں ماں اور حقیقی بہن مالدار ہوں
علاقائی و اخیا فی بہن تنگ دست ہوں اس صورت میں بچہ کا نفقہ ماں پر دو چوس حقیقی بہن پر تین چوس بقدر بہام ہو گا علاقائی

سگہ بعض علماء کی رائے ہو کہ اس صورت میں بیٹا متعل ہو تو بہر حالت میں بیٹا باپ کے نفقہ پر مجبور کیا جائیگا اسی پر فتویٰ ہے۔
سگہ حضرات صاحبین کی یہ رائے بر بنا قول حضرت سیدنا زیدؒ ہے۔
سگہ حضرت امام صاحب کی رائے بر بنا قول حضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔
سگہ متفرق بھائیوں سے مراد حقیقی علاقائی اور اخیا فی بھائیاں ہیں

اور اخیا فی بہنیں نہ صرف عسرت کی وجہ سے بلکہ میراث میں محدود ہو چکی وجہ ادائیغہ کے عمل مستثنیٰ ہو گئی
(د) کسی بچہ کی ماں تنگ دست اور اس کے مقابلے میں حقیقی علاتی، اور اخیا فی خالائیں والدہ کو
اس صورت میں بچے کا نفقہ بچہ کی حقیقی خالہ پر ہو گا ماں بوجہ عسرت شل میت قرار دی جائیگی علاتی اور
اخیا فی خالائیں بچے کی وراثت میں خود مالارث ہونے سے ادائیغہ میں مستثنیٰ سمجھی جائیگی
البتہ بچے کی ماں کا نفقہ بقدر سہام اس کی حقیقی بہن پر نہیں علاتی اور اخیا فی بہنوں پر ایک ایک شخص پر
مقررہ حد ہوتی ہے اگر بچے کے بچے بھی ہو تو ماں اور لڑکی کا نفقہ ماں کی حقیقی بہن (یعنی بچے کی
حقیقی خالہ) پر ہو گا یہ امر واضح رہے کہ بیٹے کی موجودگی میں ماں کی وراثت کا عمل ہو تو ماں کی تمام
بہنیں محدود ہو جاتی ہیں اور جب بیٹے کو بوجہ عسرت استحقاق حق میں شل میت قرار دیا جائے
تو ماں کی وراثت میں تمام بہنیں سختی ہوں گی اس بنا پر ماں کی بہنوں پر بقدر سہام میراث کی
تقسیم ہوگی اور استحقاق نفقہ میں تنگ دست بہن کا نفقہ والدہ بہنوں پر ہو گا۔

لڑکی کی موجودگی میں جبکہ بہن کو میراث میں حق دیا گیا ہے ایسی حالت میں لڑکی کی حقیقت
شل میت قرار نہیں دی جائیگی بلکہ لڑکی کی موجودگی میں بچہ کی حقیقی خالہ سختی حصول میراث ہوگی
البتہ علاتی اور اخیا فی خالائیں ادائیغہ سے مستثنیٰ تصور ہوگی ان اصول کے تحت جو اشخاص
تنگ دست اور معذور ہوں ان کا نفقہ ان کے اصحاب ذوی الارحام پر ہو گا۔

بلوغ کے بعد بچوں کی نگرانی جب بچے بالغ ہو جائیں اور وہ بالکل مامون (نیک کردار) اچھے
حاصل (کے) ہوں تو بچوں کی نگرانی اور حفاظت کا تعلق باپ سے متعلق نہ رہے گا اور ایسے بالغ
بچے باپ سے علیحدہ رہنے کے مجاز ہونگے اگر باپ کو ان بالغ بچوں کے علیحدہ رہنے میں
خوف ہو تو یا نہ ان پر اپنی نگرانی قائم رکھنے کا حق ہو گا تا کہ ان کو آئندہ کسی قسم کا کوئی ضرر نہ پہنچے
بالغ شیبہ لڑکی جبکہ اس کو محفوظ حالت میں رہنے کا یقین ہو اور باپ کو اس کی حالت
سے اطمینان ہو ایسی صورت میں باپ کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ اپنی نگرانی اس پر قائم رکھے
بصورت خوف لڑکی کو اپنی حفاظت میں رکھنے کا حق رکھے گا خواہ اس مسلک میں باپ اور بیٹی کے
درمیان سخت اختلاف ہو جائے ہر حالت میں بالغ لڑکی پر باپ کی نگرانی قائم رہے گی۔

باپ کی عدم موجودگی میں بھائیوں چچاؤں یا دیگر قرابتداروں کو بھی جبکہ یہ سب اچھے

عادات و نیک کردار کے حامل ہوں ان بائع لڑکیوں پر نگرانی قائم رکھنے کا حق رکھنے یا اگر قرابت داروں میں کوئی بھی ماموں نہ ہوں اس صورت میں شریعت کا حکم ہے کہ نیک کردار اور دیندار خورتوں کی نگرانی اپنے پر قایم رکھیں تاکہ آرام اور حفاظت سے رہ سکیں۔

والدین پر بچوں کے حقوق ^{مکمل} بچوں کے حقوق باپ پر ہیں کہ باپ بچہ کا نام اچھا رکھے اور ہو سکے تو ساتویں روز عقیقہ کرے جب (۶) سال کو پہنچے اس کا بچپن، علمدہ کر دے اچھی تعلیم و تربیت دلانے کی سعی کرے علم دین کے ساتھ فوجی تعلیم (تیر و غیر) چلانے کی تعلیم بھی دلاے اور اس کے مال کی حفاظت کرے مادرِ نمونے کی صورت میں جو ان ہونے تک مال حلال سے ان کے حوائج ضروریہ کی تکمیل کرے اور جب سو سال کی عمر میں پہنچے تو اس کا نکاح کر دے اور نکاح کے بعد اس سے مخاطب ہو کر اس طرح کہے: "تیری تعلیم و تربیت ہو چکی۔ اور نکاح بھی کر دیا گیا اب میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ اللہ مجھے دنیا میں تیرے فتنے سے بچائے اور آخرت میں تیرے عذاب سے نجات دے۔۔۔۔۔ اسی طرح ماں پر یہی حق ہے کہ اس کی حالت درست رکھے اور باپ کے کم استطاعت ہونے یا انا نہ ملنے کی حالت میں اس کو دودھ پلانے (قادیانیہ ص ۱۷۷) والہا علیہ السلام نے امین کس حد تک اپنے ^{مکمل} اس کے پہلے بتلایا گیا ہے کہ ہر حییت سے امین اشیاء امانت کا محافظ افعال کا پابند رہے تلف کی صورت میں کسی طرح ذمہ داری سے بری تصور ہو سکیگا البتہ اگر کئے یا دوسرے کے خوف سے اپنے پڑوسی کو یا دوسرے کنبہ والے کو سناپ دے تو بروقت تلف خاص نہ ہو گا لہٰذا (کنز الدقائق) اگر کتاب الودیعت

امین کس حد تک اشیاء امانت میں اپنے افعال کا پابند ہے ذیل میں چند صورتیں لکھی جاتی ہیں (۱) اگر امین جگہ کے شہر میں قاضی موجد ہو بغیر اجازت قاضی اشیاء امانت شلاد و دودھ وغیرہ کو بوجہ فساد و فروخت کر دے تو اس صورت میں امین اشیاء امانت کا ضامن ہو گا۔ (۲) قریہ جہاں قاضی نہ ہو بلکہ شہر میں قاضی کا وجود ہو لیکن اطلاع دینے سے پہلے اشیاء امانت کے تلف ہونے کا خوف ہو اس بنیاد پر اگر امین اشیاء امانت کو فروخت کر دے تو

لے شہر حقیقت ^{مکمل} لے حق الولد علی الوالدین بحسن اسمہ و بحسن بوضع و بحسن اولیہ۔ اضر و اعلیٰ الصلوٰۃ للسمع و اعز لو اذ لہ تسع و روحہ تسع عشر ثم ان کان فاذا فعل ذالک فی مجلسہ بین یدیه فخر یقول لا جعلنا علی فتنہ فی اللہ یا ولائی الا للفرج - کنز العمال جلد (۸) صفحہ ۲۶۹ و ۲۷۰

اس پر کسی قسم کا کوئی ضمان استحساناً نہ ہوگا

(۴) دو آدمی حالت سفیر میں ہوں ان میں سے ایک بے ہوش ہو جائے اور دوسرا اس کے مال سے جو اس کے ہاں موجود ہے اس پر خرچ کرے اس صورت میں حشر حج کنندہ شریک ہے استحساناً کسی قسم کا ضمان نہ ہوگا جیسا کہ عید یا ذوالحجہ میں تہل یا گنیا ہے جبکہ عید یا ذوالحجہ میں شہر میں ہوں اور وہاں ان کو موئی کے انتقال کی اطلاع پہنچے اور موئی کے جائے انتقال پر پہنچنے کی غرض سے وہ جو کچھ مصارف ادا کریں بوجہ تخریج ان پر کسی قسم کا ضمان نہ ہوگا (۴) مسجد کے لئے جائداد اوقافی ہو لیکن اس کی کوئی متولی نہ ہو اس صورت میں اس محلہ سے کسی نے مسجد کے لئے ضروری اشیاء مثل جانا زو غیرہ خریدے سے عند اللہ اس پر کسی قسم کا ضمان نہ ہوگا۔ مگر عدالت میں مقدمہ پیش ہونے کی صورت میں حشر حج کنندہ قابل مواخذہ ہوگا۔

(۵) حضرت امام محمد نے ایک واقعہ اس طرح بیان فرمایا ہے۔

آپ کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد کا انتقال ہوا اور شخص متوفی نے کسی کو وصی بھی مقرر نہیں کیا محمد بن حسن نے ان کے کتابوں کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے تہنیز و تکفین کے مصارف ادا کیے جب ان سے ایسا کیوں کیا گیا پوچھا گیا تو جواب میں **وَاللّٰهُ لَيُعْلَمَنَّ الْمُقْسِلُ** **مِنَ الْمُضْلِحِ** فرمایا اس قیاس پر وہ استحساناً ضمان سے مستثنیٰ رہے لیکن حکم میں خاص ہو گئے (۶) متوفی کے بڑے عمر (بالغ) کے ورثہ جھوٹوں (زما بالغ) پر خرچ کر کے حلف کے ساتھ اس امر کا اقرار کریں کہ جو کچھ اب تک ان پر خرچ کیا گیا ان کے حصوں سے خرچ ہوا ہے اب ان کے پاس ان کے حصص کے باقیہ کسی قسم کی کوئی رقم واجب الادا نہیں ایسی حالت میں عند اللہ ان پر کسی قسم کا مواخذہ نہ ہوگا اور نہ وہ گناہگار ہونگے لیکن حکم میں جبکہ نابالغ لڑکے اپنے بڑے بھائیوں پر حصول تبرک کا دعویٰ کریں تب ان کا دعویٰ قابل قبول ہوگا اور خرچ کنندہ اشخاص موجب مواخذہ ہونگے۔

۱۔ استحسان کے لغوی معنی ترجیح دینا یا ایک شے کو اچھا سمجھنے کے میں تربعت میں اس کا دوسرا نام قیاس بھی ہے اگر کوئی شخص حکومت عام کے تحت سے شرعی احکام کے خلاف غور و خوض کے بعد ایسا حکم اختیار کرے جو انسانی فلاح و بہبود کے تقاضا کو برقرار رکھے فقہ کے اس اختیار استعمال کا نام شریعت میں استحسان ہے (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

(۷) وصی کو موصی کے قرض کا علم ہے وصی نے ورنہ موصی اور قاضی کے اطلاع کے بغیر موصی کے قرض کو ادا کر دیا ایسی صورت میں وصی عند اللہ ناخود بہوگا لیکن حکم میں ضامن ہوگا (۸) جو شخص اپنی امانت کو دوسرے کے پاس محفوظ کرتا ہے وہ مودع کہلاتا ہے جب کوئی شخص کسی شے کو بطور امانت کے دوسرے کے پاس رکھوائے اور اسی مقدار میں مودع اس کا قرضدار ہو اگر ادائی قرض سے پہلے مودع وفات یا جاوے اس صورت میں مودع کے اشیاء امانت کو جو مودع کے ذمہ واجب الیحول تھے اپنے قرض میں محسوب کرے تو اس کا یہ عمل جائز ہوگا خواہ اس میں اس کی اطلاع مودع کے ورنہ کو دے یا نہ دے ہر حالت میں امین کو محسوب کرنے کا حق رہے گا۔

(۹) اگر شخص متوفی کے ورثہ میں چھوٹے لڑکے یا لڑکیاں ہوں اور وصی بھی ہو ایسی صورت میں وصی کو ورنہ یا پر متوفی کے مال سے خرچ کرنے کا حق ہوگا البتہ وصی مذہب ہونے کی صورت میں وصی کے تقرر کا حق قاضی کو حاصل ہوتا ہے کہ وصی جائیداد میت سے متوفی کے ورنہ پر بقدر حاجت خرچ کا انتظام کرے اور ضرورت پر وصی کو خدمتگارانوں کے تقرر کا حق رہے گا۔

(۱۰) اگر کسی کے پاس از قسم جائزہ (گائے بکریاں) وغیرہ بطور امانت ہوں اور مودع غائب ہو جائے ایسی صورت میں اگر امین اپنے مال سے بلا اجازت قاضی اشیاء مودع پر نفقہ خرچ کرے گا تو امین کی حیثیت متطوع کی ہوگی لہ

خلاصہ یہ کہ اگر اشیاء امانت کی حفاظت میں خوف یا اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو ہر حالت میں امین کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ قاضی عدالت کی اجازت سے اس کو فروخت کرے کیونکہ قاضی غائب کا نائب ہوتا ہے اس لئے امین بصورت اجازت قاضی ضامن ہوگا اجازت کے نہ ہونے کی صورت میں امین کا یہ عمل قابل مواخذہ تصور ہوگا لہ

اسلئے امین کیلئے ضروری ہوگا کہ اشیاء امانت تلف ہونے والے ہوں تو انکو احتیاط سے رکھے اور اگر ان کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو تو قاضی کی اجازت سے فروخت کر کے قیمت محفوظ رکھے مالک کے پاس تو واپس کرے اور اگر مالک کے مرنے کی خبر ملے تو ورنہ کو تلاش کر کے بعد ادائی قرض اگر بھی ہو تو وصی کے ذریعہ

ورنہ سنے ایضاً ورنہ پرتقیم کرے بصورت ثانی یعنی اس کی کوئی خبر تلاش کے بعد معلوم ہونے کی صورت میں مال کو محکمہ قضا میں پیش کرے قاضی حسباً حکام شریعت ورنہ پرتقیم کا حکم دیکالے

طلاق اور خلع

جہاں شریعت نے نکاح کے ذریعہ دو مختلف اصناف میں صحبت جائز قرار دی ہے وہاں مرد کو بغیر کسی روک ٹوک کے معاہدہ نکاح کی تسخیر کا اختیار بھی دیا ہے جو قید شریعت سے نکاح کے باعث ہوتی ہے اس کے دور کر دینے کو طلاق کہتے ہیں شوہر یہ حتیٰ اس وقت تک استعمال نہیں کر سکتا جب تک وہ بالغ اور عاقل ہو

اس میں شک نہیں اسلام نے مرد کو تسخیر نکاح کا کامل اختیار دیا ہے لیکن یہ بھی تاکید کی ہے کہ وہ اس اختیار کو بلا شدید ضرورت کے استعمال نہ کرے اور جب تک معقول وجہ نہ ہو اس وقت تک معاہدہ نکاح کو منسوخ نہ کرے

ایک حدیث میں طلاق کو انقض المباحات^۱ بتلایا گیا ہے یعنی جن امور کی شرع اجازت دیتی ہے ان میں سب سے زیادہ مکروہ اور بُرا فعل طلاق ہے۔

دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جو عورت بلا ضرورت اپنے خاوند سے طلاق مانگے اس پر جنت کی جو جہنم ہے (رواہ احمد و ترمذی و ابی داؤد و ابن ماجہ) اگر زن و شوہر نا موافقت پیدا ہو جائے اور اس کا علاج سوائے تسخیر کے اور کچھ نہ ہو ایسی صورت میں مرد کو چاہیے کہ نہایت احتیاط اور کامل غور و خوض کے بعد بغیر عجلت اور غصے کے اس اختیار کو استعمال کرے چھکی چند صورتیں یہ ہیں۔

(۱) اس زمانے میں جبکہ عورت پاک و صاف ہو اور مرد اس کے ساتھ بجا مہنت کر سکتا ہو اس وقت صرف ایک دفعہ طلاق دیجائے طلاق کے الفاظ دہرانے کے بعد تین چھینے تک مرد ہم بستری نہ کرے یہ صورت بہت ہی معنی خیز ہے اس عرصے میں مرد کو سوچ بچار کا موقع ملتا ہے اگر مرد غصے کی حالت میں یا کسی وجہ سے دیا ہے تو اس مدت کے اندر طلاق واپس لے لے سکتا ہے ایسی طلاق احسن کہ بلاشبہ گئی۔

(۲) جب عورت طاہرہ ہو پھر مہینے میں ایک طلاق دیجائے آخری طلاق کے بعد وقطعی ہو جائیگی اس صورت میں بھی مرد کو غور کرنے کا کامل موقع ملتا ہے یہ طلاق حسن اور سنی کہلائگی یہ دو فوٹریقے جو جمع کیے جاتے ہیں یعنی ایام عدت کے اندر شوہر طلاق کو واپس پکڑ لے لیا نہ وجہیت کو دوبارہ قائم رکھ سکتا ہے اور بعد ختم عدت بعد یہ عقد کے ذریعہ بھی قائم رکھ سکتا ہے مسنون اور مطابق شریعت میں ان کے سوا

(۳) تیسرے طریقے جو وقت واحد میں تین دفعہ طلاق کے الفاظ دہرانے کا ہے شریعت نے اس کو مکروہ اور ناپسند سمجھا ہے اس صورت میں فریقین دوبارہ نکاح کو قائم نہیں رکھ سکتے اگر ایسا کرنا چاہیں تو صرف ایک صورت یہ ہوگی کہ عورت ایک خیر مرد کے ساتھ نکاح کرے اور وہ شخص ہم سبزی کے بعد اس عورت کو طلاق دیدے اس وقت سابقہ خاوند بعد ایام عدت نکاح کر سکتا ہے اس عمل کا نام طلاق بائن ہے یہ قاعدہ شریعت نے خاص مفاد کو پیش نظر رکھ کر وضع کیا ہے جو بے انتہا فائدہ مند ہے تاکہ مرد اپنے اختیار کو بے سرو پا استعمال نہ کرے اس شرط کے قائم ہونے سے سب سے بڑا فائدہ طلاق کا سد باب کرنا بھی ہے۔

اگر مرد طلاق بائن میں تین بار طلاق کے الفاظ نہ دہرائے بلکہ مرد عورت کو کچھ کہتے ہوئے ایک طلاق بائن ہے ایسی صورت میں شریعت نے پھر مرد کو اس امر کا اختیار دیا ہے کہ وہ اندرون یا ختم عدت کے بعد دوبارہ جدید عقد کے ذریعہ تعلقات زوجیت کو قائم کر سکے جیسا کہ اذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فلا ينزوجهما في العدة وبعدها نقضاً لهما میں بتلایا گیا ہے اور ایک دوسرے مقام پر علماء کا دیکھ مبادون الثلاث فی العدة وبعدها ینزل بالاجماع اتفاق ہے علیہ

خلع | تنسخ نکاح کی ایک صورت جو شوہر کے کامل اختیار میں ہے وہ طلاق ہے اس کے علاوہ ایک صورت عملہ کی کی خلع ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ عورت کو عملہ کی کی خواہش ہو تو ہمہ محاف کر کے یا اور کوئی چیز عوض میں دیکر شوہر سے طلاق حاصل کرے اس طرح تنسخ نکاح کے عمل کو شریعت نے خلع کہا ہے حکم یہ ہے کہ اگر زیادتی مرد کی ہے تو وہ عورت سے کوئی معاوضہ نہ لے اور اگر عورت کی زیادتی ہے تو مرد کو معاوضہ لینے کا بھی حق ہے ہر صورت

حاکم کیلئے ضروری ہوگا کہ اس کی سب شرطیں مذہب مالک کے موافق ملے جائیں کیونکہ اس مذہب کے احکام کے لحاظ سے قاضی کیلئے عادل ہونا شرط ہے اسلئے غیر عادل کا حکم نافذ نہ ہوگا اور جتنی مذہب کے لحاظ سے قاضی کا عادل ہونا شرط کے درجہ میں نہیں ہے اس لئے جماعت مسلمین میں دیندار پنچایت کی از حد ضرورت ہوگی۔

عدل سے مراد وہ شخص ہے جو فاسق نہ ہو یعنی گناہ کبیرہ سے مجتنب ہو اور صغائر پر بھی نہ ہو سود یا رشوت نہ لیتا ہو وراثتی نہ منہ ہوتا ہو نماز کا پابند ہو ایسا شخص جماعت مسلمین کی پنچایت کا رکن ہو سکے گا اور ایسی ہی جماعت حق متینہ کھاج کے استعمال کی مجاز ہوگی اور اس قسم کی پنچایت کا وہی فیصلہ معتبر ہوگا جو باتفاق ہو کثرت رائے کا اعتبار نہ ہوگا کیونکہ اس کے معتبر ہونے کی کوئی دلیل نہیں اور بغیر دلیل کے کوئی حکم ثابت نہیں ہو سکتا البتہ کسی عدالت کا مسلمان حاکم اس قسم کے مقدموں کو چند دیندار اہل علم کی پنچایت میں منتقل اور ان کے فیصلہ کو نافذ کرنے کا ارادہ کرے تو ایسا فیصلہ صحیح اور جاری ہو سکے گا۔

تفویض طلاق متینہ کھاج کی ایک تیسری شکل یہ بھی بتلائی گئی ہے کہ کھاج کے وقت اگر مرد اپنے حق طلاق کو عورت یا امام المسلمین یا اسلامی پنچایت کے سپرد کرے تو فقہاء نے اس عمل انتقال کو جائز قرار دیا ہے اسلئے اس عطاء اختیار کا نام شریعت میں تفویض ہوگا۔

ایسی صورت میں مرد کے لئے ضروری ہوگا کہ ترتیب معاہدہ تفویض طلاق کے وقت نہایت غور و خوض اور اہل علم و فہم سے مشورہ کرے اور معاہدہ تفویض وقوع طلاق کے وقت معافی مہر کا اضافہ کرے معاہدہ تفویض طلاق کی شکل ایک معاہدہ کی ہے اور معاہدہ کی تکمیل جائز ترتیب اور اس کی اجرائی اس لحاظ سے ان عورتوں کو جو شوہر کے منطلم سے تنگ

آگئے ہوں اور اس کی رہائی سوائے علیحدگی کے اور کچھ نہ ہو ایسی شدید ضرورت میں کسی دوسرے مذہب پر متینہ کھاج کے عمل میں نہ صرف دشواریاں ہیں بلکہ قومی نقصان کا احتمال ہے عہد حاضرہ میں اگر مسلمان حاکم بھی فیصلے کیلئے منتخب ہو جتنی یا مالکی مذہب کے اعتبار سے اس پر نقصانے قاضی کی تعریف صادق نہیں آتی اس کے سوا ضرورت شدید اندیشہ ہلاکت کی تحقیق کا ذریعہ اس وقت لیڈی ڈاکٹر کی تحریر ہے جو کسی طرح قابل اعتبار نہیں

لہ قال صاحب لہلالہ لولھما حلین لادین اجنامہ الا انہ امر کھاج فی الہی و فی شرعہما الذہاب
حتی یوجہوا احدھما دون الآخر لا یجوز لہما رضایل نہما ورائی الوحد لا یلکون فی الذہاب
از جواہر جلد (۲) ص ۲۹

ان خطرناک حالات کا اعتبار کر کے اگر تفویض طلاق کے قاعدے کو چند شروط کے ساتھ جاری کیا جائے تو فقہ حنفی کی رو سے عورت بوقت ابتلاء ظالم کے ظلم سے نجات پاسکے گی۔

حیدرآباد ایک اسلامی سلطنت ہے اور حیدرآباد میں عدالتیں موجود ہیں جن کے احکام اکثر مسلمان ہیں لیکن ان سب پر قاضی شرعی کی تعریف صادق نہیں آتی تاہم یہ لازم کیا جاسکتا ہے کہ ایسا مسلمان حاکم ہر معاملہ میں علماء سے فتویٰ حاصل کر کے فیصلہ تفریق جاری کیا کرے اور یہاں اس امر کا بھی امکان ہے کہ موجودہ ضابطہ فوجداری کے لحاظ سے کسی پر شرعی جبر کا امکان نہ ہو مگر کم از کم ایک مالکی شخص قاضی منتخب ہو سکتا ہے ایسی صورت میں مالکی قاضی اپنے مذہب کے موافق بیخ کنج کے احکام اجرا کر سکے گا لیکن ہندوستان میں اس قسم کی سہولتوں کا پیدا ہونا ناممکن ہے اس لئے جہاں بھی اس قسم کی صورتیں پیدا ہوں وہاں تفویض طلاق کے قاعدہ کو جاری کرنا بہتر ہوگا حیدرآباد کے حد تک مروجہ کامین نامے میں ایک خانہ تفویض طلاق کا بڑھا دیا جائے تو تمام مشکلات جو اس وقت پیش آرہی ہیں بلا تقرر قاضی آسانی سے رفع ہو جاسکتی ہیں۔

زوجه غائبہ اور اسکے نفقہ کا نظم | شوہر باوجود قدرت کے بیوی کے حقوق نان و نفقہ ادا نہ کرتا ہو ایسی صورت میں عدالت کیلئے ضروری ہوگا کہ اولاً شوہر سے خلع دلوائے اور اگر کوئی صورت خلع کی ظاہر نہ ہو سکے تو سخت مجبور رہنے کی حالت میں حسب مذہب امام مالکؒ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور اس کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کو تفریق مصلح کا حق حاصل ہوگا اس میں کسی مدت کے انتظار و مہلت کی ضرورت نہیں ہوگی

زوجه غائبہ کے احکام | شوہر غائب ہے اور اس کا پتہ بھی معلوم ہے لیکن وہ خود آتا ہے اور نہ بیوی کو اپنے پاس بلاتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے اور نہ اس کے اخراجات کا انتظام کر سکتا ہے ایسی صورت میں بتلایا گیا ہے کہ خاوند کو خلع پر راضی کیا جائے اور اگر وہ راضی نہ ہو اور عورت کے اندیشہ ہلاکت میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہو ایسی صورتوں میں مذہب مالکیہ کے موافق بعد ثبوت جبر عورت کی خواہش تفریق کی ہو تو قاضی اسلام یا اس کے قائم مقام

سلطنت متعین اصطلاح میں اس شخص کو کہتے ہیں جو باوجود قدرت کے بیوی کے حقوق نان و نفقہ کو ادا نہ کرے
 سلطہ مجبوری کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ عورت کو خلع کا کوئی انتظام ہونے سے پہلے نہ کوئی شخص عورت کے بیچ کا عدوت کرنا جو اور نہ خود عدوت ضبط و آمرد کے ساتھ کسب جماعت پر قدرت رکھتی ہو دوسری صورت مجبوری کی بیوی کو اگر سہولت یا بدعت بیخ کن نظام میں نہ ہو لیکن ظہر ہوئے مسئلہ رہے ہیں ابتداء و مسقیمت کا قوی اندیشہ ہے۔

تفریق کا حکم دینے کے مجاز ہو سکے۔
زوجہ متعنت کی تفریق اور تنہج نکاح کے بعد اندرون عدت شوہر اپنی حرکت سے باز آجائے
اور زوجہ کے حقوق ادا کرنے پر رضامند ہو تو اس کے دو احتمال ہیں ایک یہ کہ اس تفریق کو
طلاق رجعی قرار دیا جائے اور اندرون عدت رجعت کو صحیح سمجھا جائے دوسرا یہ کہ طلاق بائنہ
قرار دیا جائے اور رجعت کا حق خاوند کو نہ دیا جائے۔

احتمال اول کی بنا پر یہی فتویٰ ہے کہ تعنت سے باز آنے کی صورت میں عورت کو
اس کے پاس رہنا ہو گا خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو کیونکہ رجعت میں عورت کی رضا مندی
مضوری نہیں احتیاطاً تجدید نکاح ہو جائے تو بہتر ہے اور دوسری صورت میں خاوند کو رجعت
کا حق نہ ہو گا اور یہی حال ختم عدت کے بعد کا ہے البتہ راضی طرفین سے دوبارہ نکاح قائم ہو سکتا ہے
زوجہ غائب کے متعلق بھی یہی تسلیم کیا گیا ہے کہ اگر شوہر غائب اندرون عدت واپس ہو کر
حقوق زوجہ ادا کرنے پر آمادہ ہو تو اس کو رجعت کا حق ہو گا اور اگر وہ رجعت نہ کرے تو
عدت کے بعد نکاح تو ٹھ جائے گا اور اگر شوہر غائب ختم عدت اور زوجہ کے عقد ثانی کے
بعد آئے اور عورت کے دعویٰ فسخ نکاح کو غیر صحیح ثابت کرے تو اس صورت میں اس کو
عورت ملجائیگی خواہ اس مرتبہ دوسرے شوہر سے اولاد بھی پیدا ہو چکی ہو تب بھی شوہر اول
ہی کا نکاح باقی سمجھا جائے گا البتہ اس صورت میں عورت کو ایام عدت کے گزارنے کی
مضرت ہو گی شوہر اول کو تجدید نکاح و تجدید بھر کی مضرت ہو گی شوہر ثانی کے لئے
مضرت ہو گی ہو گا کہ خلوت صحیح ہونے کی صورت میں پورا مہر ادا کرے ورنہ مہر سا قسط تصور ہو گا

مطلقہ عورتوں کا نفقہ

اگر کوئی شخص اپنی عورت کو تیس طلاق یا طلاق بائن دے تو ایسی عورت میں مطلقہ عورت کا نفقہ
مقام سکونت کا انتظام حسب رائے حضرت امام ابی حنیفہ ختم عدت تک شوہر کے ذمہ ہو گا خواہ
مطلقہ حاملہ یا غیر حاملہ ہو محل کی صورت میں تا وضع حمل نفقہ عدت کی اجرائی ہو گی حضرت
امام شافعیؒ کے نزدیک مرنہ حاملہ عورتیں وضع حمل تک سستی حصول نفقہ عدت ہیں۔

شرعیات میں وضع حمل کی آخری مدت جو باتفاق طے ہوئی وہ دو سال کی ہے اگر کوئی حاملہ مطلقہ عورت حصول نفقہ کی درخواست کرے اس کے نام تا وضع حمل دو سال تک نفقہ جاری رہے گا اس مدت کے ختم کے بعد اگر وضع حمل ہو یا نہ ہو ہر صورت میں نفقہ مقررہ سا قیام ہوگا اس مدت کے ختم کے بعد وہ اگر متصور ہوگی اور یہاں سے عدت کی مدت تین ماہ قرار دی جائیگی اگر اس عرصہ میں عورت حائضہ ہو جائے تب عدت کا شمار آخر میں سے شروع ہوگا یعنی تین حیض تک جو اس کی مدت عدت ہے حصول نفقہ کی سختی ہوگی۔

اگر کوئی شخص اپنی نابالغ عورت کو جس کو حیض نہ آتا ہو یا وجود استفادہ کے طلاق دیدے اور تین ماہ تک جو اس کی مدت عدت ہے نفقہ عدت ادا کرتا رہے ایام عدت میں نابالغ مطلقہ عورت بلوغیت پر پہنچ جائے ایسی صورت میں اس کی عدت تین حیض قرار پائیگی اس لئے یہ تین طہر تک نفقہ عدت حاصل کرنے کی مجاز ہوگی۔

جو عورتیں مختلفہ اور بانہ لعمول ان کے لئے نفقہ عدت اور مقام سکونتی شوہر پر لازم ہوگا اگر کوئی عورت بوقت وقوع خلع مقام سکونتی سے دست بردار ہو جائے اس کی یہ برأت صحیح نہیں ہوگی اس لئے کہ نفقہ مختلفہ کا محتاج ہے اور مقام سکونتی (سکنی) شریعت کا حق ہے وہ اپنے حق سے دست بردار ہو سکتی ہے لیکن حق شریع سے دست برداری کی شرط صحیح سمجھی نہیں جائیگی۔ اس صورت میں شوہر کے لئے مناسب ہوگا کہ اگر وہ گھر اس کا ذاتی ہے تو خود وہاں سے علیحدہ ہو جائے اور ایام عدت تک اس کو وہاں رہنے دے اور اگر وہ گھر کرایہ کا ہے تو اس کا کرایہ ادا کرے زیادہ بہتر ہوگا کہ زوجہ مختلفہ کو اس گھر میں رہنے دے جہاں وہ بزمانہ نکاح رہا کرتی تھی اور یہی صورت بانہ عورتوں کی ہے

طلاق جمعی کی صورت میں شوہر برزوخ مطلقہ کا سکنی اور نفقہ کی ادائیگی لازمی ہے اس کے متعلق تبدیلیاں کیا ہے کہ عورت کو اس مکان میں رہنے دے جہاں وہ بزمانہ نکاح رہا کرتی تھی اس مکان سے اس کی علیحدگی نامناسب تبدیلی لگتی ہے اگر طلاق رجعی کی حالت میں کوئی عورت اپنے شوہر کے لڑکے سے زانیہ میں مرتکب ہو جائے تو شوہر برزوخ مطلقہ کا لازم نہیں ہوگا اس کے پہلے یہ تبدیلیاں کیا ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کے لڑکے سے زانیہ میں مرتکب یا

ملہ جو عورتیں شوہر سے طلاق لیتی ہیں ان کو مختلفہ کہتے ہیں اور جن کو ان کے شوہر طلاق بائن دیتے ہیں ان کو باغندہ کہتے ہیں۔

اس کو شہوت سے دیکھ کر ایسی عورت کسی نفقہ کی مستحق نہ ہوگی اگر کتاب عمل کا ابتدائی وقوع شوہر کے لڑکے سے ہونے کی وجہ سے نفس فعل موجب معصیت ہوگا لیکن عورت ایام عدت کے نفقہ کی مستحق ہوگی

ایام عدت میں اگر مطلقہ بانڈ مرتد ہو جائے تو بصورت ارتداد شوہر سے نفقہ کی ادائیگی کا لزوم اٹھ جائے گا۔

شوہر کے لڑکے سے ہم بستری کی صورت میں اور اس بانڈ مرتد کی صورت میں یہی فرق ہوگا۔ یہ دونوں صورتیں موجب معصیت ضرور ہیں لیکن پہلی صورت میں معصیت وقوع میں جو آئی اس کی ابتدا عورت کی طرف سے نہیں ہوئی بلکہ زور شوہر کے لڑکے کی طرف سے اس لئے وہ باوجود معصیت کے مستحق نفقہ ہوگی اور ارتداد موجب معصیت ہے لیکن ارتداد میں قید کا حکم شریعت کا حق ہے ایسی حالت میں شوہر سے نفقہ عدت سا قسط ہو جائے گا اس لئے ایسی مطلقہ مرتدہ عورتوں کا نفقہ عدت ان کے شوہروں پر نہیں ہوگا۔

لعان اور شوہر کے عین ہونے کی صورت میں زوج اور زوجہ کے درمیان تفریق ہو جائیگی لیکن زمانہ عدت کا نفقہ اور سنگنی ان کے شوہر پر ہوگا۔

اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے نفقہ طلب کرے اور قاضی کے سامنے شوہر نے کہا کہ ایک سال کا عرصہ ہوتا ہے میں نے اس کو طلاق دیدیا ہے اور اب عدت کی مدت بھی ختم ہو چکی ہے جواب میں عورت نے قول طلاق سے انکار کی ایسی صورت میں شوہر کا قول مجبوز نہ ہوگا کیونکہ شوہر نے بدعتی سے زوجہ کے نفقہ کو ممانع کر سنے کے لئے طلاق کا عذر پیش کیا ہے شوہر کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں شہادت لسانی میں کرے اگر قاضی شہود سے ناواقف ہو اور عورت طالبہ نفقہ ہو تو ایسی صورت میں قاضی نفقہ مقرر کرنے کا مجبوز ہوگا۔

سے لعنت میں لعان کے معنی آپس میں لعنت کرنے کے ہیں اور شریعت میں اس سے مراد یہ ہے کہ اگر شوہر یا خیر زوجہ زانیہ کی جہمت لگائے تو اس صورت میں قاضی کیلئے ضروری ہوگا کہ شوہر اور عورت میں دوسے چار عہد مرتدہ شرعی طور پر حلف لے اور اگر عورت حلف سے انکار کرے تو اس کو قید کا حکم دیا جائیگا تا کہ اس کے اقرار کی صورت میں عورت حد زانیہ کی معصیت ہوگی اس طرح مرد حلف سے انکار کرے تو وہ بھی قید کیا جائیگا اور اگر وہ حلف لے لے گا تو اس کی سزا دی جائیگی یہ حال لعان کی صورت میں زوج اور زوجہ سے حلف کے بعد قاضی تفریق کا حکم دے سکیگا اس کے متعلق قرآن میں نص قطعی موجود ہے ملاحظہ ہو آیت سورہ فرارہ ۷۱ لیکن عدالت الہیہ درنا و دو کمن میں مقدمہ شیخ کریم شام صاحبی نے اس میں تفسیر کو قانون اضافی قرار دیا گیا اور ملاحظہ کے تفریق کرادینگی ہے جو احکام شرعیہ کے خلاف ہے ملاحظہ ہو انکار عورت ۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲

کیونکہ عدالت نفقہ مقرر کرتے وقت اس نتیجہ پر پہنچی کہ شوہر سے اس وقت طلاق کا ظہور یقین سے ہو رہا ہے اسلئے قاضی تا تصفیہ اہلیت شہوت و نفقہ مقرر کرنے کا مجاز ہوگا اگر قاضی کی تحقیقات میں نہ صرف شہود کی اہلیت بلکہ عورت کا عائفہ ہونا بھی ثابت ہو جائے حالت میں عدالت زوجہ طلاقہ کو واپسی نفقہ محصلہ کا حکم دیگی۔ کیونکہ اس صورت میں عورت نے بلا کسی وجہ شرعی کے نفقہ حاصل کی ہے۔

طلاق رجعی کی حالت میں زوجہ شوہر سے نفقہ عدت اور کفنی حاصل کرنے کی مجاز ہے اگر زمانہ عدت میں عورت اپنے شوہر کے لڑکے سے زانیہ اس کے ساتھ اسباب شہوت میں مبتلا ہو جائے تو نفقہ عدت کے حصول سے محروم ہو جائیگی۔
کحل باطل میں نفقہ کی اجرائی | جو کحل محارم سے ہو وہ کحل باطل منظور ہوگا اور شریعت اسلام کے لحاظ سے منکوحہ محرمہ کسی قسم کے حصول نفقہ کی مستحق نہ ہوگی اسی طرح اگر کوئی شخص ایک عورت سے کحل کرے اور کحل کے بعد زوجہ شوہر سے نفقہ حاصل کرتی رہے اس اثنا میں دو گواہوں نے اس امر کی شہادت دی کہ زوجہ زوج کی رضائی بہن ہے بعد ثبوت اہلیت قاضی کے ذریعہ ان دونوں میں تفسیریں کرا دی جائیگی اور جو کچھ شوہر کی جانب سے زوجہ پر خرچ کیا گیا ہے اس کو واپس لینے کا شوہر کو حق رہے گا لہذا باطل کحل میں شرع نے زوج اور زوجہ ہر ایک کو یہ حق دیا ہے کہ بدلہ اجازت و ماضی دوسرے اس کحل کو فسخ کرے اور علیحدہ ہو جائے۔

سہ شرح تفصیلات عدت و مقدمات شہوتی تمام حافظہ طہو علی میں بیان کیا گیا ہے کہ عدلیہ اور مدعی علیہ کے درمیان رضاعی تعلق ہے اور یہ ایسا تعلق ہے جسے عیالات شریعت کا جانتے ہیں ایسی صورت میں کحل باطل ہوگا اور کحل باطل کحل ہوگا سوال ہی باقی نہیں رہتا وہ ایسا ہی کا حکم ہے اسلئے عدلیہ کہ تمہ کے

مطلقہ عورتوں کی اولاد اور ان کے حقوق | جن بچوں یا بچیوں کی مائیں مطلقہ ہو جاتی ہیں وہ اپنے باپ کے متروک سے محروم نہیں ہوتیں۔ لہ

بحالت مرض زوجہ کا | زوجہ اگر کسی مرض میں مبتلا ہو جائے تو وہ نفقہ شریعی سے محروم نہیں ہو سکتی اور نہ زوج اور زوجہ کو یہ حق ہے کہ

وہ مرض کی وجہ سے نکاح فسخ کرائیں (فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ کتاب النکاح) | ملک غیر میں رہنے سے انکار کی صورت میں اگر شوہر زوجہ کو غیر کی ملک جو اس کی عورت کا نفقہ کس پر ہوگا۔ مغضو بہ سہ اس میں رہنے کے لئے

کہے اور زوجہ اس میں رہنے سے انکار کرے۔ بصورت انکار زوج ادائی نفقہ سے انکار کرے ایسی صورت میں تنبلیا گیا ہے کہ شوہر کا ادائی نفقہ سے انکار صحیح منصوبہ نہ ہوگا اور ہر حیثیت سے عورت متفق حصول نفقہ ہوگی (فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ باب النفقات)

دعویٰ نکاح یا طلاق میں تا تصفیہ مقدمہ | زوجہ کا نفقہ مرد پر جو واجب قرار دیا گیا ہے عورتوں کا نفقہ اجرا ہوگا یا نہیں لہ

وہ شوہر کے انتفاع کی وجہ سے ہے اسی طرح طلاق میں نفقہ عدت کی ادائی کا لزوم شوہر پر عائد کیا گیا ہے اگر دو گواہوں کسی شخص کے متعلق اس امر کی شہادت دی کہ اس نے اپنی زوجہ کو نہیں طلاق دینے کے باوجود زوجہ مطلقہ کے ساتھ تعلقات کو قائم رکھا اور

شرع نے دو شاہدین کی شہادت کو امتناع تعلقات کے لئے موثر قرار دیا ہے ایسی صورت میں عورت مدعی طلاق ہو یا منکر طلاق ہر حالت میں قاضی عدالت کو اختیار ہوگا کہ وہ پہلے شوہر کو قیام تعلقات سے روکے اس دوران میں عورت تقرر نفقہ کی درخواست کرے تو قاضی نفقہ عدت مقرر کرنے کا مجاز ہوگا اس حد تک تصفیہ کے بعد قاضی اہلیت شہود کی دریافت آغاز کرے گا۔ اگر اس دریافت کا دوران اس قدر بڑھ جائے کہ مدت عدت بھی ختم ہو جائے تو اس کے بعد مزید ایام کے لئے نفقہ مقرر کرنے کا قاضی کو اختیار نہ ہوگا اگر قاضی کی تحقیقات میں شہود عادل ثابت ہو تو جاری شدہ نفقہ حق بجانب منظور ہوگا اور اگر غیر عادل ثابت ہوں تو عورت

ضروری ہوگا کہ وہ محصلہ نفقہ کو واپس کرے اس لئے کہ اس نے بغیر کسی حق کے حصول نفقہ کی کوشش کی اگر نفقہ کی اجرائی حکم قاضی کے بجائے شوہر کی رضا مندی سے عمل میں آئی ہو تو اس صورت میں زوجہ پر واپسی نفقہ محصلہ کا لزوم نہ ہوگا۔ یہ واضح رہے کہ عورت جس کسی مقدمہ میں مستحق نفقہ ہوتی ہے اس میں ثبوت نکاح یا طلاق کے بعد خلوت صحیحہ کے ہونے کی شرط بھی ہے اگر خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو تو وہ کسی قسم کے نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی اور نہ عدت کا لزوم اس پر عائد ہوگا البتہ وہ نصف مہر کی مستحق ہوگی۔ لہ

۲۔ اگر ایک عورت اس امر کی مدعی ہے کہ وہ مدعی علیہ کی زوجہ منکوحہ ہے اور ثبوت دعویٰ میں پیش سازی شہادت کے ساتھ طالب نفقہ ہے لیکن مدعیہ کو مدعیہ کے زوجہ ہونے سے انکار ہے اور قاضی مدعیہ کے شہود سے ناواقف ہو کر واقعہ وقوع نکاح میں شک واقع ہونے سے قاضی کسی قسم کا کوئی نفقہ تا تصفیہ اہلیت شہود مقرر کرنے کا مجاز نہ ہوگا باوجود اس کے کسی مصلحت کی بنا پر مدعیہ کے لئے نفقہ مقرر کرنا چاہے تو ہر ماہ قاضی کے لئے تقرر نفقہ کے ساتھ شہادت بھی رکھنا ضروری ہوگا اگر اہلیت شہود کی دریافت میں شاہد عادل ثابت ہو جائیں تو تقرر نفقہ کا فیصلہ علیٰ حالہ بحال رہیگا ورنہ غیر عادل ہونے کی صورت میں مدعیہ پر محصلہ نفقہ کی واپسی کا لزوم ہوگا۔

۳۔ اگر شوہر کسی عورت کو اپنے نکاح میں ہونے کا مدعی ہو، اور عورت (مدعیہ) دعویٰ نکاح سے انکار کرے مدعی ثبوت میں شہود کو پیش کرے ایسی صورت میں تا تصفیہ مقدمہ مدعیہ کسی قسم کے حصول نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی۔

۴۔ اگر دو بہنیں اس امر پر مدعی ہوں کہ مدعی علیہ نے ان دونوں کو اپنے عقد نکاح میں لیا ہے اسلئے ان دونوں نفقہ اجرا کیا جائے۔ ثبوت میں مدعی علیہ ہمارے شہود بھی پیش کئے کہ ایک کا عقد ایک ہزار درہم اور دوسرے کا ایک سو دینار پر ہوا ہے لیکن گواہوں نے یہ نہیں بتلایا کہ ان دونوں کا نکاح وقت واحد میں ہوا یا ان دونوں کے

درمیان فاصلہ رہا۔ جواب میں مدعی کا بیان مدعی علیہما کے خلاف رہا (دعوی نکاح سے انکار) ایسی صورت میں تا تحقیقات اہلیت شہود قاضی کو اختیار ہوگا کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کے نام اجرائی نفقہ کا حکم صادر کرے اس لئے کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کا نکاح صحیح متصور ہوگا اور دوسرے کا فاسد کہلائے گا۔ اہلیت شہود کی دریافت میں شہود عادل ثابت ہوں تو بموجب شہادت پیش شدہ استحساناً اولیٰ مہر کی ڈگری دی جائے گی اور بطور قیاس مہر بھی لیکن مقررہ مہر میں جو مہر سبب کم مقدار میں ہو اس کا نصف دیا جائے گا۔ کیونکہ ان دونوں میں ایک کا نکاح فاسد ہونے سے بصورت خلوت صحیحہ مہر مسمیٰ اور مہر مثل میں جو سب سے کم ہو اس کا نصف دیا جاتا ہے اسلئے مہر مسمیٰ اور مہر مثل سے جو کم ہو اس کا نصف دیا جائے گا اور ہر دو میں اس کی تقسیم علی السویر علی میں آئیے گی اس طرح ان میں سے ہر ایک کو ان کے مقررہ مہر کا رابع مہر ہوگا۔ استحسان کی جو صورت بتلائی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نکاح کا عمل فاسد اور غیر معروف ہے لیکن ان دونوں عورتوں نے لاعلمی سے اپنے نکاح کو صحیح سمجھا جس کی بناء پر شہود بھی پیش کئے اور شہود کی شہادت سے خلوت صحیحہ کا ہونا ثابت ہے اس لئے یہ دونوں عورتیں حسب تفصیل بالا مستحق مہر کہلائی گئیں۔

مفقود اور اسیر

ایک شخص دو طرح پر مفقود ہو سکتا ہے ایک وہ مفقود ہوگا کہ اس کا کسی کو علم نہ ہو اور نہ کسی کو اس کا پتہ معلوم ہو، دوسرا وہ شخص ہوگا جو اپنے مقام سے غائب ہے اور اس کا پتہ بھی معلوم ہے اس لئے شرع میں مفقود سے مراد وہی شخص ہوگا جس کے وجود اور موت و حیات کا کسی کو علم نہ ہو۔ ایسا ہی شخص مفقود کہلایا جائیے گا۔

مفقود کو تمام ائمہ مجتہدین نے اپنے مال میں اس وقت تک زندہ تسلیم کیا ہے جب تک اس کے ہم عمر وہم عصر اشخاص زندہ اور بقید حیات پائے جائیں اور جب اس کے مقام کے ہم عمر لوگ ختم ہو جائیں اس وقت اس کو مردہ تصور کر کے قاضی اس کی میراث تقسیم کرنے کی اجازت دے گا اسی لئے حضرت بیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

زوجہ مفقود میں یہی حکم باقی رکھا کہ جب تک مفقود کے ہم عمر لوگ ختم نہ ہوں اس وقت تک وہ زندہ ہے اور اس کی بیوی دوسری جگہ نکاح کرنے کی کسی طرح مجاز نہیں

مفقود کے مدت حیات سے متعلق بعض علماء نے نوے برس، پچھتر برس اور ستر برس قرار دی ہے ایسے شخص کے لئے قاضی ایک آدمی مقرر کرے کہ وہ اس کا حق جو لوگوں کے ذمہ ہو وصول کرے، اس کے مال کی حفاظت کرے اور اس مال سے غائب شخص کے وہ رشتہ دار جو ماں باپ یا اس کی اولاد اور بیوی ہو ان پر خرچ کرے۔

قاضی کسی طرح مجاز نہ ہوگا کہ مفقود کی بیوی کو اس سے جدا کرے البتہ عمر طبعی جو اوپر مقرر کی گئی ہے اس کے بعد اس کے موت کا حکم نافذ کرنے کا مجاز ہوگا ایسی صورت میں اس کا متروکہ بھی تقسیم ہوگا اور بیوی کے لئے عدت بھی لازمی ہوگی۔ یہ واضح ہو کہ ایسا مفقود شخص کسی کا ترکہ نہیں پاسکتا۔

بعض صورتوں میں حنفی مذہب کے لحاظ سے زوجہ مفقود کو اس کے ہم عمروں کے ختم ہونے سے پیشتر بھی قاضی نکاح کی اجازت دینے کا مجاز ہوگا اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ جب کہ اس مفقود کے ظاہری حال سے اس کی ہلاکت و موت کا غالب گمان ہو، مثلاً ایک شخص جو معرکہ جنگ میں گم ہو گیا۔ (۲) یا ایسے مرض کی حالت میں نکل گیا جو جس میں موت کا گمان غالب ہے (۳) یا سمندر میں سفر کیا ہو اور ساحل پر پہنچنے کا پتہ نہ چلے اس قسم کی تمام صورتوں میں جب کہ حاکم کو مفقود کے فوت ہونے کا غلبہ ظن ہو جائے شرع نے قاضی کو اختیار دیا ہے کہ مفقود کے لئے حکم بالموت کا حکم نافذ کرے اور اس کی عورت کو

بعد ایام عدت عقد ثانی کی اجازت دے۔

مفقود کے مسئلہ میں یہ بھی تبلا یا گیا ہے کہ اگر عورت صبر کر سکے تو وہ بموجب مذہب حنفی مفقود کے حیات طبعی تک پہنچنے کا انتظار کرے ورنہ یہ لحاظ ضرورت شدید علماء حنفی نے مذہب مالکی کی بناء پر چار سال انتظار کر کے اور ایام عدت کے گزرنے کے بعد قاضی شرعی کی اجازت سے دوسرا نکاح کرنے کی اجازت دی ہے۔ اس اجازت کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جب کسی نے

بیس دوسرے امام کے مذہب کے موافق احکام لینے کی ضرورت ہو، تب یہ بھی لازم ہوگا کہ

۱۔ کنز الدقائق کتاب المفقود ۱۱۵ شامی جلد ۳ ص ۱۱۵ ۲۔ رد المحتار جلد ۲ کتاب المفقود ۱۱۵ ۳۔

اس مسئلہ میں اس امام کے نزدیک جو شرائط ہوں ان سب کی رعایت ملحوظ رکھی جائے۔
مالکی مذہب کے لحاظ سے زوجہ مفقود کے لئے علیحدگی زوجیت سے متعلق حسبِ ایل

اصول ہیں

۱۔ عدالت میں بذریعہ شہادت اپنے نکاح کو ثابت کرایئے۔

۲۔ شہادت کے ذریعہ زوج کا مفقود ہونا ثابت کرے۔

۳۔ قاضی خود بھی کامل تحقیق کرے۔

اور جب قاضی کی تحقیقات میں مفقود کا پتہ نہ چلے تب تاریخ بتویر سے چار سال اور ایامِ عدت کے گزرنے کے بعد قاضی عورت کو عقد ثانی کی اجازت دے سکیگا۔

اگر کوئی عورت چار سال تک انتظار نہ کر سکتی ہو اور اندیشہ ابتلا ظاہر کرے تو ایسی صورت میں اس کی بھی گنجائش ہے کہ مذہب مالکیہ نے چار سال کی میعاد میں تخفیف کر دی ہے۔ اور جب عورت کے ابتلا کا اندیشہ شدید ہو تو حسبِ مذہب حضرت امام مالکؒ بجائے چار سال کے ایک سال صبر کے بعد قاضی تفریق کا حکم دے سکیگا۔ اور بعد عدت عورت عقد ثانی کرنے کی مجاز ہو سکے گی۔

والپس مفقود کے احکام | بموجب مذہب حضرت امام مالک کسی مفقود کے زوجہ کی تفریق ہو جائے اور مفقود حکم بالموت کے بعد واپس آجائے تو اس کی دو صورتیں ہوں گی ایک یہ کہ شوہر ثانی کے ساتھ خلوت صحیحہ ہونے سے پہلے آجائے خواہ عدت و فوات کے اندر یا بعد اور خواہ نکاح ثانی سے پہلے یا بعد

دوسری صورت یہ ہے کہ ایسے وقت واپس آجائے جب کہ عدت گزارنے کے بعد دوسرے مرد سے نکاح اور خلوت صحیحہ بھی ہو چکی ہو، ان میں سے پہلی صورت کا حکم بالاتفاق یہ ہے کہ زوجہ شوہر اول ہی کے نکاح میں بدستور رہے گی دوسرے خاوند کے پاس نہیں آسکی گی۔ دوسری صورت میں مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ زوجہ دوسرے خاوند کے پاس رہے گی۔ شوہر اول کا اب اس سے کوئی تعلق نہیں رہے گا شرط یہ ہے کہ دوسرے خاوند کو اس بات کی خبر نہ ہو کہ اس عورت کا خاوند لاپتہ ہے اور اگر خبر ہو کہ اس کا خاوند لاپتہ ہے

تو پھر شوہر ثانی کے دخول و ہمبستری کے بعد واپس آنے پر بھی شوہر اول کا نکاح باقی رکھا جائیگا جیسا کہ مختصر الخلیل اور اسکی شرح علامہ الدردیر جلد اختصار الحیلتہ الناجزہ ص ۵۵ میں بتلایا گیا ہے۔ اس بارے میں سراج الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ رض کا مذہب یہی ہے کہ اگر مفقود حکم بالموت کے بعد آجائے تو اس کی عورت ہر حال میں اس کو طے کی خواہ وہ نکاح ثانی ہی کر لے اور خلوت صحیحہ بھی ہو چکی ہو اسلئے کہ شوہر اول کے واپسی کی وجہ سے نکاح ثانی باطل تصور ہوگا۔ اگر خلوت صحیحہ ہو چکی ہے تو پورا مہر جو بوقت نکاح مقرر کیا گیا تھا ادا کرنا واجب ہوگا اور اگر خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو تو مہر نہیں ملے گا اور جو اولاد دوسرے خاوند سے ہوگی ان کا نسب دوسرے خاوند سے ثابت ہوگا۔

مفقود کو حسب رائے حضرت امام ابو حنیفہ و ائمہ مجتہدین اپنے مال میں اس وقت تک زندہ تسلیم کیا ہے جب تک اس کے ہمعمر و ہمعصر اشخاص زندہ پائے جائیں اور جب یہ لوگ فوت ہو جائیں تو اس وقت مفقود کو متوفی تصور کر کے تقسیم میراث اور زوجہ کو عقد ثانی کی اجازت دی جائے گی اگر مفقود نے اموال از قسم جائیداد اور غلام وغیرہ چھوڑے اور وہ دوسروں کا قرضدار بھی ہو تو ایسی صورت میں مفقود کی زوجہ اور اس کے بچوں پر قاضی نان و نفقہ مقرر کرنے کا حجاز ہے۔

قاضی کو نان و نفقہ مقرر کرتے وقت زوجہ مفقود سے مفقود کے حاضر ہونے کے بعد اس کے آدھ کی اطلاع اور کفیل یا ضامن لینے کا بھی اختیار ہوگا اور جب مفقود حاضر ہو کر عدالت میں بیان کرے کہ اس نے اپنی زوجہ وغیرہ کے لئے نان و نفقہ چھوڑا تھا تو اس حالت میں زوجہ کے لئے محصلہ نفقہ واپس کرنا ہوگا۔ (شرح کتاب النفقات ص ۳۲)

اشخاص غائب اور ان کے ورثاء کا نفقہ کسی شخص کے غائب ہونے پر اس کی زوجہ اور شخص غائب (زوج) کے والد کے ساتھ قاضی کے پاس آئی اور طالب نفقہ ہوئی اس صورت میں تقرر نفقہ کے وقت قاضی کے لئے دو شکلیں ہوں گی پہلی شکل یہ ہوگی کہ شخص غائب کا باپ غائب کی زوجہ اور اس کا لڑکا ہونے کا اقرار کرے گا اور دوسری شکل انکار دعویٰ مدعیہ کی ہوگی۔ اقرار کی صورت میں لڑکے کا نفقہ مقرر کیا جائے گا لیکن اس

اقرار سے لڑکے کا نسب ثابت نہ ہوگا۔ انکار کی صورت میں مدعیہ شہود کو پیش کرے گی حسبِ راءِ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قاضی کے لئے شہود کی شہادت رو کر دیجائے گی اس لئے کہ غائب پر کسی قسم کی کوئی قضا نہیں ہو سکتی اس کے متعلق حضرت امام ابی یوسف رضی اللہ عنہ کے قاضی شہادت مدعیہ ثبوت نسب کو مستثنیٰ کر کے صرف تقرر نفقہ کی حد تک قبول کرنے کا مجاز ہوگا۔ جیسا کہ اس مثال میں جائز قرار دیا گیا ہے۔

”کسی نے ایک لونڈی کو خریدا بعد میں یہ لونڈی صاحبِ زوج معلوم ہوئی اس عیب کی وجہ سے مشتری مبیعہ (لونڈی) کو واپس کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور اثبات دعویٰ میں اس امر کی شہادت بھی رکھتا ہے کہ اس لونڈی کا شوہر غائب ہے ایسی صورت میں قاضی کو شہود کے شہادت کی سماعت کا اختیار دیا گیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ شخص غائب کی زوجہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں شہادت پیش کرے تو قاضی سماعت سے انکار کرے۔ ذیل کی صورتوں میں سماعت شہادت کا اختیار قاضی کو دیا گیا ہے۔

شخص غائب اور اس کی ذمہ داریاں | غائب کے معینہ مال کا اگر کوئی شخص کفیل ہو جائے تو بوجہ کفالت کفیل پر معینہ رقم کی ذمہ داری عائد ہوگی لیکن غائب شخص جب حاضر ہوگا تو اس پر کسی قسم کا کوئی بار (الزام۔ ضمان) نہ ہوگا۔ اسی طرح شخص غائب کے متعلق ایک مرد اور دو عورتوں نے گواہی دی کہ یہ مال سرقہ کا ہے۔ ایسی صورت میں تاجد مال ان گواہوں کی شہادت قابل قبول ہوگی لیکن اس شہادت سے شخص غائب جب حاضر آجائے تو اس کو قطع ید کی سزا نہیں دیجائیے گی۔ لہذا جب راءِ امام ابی یوسف قاضی مدعیہ پیش سازی شہود کا موقع دے گا۔

حقوق زوجین اور اس کی حفاظت

ہندوستان میں آج مسلمان عورتوں کو اپنی ازدواجی زندگی میں جو مشکلات اور مصائب پیش آ رہے ہیں ان کا کوئی دفعیہ موجودہ حکومت کے قوانین میں موجود نہیں جن سے ان کے باہمی نزاع کا منصفانہ تصفیہ ہو سکے۔

۱۹۵۷ء کے بعد چند سال تک انگریزی عدالتوں کے تمام سرشتوں میں فقہ اسلام نافذ رہا مگر امتداد زمانہ کے ساتھ فقہ اسلام کے احکام یکے بعد دیگرے متروک ہو کر ان کی جگہ

مجلس وضع قوانین کے ایکٹ قایم ہوتے گئے اور اب یہ حالت ہو گئی کہ مشرع اسلام ملک کا قانون نہیں لگا جس کی وجہ سے کہ ملک میں عام طور پر قاضی شرعی کا وجود نہیں جس کی وجہ سے حکام اسلام کی تعمیل میں آئے دن مختلف مشکلات پیش آرہی ہیں دیگر سائل کی طرح زن و شادی کے تعلقات میں عورتوں کو جو کلفتیں پیش آرہی ہیں ان کو رفع کرنے کی ملک کے ہر حصہ میں جدوجہد جاری ہے مگر افسوس ہے کہ اس جدوجہد میں ایک غلط پہلو یہ بھی شامل ہے کہ فقہ حنفی میں کوئی ایسی تدبیر نہیں جس سے عورتوں کو مصائب سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ مل سکے۔

ہندوستان | مسلمان عورتوں میں جب کبھی نزاع یا بھی اختلاف طابع یا دیگر وجوہ کے بناء پر پیدا ہو جائے اس وقت بدعہ مجبوری رشتہ نکاح سے آزادی حاصل کرنے کے لئے کوئی قانون موجود نہیں جس کی وجہ سے بہت سی عورتیں مرتد ہو جا رہی تھیں اس لئے مسٹر سید محمد کاظمی صاحب اے۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی نے حکومت کی مجلس وضع قوانین میں ایک مسودہ قانون فسخ نکاح پیش کیا لیکن مسودہ میں شرعی حیثیت سے بہت سی خامیاں تھیں جس کی وجہ سے ملک میں عام پیمانہ پیدا ہوا۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانہ بیون نے خاص طور پر ان میں ایک رسالہ مرتب فرمایا۔ جس میں نہایت وضاحت اور تحقیق سے انفساخ نکاح کے تمام مشکلات کو حل فرماتے ہوئے ان دو امور پر زیادہ زور دیا

۱۔ ملک میں تفویض طلاق کے قاعدہ کو جاری کیا جائے اس سے ایک فائدہ یہ ہوگا کہ عورتوں کو مشکلات میں جھپٹکا ر پانے میں سہولت ہوگی۔

۲۔ بضرورت شدید (اندیشہ ہلاکت) حنفی مسلمان مالکی مسلک کے موافق قاضی اسلام اور اگر یہ نہ ہو تو مسلمان حاکم یا دینداروں کی نجات میں پیش کر سکیگا اور یہ شعبہ بدعہ نکاح کے مجاز ہو سکیگا ان ہر دو صورتوں میں احکام اسلام کی پابندی ہر فسخ کنندہ نکاح کے لئے لازمی ہوگی۔

مجلس شوریٰ جمعیت علماء ہند نے بھی مسلمان عورتوں کے حقوق فسخ نکاح سے متعلق ایک مسودہ شرعی کو پیش کیا اس مسودہ میں بھی بوقت ضرورت حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے موافق انفساخ نکاح کی رائے دی ہے اور ساتھ ہی یہ بتلایا کہ اس قسم کے مقدمات کا انفساخ صرف مسلمان حاکم کر سکیگا۔

لے اصول فقہ اسلام جسٹس سید عبدالرحیم صاحب لے مسودہ قانون شائع کردہ جمعیت العلماء ہند ۵ فروری ۱۹۳۶ء

سرکار بہوپال کا ضابطہ تحفظ حقوق زوجین | اعلیٰ حضرت فرماں روا کے بہوپال اپنی مسلم رعایا کی اس اہم ضرورت کی طرف توجہ کر کے علماء ریاست کو ایک ضابطہ تحفظ حقوق زوجین پر متفق کیا اور اپنی منظوری سے ریاست کیلئے ایک ضابطہ کو جاری فرمایا اس ضابطہ میں سب سے پہلے یہ بتلایا گیا ہے کہ

مذہب حنفی میں اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ باقتضائے ضرورت حاکم کے حکم کے مطابق دیگر ائمہ کے مسلک کو اختیار کیا جاسکتا ہے اس اصول کے تحت حالات حاضرہ اور ضروریات موجودہ کی بناء پر ایک ضابطہ مرتب اور نافذ کیا جاتا ہے۔

اس ضابطہ کی خاص خصوصیت یہ بھی ہے کہ انفساخ نکاح کے جملہ مقدمات محکمہ قضا میں پیش اور منفصل ہوں گے اور اس کی محبت میں محکمہ افتاء بھی شریک رہے گا کوئی غیر مسلم حاکم جو مسائل شرعیہ سے واقف نہ ہو وہ انفساخ نکاح کا مجاز نہ ہوگا۔ تگہ

حیدرآباد دکن | تاریخ اور قانونی حیثیت سے حیدرآباد ایک اسلامی ریاست ہے شرع اسلام ملک کا قانون ہے جس کی وجہ سے کہ سرکار عالی کی عدالتوں میں جن قدر مقدمات پیش ہوتے ہیں ان کا انفسال فقہ حنفی کی رو سے عمل میں آنے کے احکام ہیں۔ مستقر دار الخلافہ میں دارالقضاء کے نام سے ایک خاص عدالت قائم ہے۔ ہائیکورٹ میں ”مفتی اعظم“ کی ایک خاص خدمت بھی ہے باوجود اس کے حیدرآباد میں اس امر کی کوشش کی جا رہی ہیں کہ ریاست بہوپال کی طرح ایک قانون حیدرآباد میں بھی مرتب اور نافذ ہو جائے اس سلسلہ میں جو کوشش کی گئی ان کی مختصر فہرست درج کی جاتی ہے۔

۱۔ مسودہ قانون انفساخ پیش کردہ مولوی خلیل الزماں صاحب صدیقی وکیل ہائیکورٹ حال جج ہائیکورٹ

۲۔ مقالہ عورتوں کو خلع کا حق اسلام میں، مرتبہ مولانا محمد عبدالقدیر صاحب صدیقی سابق صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ (شائع شدہ مجموعہ تحقیقات علیہ جلد ۲۹ء ۱۹۳۳ء)

۳۔ مقالہ اسلام اور حق خلع مرتبہ ملا محمد عبدالباسط صاحب ناظم عدالت ضلع راجپور شائع شدہ ۲۹ نومبر ۱۹۳۳ء

۴۔ مسودہ مرتبہ مجلس علماء حیدرآباد مرتبہ مولانا سید محمد بادشاہ حسینی صاحب (نظامیہ)
مقدمہ مجلس علماء دکن

۵۔ کیفیت متعلق ضابطہ تحفظ حقوق زوجین مرتبہ انجمن طلبہ قدیم جامعہ نظامیہ
شائع شدہ بابۃ ۱۳۵۱ھ

۶۔ مقالہ مرتبہ مولانا سید مناظر احسن صاحب صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ شائع
اخبار روبر دکن ۲۲ شعبان ۱۳۵۲ھ وغیرہ

۷۔ رپورٹ تحفظ حقوق زوجین مرتبہ مولانا علامہ مفتی محمد رحیم الدین صاحب (نظامیہ)
صدر مجلس علماء نظامیہ شائع شدہ مجلہ نظامیہ بابۃ ربيع المنور ۱۳۵۱ھ

۸۔ فتویٰ حضرت الافاضل علامہ ابو الوفا صاحب فقیہہ جامعہ نظامیہ و صدر
احیاء المعارف النعمانیہ شائع شدہ اخبار صحیفہ ۲۷ فروردی ۱۳۵۱ھ

۹۔ مضمون مولوی محمد عبد الحمید صاحب استاذ العقائد و الکلام جامعہ نظامیہ موضع
۴۴ اردی بہشت ۱۳۵۱ھ از صحیفہ

۱۰۔ قانون حقوق ازدواج پر ایک نظر از مولوی میر یوسف علی خاں صاحب پیکار
دوم تعلقہ از صرف خاص مبارک

۱۱۔ نکاح اور طلاق از جناب حسین احمد بیگ صاحب ناظم عدالت ۲۰ شوال ۱۳۵۲ھ
از روبر دکن

۱۲۔ مضمون شائع کردہ مولوی سید اولیاء قادری صاحب وکیل پٹنمڈہ از روبر دکن
۲۱ فروردی ۱۳۵۳ھ

متذکرہ صدر مقالات اور سوالات نمبر ۱ تا ۱۱ سب کے سب اس امر متفق تھے فقہ
حنفی میں عورتوں کو مشکلات سے نجات پانے کی کوئی ایسی راہ نہیں جو فی زمانہ قابل نفاذ
ہو بلکہ اس لئے حسب مسلک حضرت امام مالک رحمہ اللہ عدالتوں کو انفساخ نکاح کا اختیار
ملنا چاہیئے۔ مقالات نمبر ۵ تا ۱۲، اس نظریہ کے مخالف تھے کہ فقہ حنفی میں ہر قسم کی
سہولتیں موجود ہیں جن پر عمل کی کوشش کی جائے تو تمام مشکلات نہایت آسانی سے

دور ہو جاسکتی ہیں۔ فقہ حنفی کا کام تدبیر تبلیغ ہے اگر مسلمان اس پر عمل نہ کریں تو فقہ حنفی مورد الزام نہیں ایسے حاکم اور قاضی مقرر کئے جائیں جو بزور طاقت ان قضایا کو فیصلہ کر سکیں اور اگر اس کی قوت نہ ہو تو حکومت موجودہ سے مطالبہ اور کوشش کریں کہ سب سے ملک حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ ایک مالکی مشرب کا قاضی مقرر کر دے تاکہ اس کے ذریعہ اس قسم کے مقدمات کا انحصار حل میں آ سکے۔

انجمن طلبہ قدیم جامعہ نظامیہ جس کی ذیلی مجلس ”جمعیتہ العلماء“ سے موسوم ہے اس نے وقت کی نزاکت اور اہمیت کا لحاظ کر کے احکام شرع کے بموجب ایک ضابطہ کے تدوین کی طرف متوجہ ہوئی۔ علامہ مفتی محمد رحیم الدین صاحب نظامیہ کی صدارت میں وسیع انجمن جید علماء کی ایک مجلس قائم کی اس مجلس نے ترتیب احکام سے پہلے عالم اسلام سے اس قسم کا مواد طلب کیا تاکہ ترتیب جدید میں سہولت اور آسانی ہو سکے۔

جمعیتہ العلماء کی اس استدعا پر افغانستان، مصر، شام، ترکی، عرب و حجاز اور مراکش سے متعدد قوانین اور رائے وصول ہوئیں اور ان کی روشنی میں ایک خاص مسودہ احکام شرع کا مرتب فرمایا جو عام طور پر شائع کیا گیا جس سے ملک اور بیرون ملک کے صدما علماء نے اتفاق کیا۔

عالم اسلام سے جو مسودات اور قوانین وصول ہوئے ہیں ان میں اور ہمارے ملک کے حالات میں بہت بڑا فرق ہے ان مالک میں مہر کی ایسی تعداد مقرر نہیں ہوتی جیسا کہ ہمارے ملک کا رواج ہے۔ ان مالک میں عقد ثانی کو معیوب سمجھا نہیں جاسکتا جیسا کہ ہمارے ملک میں عقد ثانی کا مقبول عام رواج نہیں اس مالک کے مسلمان مرد اور عورتوں میں مذہبی شعور ہے ہمارے ملک میں نہ مردوں میں شعور ہے اور نہ عورتوں میں مذہبی شعور ہے چہاں تک عام ہے جس کا نتیجہ ہے کہ آج ملک میں فقہ حنفی کو سخت سمجھا جا رہا ہے حالانکہ فقہ حنفی سے آسان فقہ اور کوئی نہیں جس کی دنیا کوئی نظیر پیش کر سکے۔

یہ واضح رہے کہ عالم اسلامی کے ہر حصہ میں مسلمانوں کے خصوصی مسائل کے تصفیہ کیلئے حاکم شرعی موجود ہیں۔ جہاں مسلمانوں کے احکام کی بناء پر مقدمات کا انحصار حل میں آتا ہے اور

حقیقی قاضی کے ساتھ مالکی اور حنبلی مشرب کے قضاۃ بھی مامور ہیں جس کسی مسئلہ میں حقیقی قاضی ضرورت محسوس کرے تو ان کے انفصال کے لئے دوسرے ائمہ کے قضاۃ کے پاس مقدمہ کو منتقل کر دیا جاتا ہے اس حد تک احتیاط ان ممالک میں کیجاتی ہے و نیز وہ ممالک جو آزاد نہیں بلکہ اجنبی حکومت کے تحت ہیں یا اجنبی حکومت میں رہنے والے ہیں ان مقامات میں بھی وہاں کے مسلمانوں نے اپنے مقدمات کے انفصال کے لئے حکومت سے محاکم شرعیہ کو قایم کروا لیا ہے اور ان مقامات کے ہر حصہ میں مدارس اسلامیہ اور محاکم شرعیہ خاص طور پر قایم ہیں جہاں مسلمانوں کے مقدمات کا انفصال عمل میں آتا ہے۔ افسوس ہے کہ ہندوستان جہاں دس کروڑ سے زائد مسلمان آباد ہیں اس امر کی کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ تاج محلین قضایا کے تصفیہ کے لئے محاکم شرعیہ قایم ہوں اگر ایسی کوششیں جاری رہیں تو توقع ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ مذہبی حالت میں نہ صرف اصلاح بلکہ ان میں مذہبی شعور پیدا ہو جائے اور اگر ایسا نہ ہو تو انصاف کریا چاہیے کہ فقہ حنفی پر اعتراف کرنا بالکل لغو ہے۔

فقہ حنفی کی روشنی میں ضابطہ تحفظ حقوق زوجین کے باعث نزاع باہمی پیدا ہو جائے ایسی صورت میں حنفی فقہ میں جب کہ زن و شو کے درمیان اختلاف طبائع

السند اذلم اور بد رجہ مجبوری رشتہ نکاح سے آزادی حاصل کرنے کی گنجائش ہے یا نہیں۔ ان مسائل پر شرعی نقطہ نظر سے غور و فکر کرنے کے لئے ایک جماعت قایم کی گئی تھی جس کے صدر حکیم الامت مولانا مفتی محمد رحیم الدین صاحب زید فضلکم تھے اس مجلس نے جو یادداشت مرتب کی اس کو نقل کیا جاتا ہے اس یادداشت کے دیکھنے سے واضح ہو گا کہ فقہ حنفی میں قسم کی رعایت موجود ہے بشرطیکہ عمل کرنے والے عمل پر آمادہ ہوں۔

فہم نکاح زوجہ محبوب عین جنسی رختی لہ اگر کسی عورت کا نکاح لاعلمی کسی ایسے شخص کے ساتھ ہو جائے جو محبوب (مقطور) یا عینین یا حصی یا خضی ہو اور عورت طالب تفریق ہو تو محبوب کو فی الفور اور بقیہ کو ایک سال کی ہلمت دینے کے باوجود قدر نہ ہونے پر، اپنی زوجہ کو طلاق دینے کا حکم دیا جائے گا نہ مانے تو تفریق کر دی جائے گی بشرطیکہ عورت رتقا، قرآن نہ ہو (یعنی عورت میں کوئی عیب مانع جملع نہ ہو) (فتح القدیر جلد ۴ باب العینین ص ۱۲۱ تا ۱۲۲)

عدم فسخ نکاح بوجہ عیوب حادثہ ^{۱۲۹} اگر شوہر میں عیوب مذکورہ ہونے کے باوجود عورت اس کے ساتھ رہنے پر رضا مند ہو جائے یا عیوب مذکورہ نکاح اور جماع کے بعد پیدا ہوں تو تفریق نہ کی جائے گی۔ دفع القذیر جلد ۱ ص ۱۲۹ وکفایہ جلد ۱ ص ۱۳۱

احکام دیگر عیوب و امراض ^{۱۳۰} اگر کسی عورت کا نکاح مجنون یا مجذوم یا مبروص کیساتھ ہو جائے یا شوہر اور کسی عیب یا مرض میں مبتلا ہو تو عورت کو نکاح فسخ کرانے کا اختیار نہ ہو گا۔ ۲- لیکن اگر شوہر مجنون سے زوجہ کو اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہو یا جذام اس درجہ

ہو کہ وہاں پھیرنا دشوار ہو۔ یا برص تمام جسم پر محیط ہو اور قاضی فیصلہ تفریق صادر کرے تو اس کا ایسا فیصلہ نافذ ہو جائے گا۔ (مدایہ باب العین و الدرا الملتقی جلد ۱ ص ۱۳۱ بحوالہ ائق جلد ۱ ص ۱۲۷) عدم تفریق بوجہ جلد و عیوب مذکورہ ^{۱۳۱} اگر عیوب و امراض مندرجہ فقرہ (۳) نکاح و جماع کے بعد پیدا ہوں تو تفریق نہ کی جائے گی۔

نفقہ

انتظام نفقہ از شوہر مستطیع ^{۱۳۲} اگر عورت کو شکایت ہو کہ شوہر نفقہ نہیں دیتا ہے اور شوہر مستطیع ہو تو عدالت اس کو نفقہ ایصال کرنے کا حکم دے گی۔ نہ مانے تو اس کی آمدنی دلائے گی، آمدنی نہ ہو اور جائداد ہو تو نفقہ کیلئے فروخت کرے گی۔ مال یا جائداد کا پتہ نہ چلے تو شوہر کو حوالات میں دے گی تا آنکہ وہ نفقہ ایصال کرے (فتح القذیر جلد ۱ ص ۱۳۱) عدم استحقاق ناشترہ و ملازمہ ^{۱۳۳} اگر عورت ناشترہ ہو یا رات کو یاد نکو گھر میں نہ رہتی ہو (مثلاً کہیں ملازم ہو) تو وہ نفقہ پانے کی مستحق نہ ہو گی۔ یہاں تک کہ وہ اپنے شوہر کے گھر آجائے اور رات دن گھر ہی میں رہنے لگے۔ (در مختار جلد ۲ ص ۱۳۱)

فسخ نکاح بوجہ عدم قدرت ^{۱۳۴} اگر کسی عورت نے اپنا نکاح بلا رضا مندی اولیا کسی ایسے شخص سے کر لیا ہو جو ادا نفقہ یا مہر پر قادر نہ ہو اور اولیا فسخ نکاح کی درخواست کریں تو نکاح فسخ کر دیا جائے گا۔ ۱- غلط بیانی شوہر ^{۱۳۵} اسی طرح اگر شوہر نے بوقت نکاح یہ باور کرایا ہو کہ وہ مہر اور نفقہ پر قادر ہے اور بعد نکاح اس کا بیان غلط پایا جائے تو اس صورت میں عورت کو

بھی اپنا نکاح فسخ کرانے کا اختیار ہوگا۔ (ردالمحتار جلد ۲ ص ۳۱۸)

عدم فسخ نکاح بوجہ عجز حادث ^{۱۱} اگر شوہر نکاح کے وقت تو نفقہ وغیرہ پر قادر تھا پھر عاجز ہو گیا اسلئے عدالت اس کے مستطیع ہونے تک عورت کو حکم دے گی کہ وہ قرض یا ادھار کے ذریعہ اپنے نفقہ کا انتظام کرے اور اس قرض یا ادھار کی ادائیگی شوہر کے ذمہ ہوگی یہ ہونے کے بعد وہ اس کو ادا کرے۔ (ہدایہ باب النفقہ)

انتظام قرض از مال زوجہ ^{۱۲} اگر خود عورت کا مال ہو تو عدالت عورت کو اسے اپنے نفقہ میں خرچ کرنے کا حکم دے گی اگر عورت بھی نادار ہو تو شوہر کے نہ ہونے کی صورت میں اس کا نفقہ جن لوگوں پر واجب ہو سکتا تھا ان سے عدالت قرض دلائیے گی جس کی ادائیگی شوہر کے ذمہ ہوگی اگر یہ لوگ قرض دین تو عدالت ان کو حوالہ دے گی۔ (فتح القدیر جلد ۲ ص ۲۰۳ باب النفقہ)

قرض از اقربائے زوجہ ^{۱۳} ان قرابت داروں میں جو نادار ہوں اور ان کو معدوم تصور کیا جائیگا اور ان کے بندہ والے وراثت سے بقدر میراث قرض لیا جائے گا۔ (عناہ جلد ۲ ص ۲۲۵)

قرض از مکسوبات زوجہ ^{۱۴} اگر ایسے اشخاص بھی نہ ہوں جن پر عورت کا نفقہ واجب ہوتا تو عدالت عورت کو اجازت دے گی کہ وہ خود دستکاری خیاطی، تعلیم و تدریس، محنت، مزدوری یا ملازمت وغیرہ کے ذریعہ اپنے نفقہ کا انتظام کرے اور اس کو شوہر پر دین تصور کرے۔ ^{۱۵} اجازت خروج از مکان شوہر ^{۱۶} اگر ان کاموں کیلئے عورت کو گھر سے باہر جانے کی حاجت ہو تو عدالت اس کو اجازت دے گی شوہر کو اس صورت میں روکنے کا حق نہ ہوگا ^{۱۷}

قرض بذریعہ چندہ وغیرہ ^{۱۸} اگر کوئی عورت اس پر بھی قادر نہ ہو تو اس کو جائز ہے کہ قاضی کی اجازت سے ایک ایک دن کی خوراک چندہ وغیرہ کے ذریعہ مانگ لیا کرے اور اس کو بھی شوہر پر دین تصور کرے (چونکہ یہ صورت بدرجہ مجبوری اور با اجازت قاضی اختیار کی جائے گی لہذا یہ نہ تو ناجائز ہے اور نہ عیب) بدائع الصنائع

قرض از بیت المال ^{۱۹} اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو قاضی اموات لا وارث کے متروکہ کی بخشش سے نفقہ دلائے گا (جو شوہر پر دین ہوگا اور دیگر مطالبات سرکاری کی طرح وصول کیا جاسکے گا) فی زمانہ جن جاگیرداروں کو اموات لا وارث کے متروکہ سے استفادہ کا حق

عطا کیا گیا ہے اور ان کے علاقہ کی ایسی عورتوں کو نفقہ بطور قرض ان جاگیرات سے دلایا جاسکتا ہے اس سے حکومت کے خزانہ پر اس حد تک بار نہ پڑے گا (واقعات المفین ص ۱۸ کتاب الزکاة)

انتظام نفقہ زوجہ معسر ^{۱۵۱} ان احکام کے مد نظر شوہر کی ناداری یا اوس کے قید، یا غائب، مسجون و غائب مفقود یا مفقود ہو جانے کی وجہ سے نفقہ نہ ملنے کی بنا پر تفریق کا فیصلہ

شرعاً درست نہ ہوگا۔ اگر خود قیدی یا غائب یا مفقود کا مال موجود ہو تو اوس سے اولاً اور ان کی زوجات کے نفقہ کا انتظام کیا جائے گا۔ اوس کے ختم ہو جانے یا موجود نہ ہونے کی صورت میں دیگر تدابیر مذکورہ بالا پر عمل آوری ہو سکیگی۔

انتظام شب باشی ^{۱۵۲} اگر کسی شخص کی متعدد زوجات ہوں اور وہ اُن میں سے ایک نہ کرتا ہو یا ایک ہی زوجہ ہو مگر وہ اس کے پاس نہ رہتا ہو تو ایسی صورت میں عدالت اس کو عدل کرنے اور اپنی تمام زوجات کے پاس باری باری سے رہنے کا حکم دے گی زوجہ ایک ہی ہو تو کم از کم ہر چوتھے روز اوس کے ساتھ شب باشی کرنے کا حکم دے گی۔ ۱۵۳

ایسی شکایت پہلی دفعہ پیش ہونے پر عدالت تعزیر سے کام نہ لے گی صرف ہدایت پر اکتفا کرے گی۔ ۱۵۴ نہ مانے تو سزا دیگی۔ لیکن سزائے قید نہیں (در مختار جلد ۲ ص ۱۸۱ باب اقسام احکام مخصوصہ) اگر ترک وطن کی شکایت ہو اور عقد کے بعد سے ایک دفعہ بھی نوبت نہ آئی ہو تو مثل عنین کے حکم دیا جائے گا۔ ورنہ قاضی اوس کو ہدایت دے گا کہ کم از کم چار مہینے میں ایک دفعہ تو نوبت آنے دے (رد المحتار جلد ۲ باب اقسام ص ۱۸۱)

طلاق جبری بوجہ غفلت شوہر ^{۱۵۵} اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ نہ تو وہ اپنی زوجہ کے ساتھ شب باشی کرتا اور نہ چار چار مہینے تک بغیر کسی عذر معقول کے ہمبستری کی نوبت آنے دیتا ہے اور عورت طالب تفریق ہو تو قاضی اوس کو مجبور کر سکیگا کہ یا تو شکایت رفع کرے یا طلاق دیکھے (مسند ادرد و کو ب ص ۱۸۱) اگر کسی عورت کو اس کا شوہر بے وجہ مارتا یا ایذا پہنچاتا ہو تو قاضی اس کا علم ہونے پر یا علم نہ ہو تو اس کے ہمساہ لوگوں سے دریافت کر کے اطمینان کر لینے

پر شوہر کو زجر کرے گا اگر قاضی کو اس کے ہمساہ لوگوں کے بیان پر وثوق نہ ہو یا وہ شوہر کی طرف داری کر رہے ہوں تو عورت کو قابل اعتماد لوگوں کے حملہ میں رکھے گا۔ ۱۵۶

۱۵۷ در مختار جلد ۲ باب اقسام ص ۱۸۱ رد المحتار جلد ۲ ص ۱۸۱ ۱۵۸ فتح القدیر جلد ۲ باب النفقہ ص ۱۸۱

فی زمانہ عدالت سرکاری صلیں کو متعین کرتی ہے یا عورت کو میکے میں رکھ کر نفقہ دلاتی
اس سے بھی ظلم دفع ہوتا ہے۔

السداد تہمت اگر شوہر اپنی زوجہ پر زنا کا الزام لگائیے اور زوجین اہلیت شہادت
رکھتے ہوں اور عورت عقیقہ ہو تو عورت کے استغاثہ پر قاضی لعان کا حکم دے گا۔ ۱۷
احکام لعان اگر شوہر لعان نہ کرے تو اس کو قید کرے گا تا آنکہ وہ لعان کرے یا اپنی

تکذیب کرے۔ (ہدایہ جلد ۴ ص ۲۱۱)
تکذیب شوہر و مرد و دی شہادت اگر شوہر اپنی تکذیب کرے تو اس کو سزائے تازیانہ
دی جائے گی اور اس کے مرد و الشہادۃ ہونے کا اعلان کر دیا جائے گا اس کے بعد اگر

وہ توبہ بھی کر لے تو اس کی شہادت نہ لی جائے گی (نوع القدر جلد ۵ باب حد القذف ص ۱)
تفریق بوجہ لعان اگر شوہر لعان کرے تو عورت سے بھی لعان کرایا جائے گا۔ جب
دونوں لعان کر لیں تو قاضی شوہر کو حکم دے گا کہ وہ طلاق دیدے نہ مانے تو قاضی اون

میں تفریق کر دے گا۔ کیونکہ لعان کے بعد زوجین میں حرمت قائم ہو جاتی ہے۔ ۱۸
تفریق بوجہ ایلاؤ اگر کسی عورت کے شوہر نے حلف کر لیا ہو کہ وہ اپنی زوجہ سے کبھی مفارقت
نہ کرے گا یا چار چہینے یا اس سے زیادہ مدت کے لئے حلف کرے اور اس پر قائم رہے تو

چار چہینے گذرتے ہی ایک طلاق بائن پڑ جائے گی۔ (ہدایہ جلد ۴ باب الایلاء ص ۱۱)
جبری طلاق بوجہ عدم اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے طہار کر لیا ہو یعنی اس کو اپنی
ادائیگی کفارہ ٹھہرا

کفارہ ادا نہ کرتا ہو، اور عورت استغاثہ کرے تو قاضی اس شخص کو مجبور کرے گا کہ
یا تو وہ کفارہ ادا کرے یا طلاق دیدے (بحر الرائق جلد ۴ باب الفہار ص ۱)
فسخ نکاح بوجہ ارتداد شوہر اگر کسی عورت کا شوہر (العیاذ باللہ) مرتد ہو جائے

تو تفریق ہو جائے گی۔ (بحر الرائق جلد ۴)
احکام زوجہ مرتدہ اگر عورت مرتد ہو جائے (نوع ذالہ منہا) تو (فی زمانہ)
تفریق نہ کی جائے گی۔ اس کو توبہ کرنے پر مجبور کیا جائے گا (کفایہ جلد ۴ باب النکاح اہل التبرک ص ۲۹۵)

انتظام نشور زوجین کا اگر زوجین میں ناراضی پیدا ہو گئی ہو تو قاضی حکیم سے کام لے گا۔ یعنی شوہر کی طرف سے ایک حکم مقرر کرتے گا اور حکیم کو زوجین سے پورے اختیارات دلائیگا یعنی عورت کی طرف سے جو مہر یا کامل مہر سے دست برداری کا، اور شوہر سے طلاق کا۔ اب حکیم جو فیصلہ کریں نافذ ہو جائے گا۔

خیار بلوغ بصورت ۲۹ اگر کسی نابالغ کا نکاح باپ یا دادا کے سوا کسی دوسرے ولی نے کر دیا ہو تو نکاح باغیاب و جسد بغور بلوغ یا علم اس کو اپنا نکاح منسوخ کرانے کا اختیار رہے گا اور اگر نکاح مذکور غیر مہر پر نقصان کے ساتھ ہوا ہو تو نکاح ہی صحیح نہ ہو گا۔

خیار بصورت ۳۰ اگر کسی نابالغ کا نکاح باپ یا دادا نے کر دیا تھا تو بعد بلوغ نکاح کو منسوخ نہ ہو سیکے گا۔ لیکن اگر ولی نکاح باغیاب و جسد مذکور کا فاسد التبرہ ہو یا نامعروف ہو یا وہ فسق و فجور میں مشہور ہو یا شراب خواری کی حالت میں کسی شری یا فاسق یا غیر نفوسے نابالغ کا نکاح کر لیا ہو تو ایسا نکاح بھی منسوخ کر لیا جائے گا۔ فسخ نکاح و تفریق بصورت ۳۱ اگر عورت اپنے شوہر کی وجہ سے کسی ایسی تکلیف میں مبتلا ہو جائے اندیشہ ہلاکت زوجہ جس سے عورت کی ہلاکت کا اندیشہ پیدا ہو اور وہ تفریق کی درخواست کرے اور آئمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کے پاس بھی تفریق جائز ہو تو قاضی ایسے مقدمہ خاص کو اس مذہب کے قاضی کے پاس منتقل کر سکتا اس صورت میں اگر اس مذہب کا قاضی فیصلہ تفریق صادر کرے تو اس کا ایسا فیصلہ نافذ ہو سکے گا۔

توضیح :- عورت کے مبتلا سے زمانا ہونے کا اندیشہ بھی ”اندیشہ ہلاکت“ سمجھو ہو گا۔ عدم نفاذ فیصلہ غیر مسلم ۳۲ فسخ نکاح یا تفریق کے بارہ میں کسی غیر مسلم کا فیصلہ نافذ نہ ہو گا۔ ارتداد اور اس کے احکام مسلمان ہو کر کافر ہو جانے کو ارتداد کہتے ہیں۔ اسلام مرتد کو شریعت کے دائرہ حفاظت سے خارج کر دیتا ہے مگر شریعت نے اس کے ساتھ یہ بھی رعایت رکھی ہے کہ وہ چاہے تو ارتداد سے واپس آئے اور اسلام میں شامل ہو جائے رجوع نہ ہونے کی صورت میں مرتد تین دن تک بحکم عدالت قید کیا جائے گا اور اس کے بعد مزائے شرعی (قتل) کا مستوجب ہو گا مگر عورتوں کے لئے مزائے شرعی کے بجائے مزائے قید رکھی گئی ہے۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔

اگر مرتد دوبارہ مسلمان ہو جائے تو تجدید اسلام کے ساتھ تجدید نکاح کی بھی ضرورت ہوگی لیکن انقضائے عدت کی ضرورت نہ ہوگی۔

کفر کے بعد مسلمان ہونا [مرد اور عورت دونوں میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے اور دوسرا بدستور کفر پر رہے تو اس کی دوسو مرتیں ہوں گی۔ پہلی صورت یہ ہوگی کہ مرد مسلمان ہو جائے اور عورت کفر پر رہے اس کا حکم یہ ہے کہ اگر عورت کتا میرہ ہے تو نکاح باقی رہے گا اور اگر عورت مشرکہ ہے تو فسخ ہو جائے گا۔ اور بوجہ انفساخ عورت مسلمان شوہر سے کسی قسم کا نفقہ پانے کی مستحق نہ ہوگی۔

دوسری صورت یہ ہوگی کہ عورت مسلمان ہو جائے اور خاوند کفر پر رہے تو ہر حال میں اس کا نکاح قائم نہیں رہے گا۔ اس کی جائداد کی وراثت سے شرع اسلام کے احکام متعلق ہونگے اور اس کے مرنے کے بعد اس کی جائداد مسلمان ورثاء پر منتقل ہوگی اسلئے (نوٹ) جو ڈیش کمیٹی حیدر آباد نے برقمند عبدالقادر بنام دلاری بانی میں اس بنا پر نفقہ دلا یا گیا کہ عبدالقادر نے جو اسلام قبول کیا، اس کا اسلام قبول کرنا حقیقی نہ تھا بلکہ بیوی کے نفقہ سے بچنے کے لئے تھا۔ لہذا میرہ کہ یہ فیصلہ احکام اسلام کے خلاف ہونے سے علماء کی جانب سے نظر ثانی کی خواہش کی گئی ہے قریب میں انفسل فیصلہ کی توقع ہے۔

دارالاسلام اور جس ملک پر ایک مسلمان حکمران ہو، اور شریعت کے مطابق احکام اجرا کرتا ہو اس دارالحرب [پردارالاسلام کی تعریف صادق آئے گی اور اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ ہوگی مگر وہ ممالک جس پر غیر مسلموں کی حکمرانی ہو اور جس میں اہل اسلام ذاتی مصالحت کے ساتھ نہیں رہ سکتے اور نہ اپنے مذہبی فرایض آزادی کے ساتھ ادا کر سکتے ہیں۔ یقیناً ایسے ممالک دارالحرب کہلائیں گے لیکن اس سے یہ نتیجہ ہرگز اخذ نہ ہو سکتا کہ وہ ممالک بھی جو ایک زمانہ میں دارالاسلام اور اسلامی فرمانرواؤں کے ماتحت تھے وہ زمانے کے انقلابات کی وجہ سے غیر مسلموں کی حکمرانی یا انگریزی میں آچکے ہوں وہ دارالحرب کہلائے جائیں کیونکہ حضرت سراج الامم اعظم رضی اللہ عنہ کی ان ممالک کے متعلق

اسلئے اصول شرع اسلام کے صفحہ ۱ پر مشرین منگہ نام مقبول حسن خان ۱۹۳۰ء ۱۹۳۱ء ۱۹۳۲ء ۱۹۳۳ء ۱۹۳۴ء ۱۹۳۵ء ۱۹۳۶ء ۱۹۳۷ء ۱۹۳۸ء ۱۹۳۹ء ۱۹۴۰ء ۱۹۴۱ء ۱۹۴۲ء ۱۹۴۳ء ۱۹۴۴ء ۱۹۴۵ء ۱۹۴۶ء ۱۹۴۷ء ۱۹۴۸ء ۱۹۴۹ء ۱۹۵۰ء ۱۹۵۱ء ۱۹۵۲ء ۱۹۵۳ء ۱۹۵۴ء ۱۹۵۵ء ۱۹۵۶ء ۱۹۵۷ء ۱۹۵۸ء ۱۹۵۹ء ۱۹۶۰ء ۱۹۶۱ء ۱۹۶۲ء ۱۹۶۳ء ۱۹۶۴ء ۱۹۶۵ء ۱۹۶۶ء ۱۹۶۷ء ۱۹۶۸ء ۱۹۶۹ء ۱۹۷۰ء ۱۹۷۱ء ۱۹۷۲ء ۱۹۷۳ء ۱۹۷۴ء ۱۹۷۵ء ۱۹۷۶ء ۱۹۷۷ء ۱۹۷۸ء ۱۹۷۹ء ۱۹۸۰ء ۱۹۸۱ء ۱۹۸۲ء ۱۹۸۳ء ۱۹۸۴ء ۱۹۸۵ء ۱۹۸۶ء ۱۹۸۷ء ۱۹۸۸ء ۱۹۸۹ء ۱۹۹۰ء ۱۹۹۱ء ۱۹۹۲ء ۱۹۹۳ء ۱۹۹۴ء ۱۹۹۵ء ۱۹۹۶ء ۱۹۹۷ء ۱۹۹۸ء ۱۹۹۹ء ۲۰۰۰ء ۲۰۰۱ء ۲۰۰۲ء ۲۰۰۳ء ۲۰۰۴ء ۲۰۰۵ء ۲۰۰۶ء ۲۰۰۷ء ۲۰۰۸ء ۲۰۰۹ء ۲۰۱۰ء ۲۰۱۱ء ۲۰۱۲ء ۲۰۱۳ء ۲۰۱۴ء ۲۰۱۵ء ۲۰۱۶ء ۲۰۱۷ء ۲۰۱۸ء ۲۰۱۹ء ۲۰۲۰ء ۲۰۲۱ء ۲۰۲۲ء ۲۰۲۳ء ۲۰۲۴ء ۲۰۲۵ء ۲۰۲۶ء ۲۰۲۷ء ۲۰۲۸ء ۲۰۲۹ء ۲۰۳۰ء ۲۰۳۱ء ۲۰۳۲ء ۲۰۳۳ء ۲۰۳۴ء ۲۰۳۵ء ۲۰۳۶ء ۲۰۳۷ء ۲۰۳۸ء ۲۰۳۹ء ۲۰۴۰ء ۲۰۴۱ء ۲۰۴۲ء ۲۰۴۳ء ۲۰۴۴ء ۲۰۴۵ء ۲۰۴۶ء ۲۰۴۷ء ۲۰۴۸ء ۲۰۴۹ء ۲۰۵۰ء ۲۰۵۱ء ۲۰۵۲ء ۲۰۵۳ء ۲۰۵۴ء ۲۰۵۵ء ۲۰۵۶ء ۲۰۵۷ء ۲۰۵۸ء ۲۰۵۹ء ۲۰۶۰ء ۲۰۶۱ء ۲۰۶۲ء ۲۰۶۳ء ۲۰۶۴ء ۲۰۶۵ء ۲۰۶۶ء ۲۰۶۷ء ۲۰۶۸ء ۲۰۶۹ء ۲۰۷۰ء ۲۰۷۱ء ۲۰۷۲ء ۲۰۷۳ء ۲۰۷۴ء ۲۰۷۵ء ۲۰۷۶ء ۲۰۷۷ء ۲۰۷۸ء ۲۰۷۹ء ۲۰۸۰ء ۲۰۸۱ء ۲۰۸۲ء ۲۰۸۳ء ۲۰۸۴ء ۲۰۸۵ء ۲۰۸۶ء ۲۰۸۷ء ۲۰۸۸ء ۲۰۸۹ء ۲۰۹۰ء ۲۰۹۱ء ۲۰۹۲ء ۲۰۹۳ء ۲۰۹۴ء ۲۰۹۵ء ۲۰۹۶ء ۲۰۹۷ء ۲۰۹۸ء ۲۰۹۹ء ۲۱۰۰ء ۲۱۰۱ء ۲۱۰۲ء ۲۱۰۳ء ۲۱۰۴ء ۲۱۰۵ء ۲۱۰۶ء ۲۱۰۷ء ۲۱۰۸ء ۲۱۰۹ء ۲۱۱۰ء ۲۱۱۱ء ۲۱۱۲ء ۲۱۱۳ء ۲۱۱۴ء ۲۱۱۵ء ۲۱۱۶ء ۲۱۱۷ء ۲۱۱۸ء ۲۱۱۹ء ۲۱۲۰ء ۲۱۲۱ء ۲۱۲۲ء ۲۱۲۳ء ۲۱۲۴ء ۲۱۲۵ء ۲۱۲۶ء ۲۱۲۷ء ۲۱۲۸ء ۲۱۲۹ء ۲۱۳۰ء ۲۱۳۱ء ۲۱۳۲ء ۲۱۳۳ء ۲۱۳۴ء ۲۱۳۵ء ۲۱۳۶ء ۲۱۳۷ء ۲۱۳۸ء ۲۱۳۹ء ۲۱۴۰ء ۲۱۴۱ء ۲۱۴۲ء ۲۱۴۳ء ۲۱۴۴ء ۲۱۴۵ء ۲۱۴۶ء ۲۱۴۷ء ۲۱۴۸ء ۲۱۴۹ء ۲۱۵۰ء ۲۱۵۱ء ۲۱۵۲ء ۲۱۵۳ء ۲۱۵۴ء ۲۱۵۵ء ۲۱۵۶ء ۲۱۵۷ء ۲۱۵۸ء ۲۱۵۹ء ۲۱۶۰ء ۲۱۶۱ء ۲۱۶۲ء ۲۱۶۳ء ۲۱۶۴ء ۲۱۶۵ء ۲۱۶۶ء ۲۱۶۷ء ۲۱۶۸ء ۲۱۶۹ء ۲۱۷۰ء ۲۱۷۱ء ۲۱۷۲ء ۲۱۷۳ء ۲۱۷۴ء ۲۱۷۵ء ۲۱۷۶ء ۲۱۷۷ء ۲۱۷۸ء ۲۱۷۹ء ۲۱۸۰ء ۲۱۸۱ء ۲۱۸۲ء ۲۱۸۳ء ۲۱۸۴ء ۲۱۸۵ء ۲۱۸۶ء ۲۱۸۷ء ۲۱۸۸ء ۲۱۸۹ء ۲۱۹۰ء ۲۱۹۱ء ۲۱۹۲ء ۲۱۹۳ء ۲۱۹۴ء ۲۱۹۵ء ۲۱۹۶ء ۲۱۹۷ء ۲۱۹۸ء ۲۱۹۹ء ۲۲۰۰ء ۲۲۰۱ء ۲۲۰۲ء ۲۲۰۳ء ۲۲۰۴ء ۲۲۰۵ء ۲۲۰۶ء ۲۲۰۷ء ۲۲۰۸ء ۲۲۰۹ء ۲۲۱۰ء ۲۲۱۱ء ۲۲۱۲ء ۲۲۱۳ء ۲۲۱۴ء ۲۲۱۵ء ۲۲۱۶ء ۲۲۱۷ء ۲۲۱۸ء ۲۲۱۹ء ۲۲۲۰ء ۲۲۲۱ء ۲۲۲۲ء ۲۲۲۳ء ۲۲۲۴ء ۲۲۲۵ء ۲۲۲۶ء ۲۲۲۷ء ۲۲۲۸ء ۲۲۲۹ء ۲۲۳۰ء ۲۲۳۱ء ۲۲۳۲ء ۲۲۳۳ء ۲۲۳۴ء ۲۲۳۵ء ۲۲۳۶ء ۲۲۳۷ء ۲۲۳۸ء ۲۲۳۹ء ۲۲۴۰ء ۲۲۴۱ء ۲۲۴۲ء ۲۲۴۳ء ۲۲۴۴ء ۲۲۴۵ء ۲۲۴۶ء ۲۲۴۷ء ۲۲۴۸ء ۲۲۴۹ء ۲۲۵۰ء ۲۲۵۱ء ۲۲۵۲ء ۲۲۵۳ء ۲۲۵۴ء ۲۲۵۵ء ۲۲۵۶ء ۲۲۵۷ء ۲۲۵۸ء ۲۲۵۹ء ۲۲۶۰ء ۲۲۶۱ء ۲۲۶۲ء ۲۲۶۳ء ۲۲۶۴ء ۲۲۶۵ء ۲۲۶۶ء ۲۲۶۷ء ۲۲۶۸ء ۲۲۶۹ء ۲۲۷۰ء ۲۲۷۱ء ۲۲۷۲ء ۲۲۷۳ء ۲۲۷۴ء ۲۲۷۵ء ۲۲۷۶ء ۲۲۷۷ء ۲۲۷۸ء ۲۲۷۹ء ۲۲۸۰ء ۲۲۸۱ء ۲۲۸۲ء ۲۲۸۳ء ۲۲۸۴ء ۲۲۸۵ء ۲۲۸۶ء ۲۲۸۷ء ۲۲۸۸ء ۲۲۸۹ء ۲۲۹۰ء ۲۲۹۱ء ۲۲۹۲ء ۲۲۹۳ء ۲۲۹۴ء ۲۲۹۵ء ۲۲۹۶ء ۲۲۹۷ء ۲۲۹۸ء ۲۲۹۹ء ۲۳۰۰ء ۲۳۰۱ء ۲۳۰۲ء ۲۳۰۳ء ۲۳۰۴ء ۲۳۰۵ء ۲۳۰۶ء ۲۳۰۷ء ۲۳۰۸ء ۲۳۰۹ء ۲۳۱۰ء ۲۳۱۱ء ۲۳۱۲ء ۲۳۱۳ء ۲۳۱۴ء ۲۳۱۵ء ۲۳۱۶ء ۲۳۱۷ء ۲۳۱۸ء ۲۳۱۹ء ۲۳۲۰ء ۲۳۲۱ء ۲۳۲۲ء ۲۳۲۳ء ۲۳۲۴ء ۲۳۲۵ء ۲۳۲۶ء ۲۳۲۷ء ۲۳۲۸ء ۲۳۲۹ء ۲۳۳۰ء ۲۳۳۱ء ۲۳۳۲ء ۲۳۳۳ء ۲۳۳۴ء ۲۳۳۵ء ۲۳۳۶ء ۲۳۳۷ء ۲۳۳۸ء ۲۳۳۹ء ۲۳۴۰ء ۲۳۴۱ء ۲۳۴۲ء ۲۳۴۳ء ۲۳۴۴ء ۲۳۴۵ء ۲۳۴۶ء ۲۳۴۷ء ۲۳۴۸ء ۲۳۴۹ء ۲۳۵۰ء ۲۳۵۱ء ۲۳۵۲ء ۲۳۵۳ء ۲۳۵۴ء ۲۳۵۵ء ۲۳۵۶ء ۲۳۵۷ء ۲۳۵۸ء ۲۳۵۹ء ۲۳۶۰ء ۲۳۶۱ء ۲۳۶۲ء ۲۳۶۳ء ۲۳۶۴ء ۲۳۶۵ء ۲۳۶۶ء ۲۳۶۷ء ۲۳۶۸ء ۲۳۶۹ء ۲۳۷۰ء ۲۳۷۱ء ۲۳۷۲ء ۲۳۷۳ء ۲۳۷۴ء ۲۳۷۵ء ۲۳۷۶ء ۲۳۷۷ء ۲۳۷۸ء ۲۳۷۹ء ۲۳۸۰ء ۲۳۸۱ء ۲۳۸۲ء ۲۳۸۳ء ۲۳۸۴ء ۲۳۸۵ء ۲۳۸۶ء ۲۳۸۷ء ۲۳۸۸ء ۲۳۸۹ء ۲۳۹۰ء ۲۳۹۱ء ۲۳۹۲ء ۲۳۹۳ء ۲۳۹۴ء ۲۳۹۵ء ۲۳۹۶ء ۲۳۹۷ء ۲۳۹۸ء ۲۳۹۹ء ۲۴۰۰ء ۲۴۰۱ء ۲۴۰۲ء ۲۴۰۳ء ۲۴۰۴ء ۲۴۰۵ء ۲۴۰۶ء ۲۴۰۷ء ۲۴۰۸ء ۲۴۰۹ء ۲۴۱۰ء ۲۴۱۱ء ۲۴۱۲ء ۲۴۱۳ء ۲۴۱۴ء ۲۴۱۵ء ۲۴۱۶ء ۲۴۱۷ء ۲۴۱۸ء ۲۴۱۹ء ۲۴۲۰ء ۲۴۲۱ء ۲۴۲۲ء ۲۴۲۳ء ۲۴۲۴ء ۲۴۲۵ء ۲۴۲۶ء ۲۴۲۷ء ۲۴۲۸ء ۲۴۲۹ء ۲۴۳۰ء ۲۴۳۱ء ۲۴۳۲ء ۲۴۳۳ء ۲۴۳۴ء ۲۴۳۵ء ۲۴۳۶ء ۲۴۳۷ء ۲۴۳۸ء ۲۴۳۹ء ۲۴۴۰ء ۲۴۴۱ء ۲۴۴۲ء ۲۴۴۳ء ۲۴۴۴ء ۲۴۴۵ء ۲۴۴۶ء ۲۴۴۷ء ۲۴۴۸ء ۲۴۴۹ء ۲۴۵۰ء ۲۴۵۱ء ۲۴۵۲ء ۲۴۵۳ء ۲۴۵۴ء ۲۴۵۵ء ۲۴۵۶ء ۲۴۵۷ء ۲۴۵۸ء ۲۴۵۹ء ۲۴۶۰ء ۲۴۶۱ء ۲۴۶۲ء ۲۴۶۳ء ۲۴۶۴ء ۲۴۶۵ء ۲۴۶۶ء ۲۴۶۷ء ۲۴۶۸ء ۲۴۶۹ء ۲۴۷۰ء ۲۴۷۱ء ۲۴۷۲ء ۲۴۷۳ء ۲۴۷۴ء ۲۴۷۵ء ۲۴۷۶ء ۲۴۷۷ء ۲۴۷۸ء ۲۴۷۹ء ۲۴۸۰ء ۲۴۸۱ء ۲۴۸۲ء ۲۴۸۳ء ۲۴۸۴ء ۲۴۸۵ء ۲۴۸۶ء ۲۴۸۷ء ۲۴۸۸ء ۲۴۸۹ء ۲۴۹۰ء ۲۴۹۱ء ۲۴۹۲ء ۲۴۹۳ء ۲۴۹۴ء ۲۴۹۵ء ۲۴۹۶ء ۲۴۹۷ء ۲۴۹۸ء ۲۴۹۹ء ۲۵۰۰ء ۲۵۰۱ء ۲۵۰۲ء ۲۵۰۳ء ۲۵۰۴ء ۲۵۰۵ء ۲۵۰۶ء ۲۵۰۷ء ۲۵۰۸ء ۲۵۰۹ء ۲۵۱۰ء ۲۵۱۱ء ۲۵۱۲ء ۲۵۱۳ء ۲۵۱۴ء ۲۵۱۵ء ۲۵۱۶ء ۲۵۱۷ء ۲۵۱۸ء ۲۵۱۹ء ۲۵۲۰ء ۲۵۲۱ء ۲۵۲۲ء ۲۵۲۳ء ۲۵۲۴ء ۲۵۲۵ء ۲۵۲۶ء ۲۵۲۷ء ۲۵۲۸ء ۲۵۲۹ء ۲۵۳۰ء ۲۵۳۱ء ۲۵۳۲ء ۲۵۳۳ء ۲۵۳۴ء ۲۵۳۵ء ۲۵۳۶ء ۲۵۳۷ء ۲۵۳۸ء ۲۵۳۹ء ۲۵۴۰ء ۲۵۴۱ء ۲۵۴۲ء ۲۵۴۳ء ۲۵۴۴ء ۲۵۴۵ء ۲۵۴۶ء ۲۵۴۷ء ۲۵۴۸ء ۲۵۴۹ء ۲۵۵۰ء ۲۵۵۱ء ۲۵۵۲ء ۲۵۵۳ء ۲۵۵۴ء ۲۵۵۵ء ۲۵۵۶ء ۲۵۵۷ء ۲۵۵۸ء ۲۵۵۹ء ۲۵۶۰ء ۲۵۶۱ء ۲۵۶۲ء ۲۵۶۳ء ۲۵۶۴ء ۲۵۶۵ء ۲۵۶۶ء ۲۵۶۷ء ۲۵۶۸ء ۲۵۶۹ء ۲۵۷۰ء ۲۵۷۱ء ۲۵۷۲ء ۲۵۷۳ء ۲۵۷۴ء ۲۵۷۵ء ۲۵۷۶ء ۲۵۷۷ء ۲۵۷۸ء ۲۵۷۹ء ۲۵۸۰ء ۲۵۸۱ء ۲۵۸۲ء ۲۵۸۳ء ۲۵۸۴ء ۲۵۸۵ء ۲۵۸۶ء ۲۵۸۷ء ۲۵۸۸ء ۲۵۸۹ء ۲۵۹۰ء ۲۵۹۱ء ۲۵۹۲ء ۲۵۹۳ء ۲۵۹۴ء ۲۵۹۵ء ۲۵۹۶ء ۲۵۹۷ء ۲۵۹۸ء ۲۵۹۹ء ۲۶۰۰ء ۲۶۰۱ء ۲۶۰۲ء ۲۶۰۳ء ۲۶۰۴ء ۲۶۰۵ء ۲۶۰۶ء ۲۶۰۷ء ۲۶۰۸ء ۲۶۰۹ء ۲۶۱۰ء ۲۶۱۱ء ۲۶۱۲ء ۲۶۱۳ء ۲۶۱۴ء ۲۶۱۵ء ۲۶۱۶ء ۲۶۱۷ء ۲۶۱۸ء ۲۶۱۹ء ۲۶۲۰ء ۲۶۲۱ء ۲۶۲۲ء ۲۶۲۳ء ۲۶۲۴ء ۲۶۲۵ء ۲۶۲۶ء ۲۶۲۷ء ۲۶۲۸ء ۲۶۲۹ء ۲۶۳۰ء ۲۶۳۱ء ۲۶۳۲ء ۲۶۳۳ء ۲۶۳۴ء ۲۶۳۵ء ۲۶۳۶ء ۲۶۳۷ء ۲۶۳۸ء ۲۶۳۹ء ۲۶۴۰ء ۲۶۴۱ء ۲۶۴۲ء ۲۶۴۳ء ۲۶۴۴ء ۲۶۴۵ء ۲۶۴۶ء ۲۶۴۷ء ۲۶۴۸ء ۲۶۴۹ء ۲۶۵۰ء ۲۶۵۱ء ۲۶۵۲ء ۲۶۵۳ء ۲۶۵۴ء ۲۶۵۵ء ۲۶۵۶ء ۲۶۵۷ء ۲۶۵۸ء ۲۶۵۹ء ۲۶۶۰ء ۲۶۶۱ء ۲۶۶۲ء ۲۶۶۳ء ۲۶۶۴ء ۲۶۶۵ء ۲۶۶۶ء ۲۶۶۷ء ۲۶۶۸ء ۲۶۶۹ء ۲۶۷۰ء ۲۶۷۱ء ۲۶۷۲ء ۲۶۷۳ء ۲۶۷۴ء ۲۶۷۵ء ۲۶۷۶ء ۲۶۷۷ء ۲۶۷۸ء ۲۶۷۹ء ۲۶۸۰ء ۲۶۸۱ء ۲۶۸۲ء ۲۶۸۳ء ۲۶۸۴ء ۲۶۸۵ء ۲۶۸۶ء ۲۶۸۷ء ۲۶۸۸ء ۲۶۸۹ء ۲۶۹۰ء ۲۶۹۱ء ۲۶۹۲ء ۲۶۹۳ء ۲۶۹۴ء ۲۶۹۵ء ۲۶۹۶ء ۲۶۹۷ء ۲۶۹۸ء ۲۶۹۹ء ۲۷۰۰ء ۲۷۰۱ء ۲۷۰۲ء ۲۷۰۳ء ۲۷۰۴ء ۲۷۰۵ء ۲۷۰۶ء ۲۷۰۷ء ۲۷۰۸ء ۲۷۰۹ء ۲۷۱۰ء ۲۷۱۱ء ۲۷۱۲ء ۲۷۱۳ء ۲۷۱۴ء ۲۷۱۵ء ۲۷۱۶ء ۲۷۱۷ء ۲۷۱۸ء ۲۷۱۹ء ۲۷۲۰ء ۲۷۲۱ء ۲۷۲۲ء ۲۷۲۳ء ۲۷۲۴ء ۲۷۲۵ء ۲۷۲۶ء ۲۷۲۷ء ۲۷۲۸ء ۲۷۲۹ء ۲۷۳۰ء ۲۷۳۱ء ۲۷۳۲ء ۲۷۳۳ء ۲۷۳۴ء ۲۷۳۵ء ۲۷۳۶ء ۲۷۳۷ء ۲۷۳۸ء ۲۷۳۹ء ۲۷۴۰ء ۲۷۴۱ء ۲۷۴۲ء ۲۷۴۳ء ۲۷۴۴ء ۲۷۴۵ء ۲۷۴۶ء ۲۷۴۷ء ۲۷۴۸ء ۲۷۴۹ء ۲۷۵۰ء ۲۷۵۱ء ۲۷۵۲ء ۲۷۵۳ء ۲۷۵۴ء ۲۷۵۵ء ۲۷۵۶ء ۲۷۵۷ء ۲۷۵۸ء ۲۷۵۹ء ۲۷۶۰ء ۲۷۶۱ء ۲۷۶۲ء ۲۷۶۳ء ۲۷۶۴ء ۲۷۶۵ء ۲۷۶۶ء ۲۷۶۷ء ۲۷۶۸ء ۲۷۶۹ء ۲۷۷۰ء ۲۷۷۱ء ۲۷۷۲ء ۲۷۷۳ء ۲۷۷۴ء ۲۷۷۵ء ۲۷۷۶ء ۲۷۷۷ء ۲۷۷۸ء ۲۷۷۹ء ۲۷۸۰ء ۲۷۸۱ء ۲۷۸۲ء ۲۷۸۳ء ۲۷۸۴ء ۲۷۸۵ء ۲۷۸۶ء ۲۷۸۷ء ۲۷۸۸ء ۲۷۸۹ء ۲۷۹۰ء ۲۷۹۱ء ۲۷۹۲ء ۲۷۹۳ء ۲۷۹۴ء ۲۷۹۵ء ۲۷۹۶ء ۲۷۹۷ء ۲۷۹۸ء ۲۷۹۹ء ۲۸۰۰ء ۲۸۰۱ء ۲۸۰۲ء ۲۸۰۳ء ۲۸۰۴ء ۲۸۰۵ء ۲۸۰۶ء ۲۸۰۷ء ۲۸۰۸ء ۲۸۰۹ء ۲۸۱۰ء ۲۸۱۱ء ۲۸۱۲ء ۲۸۱۳ء ۲۸۱۴ء ۲۸۱۵ء ۲۸۱۶ء ۲۸۱۷ء ۲۸۱۸ء ۲۸۱۹ء ۲۸۲۰ء ۲۸۲۱ء ۲۸۲۲ء ۲۸۲۳ء ۲۸۲۴ء ۲۸۲۵ء ۲۸۲۶ء ۲۸۲۷ء ۲۸۲۸ء ۲۸۲۹ء ۲۸۳۰ء ۲۸۳۱ء ۲۸۳۲ء ۲۸۳۳ء ۲۸۳۴ء ۲۸۳۵ء ۲۸۳۶ء ۲۸۳۷ء ۲۸۳۸ء ۲۸۳۹ء ۲۸۴۰ء ۲۸۴۱ء ۲۸۴۲ء ۲۸۴۳ء ۲۸۴۴ء ۲۸۴۵ء ۲۸۴۶ء ۲۸۴۷ء ۲۸۴۸ء ۲۸۴۹ء ۲۸۵۰ء ۲۸۵۱ء ۲۸۵۲ء ۲۸۵۳ء ۲۸۵۴ء ۲۸۵۵ء ۲۸۵۶ء ۲۸۵۷ء ۲۸۵۸ء ۲۸۵۹ء ۲۸۶۰ء ۲۸۶۱ء ۲۸۶۲ء ۲۸۶۳ء ۲۸۶۴ء ۲۸۶۵ء ۲۸۶۶ء ۲۸۶۷ء ۲۸۶۸ء ۲۸۶۹ء ۲۸۷۰ء ۲۸۷۱ء ۲۸۷۲ء ۲۸۷۳ء ۲۸۷۴ء ۲۸۷۵ء ۲۸۷۶ء ۲۸۷۷ء ۲۸۷۸ء ۲۸۷۹ء ۲۸۸۰ء ۲۸۸۱ء ۲۸۸۲ء ۲۸۸۳ء ۲۸۸۴ء ۲۸۸۵ء ۲۸۸۶ء ۲۸۸۷ء ۲۸۸۸ء ۲۸۸۹ء ۲۸۹۰ء ۲۸۹۱ء ۲۸۹۲ء ۲۸۹۳ء ۲۸۹۴ء ۲۸۹۵ء ۲۸۹۶ء ۲۸۹۷ء ۲۸۹۸ء ۲۸۹۹ء ۲۹۰۰ء ۲۹۰۱ء ۲۹۰۲ء ۲۹۰۳ء ۲۹۰۴ء ۲۹۰۵ء ۲۹۰۶ء ۲۹۰۷ء ۲۹۰۸ء ۲۹۰۹ء ۲۹۱۰ء ۲۹۱۱ء ۲۹۱۲ء ۲۹۱۳ء ۲۹۱۴ء ۲۹۱۵ء ۲۹۱۶ء ۲۹۱۷ء ۲۹۱۸ء ۲۹۱۹ء ۲۹۲۰ء ۲۹۲۱ء ۲۹۲۲ء ۲۹۲۳ء ۲۹۲۴ء ۲۹۲۵ء ۲۹۲۶ء ۲۹۲۷ء ۲۹۲۸ء ۲۹۲۹ء ۲۹۳۰ء ۲۹۳۱ء ۲۹۳۲ء ۲۹۳۳ء ۲۹۳۴ء ۲۹۳۵ء ۲۹۳۶ء ۲۹۳۷ء ۲۹۳۸ء ۲۹۳۹ء ۲۹۴۰ء ۲۹۴۱ء ۲۹۴۲ء ۲۹۴۳ء ۲۹۴۴ء ۲۹۴۵ء ۲۹۴۶ء ۲۹۴۷ء ۲۹۴۸ء ۲۹۴۹ء ۲۹۵۰ء ۲۹۵۱ء ۲۹۵۲ء ۲۹۵۳ء ۲۹۵۴ء ۲۹۵۵ء ۲۹۵۶ء ۲۹۵۷ء ۲۹۵۸ء ۲۹۵۹ء ۲۹۶۰ء ۲۹۶۱ء ۲۹۶۲ء ۲۹۶۳ء ۲۹۶۴ء ۲۹۶۵ء ۲۹۶۶ء ۲۹۶۷ء ۲۹۶۸ء ۲۹۶۹ء ۲۹۷۰ء ۲۹۷۱ء ۲۹۷۲ء ۲۹۷۳ء ۲۹۷۴ء ۲۹۷۵ء ۲۹۷۶ء ۲۹۷۷ء ۲۹۷۸ء ۲۹۷۹ء ۲۹۸۰ء ۲۹۸۱ء ۲۹۸۲ء ۲۹۸۳ء ۲۹۸۴ء ۲۹۸۵ء ۲۹۸۶ء ۲۹۸۷ء ۲۹۸۸ء ۲۹۸۹ء ۲۹۹۰ء ۲۹۹۱ء ۲۹۹۲ء ۲۹۹۳ء ۲۹۹۴ء ۲۹۹۵ء ۲۹۹۶ء ۲۹۹۷ء ۲۹۹۸ء ۲۹۹۹ء ۳۰۰۰ء ۳۰۰۱ء ۳۰۰۲ء ۳۰۰۳ء ۳۰۰۴ء ۳۰۰۵ء ۳۰۰۶ء ۳۰۰۷ء ۳۰۰۸ء ۳۰۰۹ء ۳۰۱۰ء ۳۰۱۱ء ۳۰۱۲ء ۳۰۱۳ء ۳۰۱۴ء ۳۰۱۵ء ۳۰۱۶ء ۳۰۱۷ء ۳۰۱۸ء ۳۰۱۹ء ۳۰۲۰ء ۳۰۲۱ء ۳۰۲۲ء ۳۰۲۳ء ۳۰۲۴ء ۳۰۲۵ء ۳۰۲۶ء ۳۰۲۷ء ۳۰۲۸ء ۳۰۲۹ء ۳۰۳۰ء ۳۰۳۱ء ۳۰۳۲ء ۳۰۳۳ء ۳۰۳۴ء ۳۰۳۵ء ۳۰۳۶ء ۳۰۳۷ء ۳۰۳۸ء ۳۰۳۹ء ۳۰۴۰ء ۳۰۴۱ء ۳۰۴۲ء ۳۰۴۳ء ۳۰۴۴ء ۳۰۴۵ء ۳۰۴۶ء ۳۰۴۷ء ۳۰۴۸ء ۳۰۴۹ء ۳۰۵۰ء ۳۰۵۱ء ۳۰۵۲ء ۳۰۵۳ء ۳۰۵۴ء ۳۰۵۵ء ۳۰۵۶ء ۳۰۵۷ء ۳۰۵۸ء ۳۰۵۹ء ۳۰۶۰ء ۳۰۶۱ء ۳۰۶۲ء ۳۰۶۳ء ۳۰۶۴ء ۳۰۶۵ء ۳۰۶۶ء ۳۰۶۷ء ۳۰۶۸ء ۳۰۶۹ء ۳۰۷۰ء ۳۰۷۱ء ۳۰۷۲ء ۳۰۷۳ء ۳۰۷۴ء ۳۰۷۵ء ۳۰۷۶ء ۳۰۷۷ء ۳۰۷۸ء ۳۰۷۹ء ۳۰۸۰ء

رائے ہے کہ جب تک کسی ملک میں یہ تین شرطیں نہ پائی جائیں وہ کسی طرح دارالحرب نہیں ہو سکتے۔

(۱) غیر مسلم قوانین اور قواعد جاری کر دے جائیں اور احکام اسلامی کا اجرا موقوف ہو گیا ہو۔

(۲) اس کے چار طرف غیر مسلم ممالک ہوں کسی جانب دارالاسلام سے اتصال نہ رہا ہو۔
 (۳) کسی مسلمان یا ذمی کو ایسا امن نصیب نہ ہو جیسا کہ اس کے پہلے عہد اسلامی میں تھا۔
 ہندوستان دارالاسلام ہے یا دارالحرب مندرجہ بالا شرط کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ ہندوستان اور اس کے مختلف ریاستوں میں اذواں برجماعت، نماز جمعہ و عیدین، یا دیگر احکام اسلامی کے اجرائی میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں اور تقسیم ترکات، نکاح و طلاق کے فیصلے بالعموم احکام اسلامی کے بموجب عمل میں آتے رہتے ہیں اور دوسری شرط کی رو سے ہندوستان، افغانستان، برصغیر اسلامی ریاست کے متصل ہے اور ان دونوں ممالک کے درمیان کوئی غیر مسلم حکومت حائل نہیں اور تیسری شرط کے لحاظ سے مسلمانوں کو جو امن شاہان اسلام کے زمانہ میں حاصل تھا اب بھی وہ باقی ہے بحیثیت اسلام اور مسلمان ہونے کے کسی سے تعرض نہیں کیا گیا۔ اس لئے ان تینوں شرائط کے لحاظ سے ہندوستان دارالحرب نہیں کہلایا جائے گا۔ یہ اور بات ہے کہ ہندوستان میں اسلام کا غلبہ نہیں مگر ان احکام اسلامی کے باقی رہنے سے ہندوستان دارالحرب نہیں کہلایا جائے گا۔ بلکہ ہندوستان کی حیثیت دارالاسلام کی رہے گی۔ اس لحاظ سے ہندوستان میں سودی کا دوبارہ عمل جائز مشورہ ہو گا۔

مشترک اشیاء اور ان کے نفقوں کی ذمہ داری

جب کسی جائیداد کے دو مالک بحیثیت دراشت یا وصیت یا خریداری کے ہوں تو شے مشترکہ کی حفاظت اور ان کے نفقوں سے متعلق تسریت اسلام کا یہ مسئلہ قاعدہ ہے کہ جس شریک کو شے مشترکہ سے انتفاع کا موقع ملے اسی کے ذمہ اس کا نفقہ اور اس کی درستی اور حفاظت کی ذمہ داری عاید ہوگی اس معینہ اصول کے تحت جو صورتیں شے مشترکہ میں پائی جائیں ان کی مختلف حالتوں کے لحاظ سے چند احکام لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ اگر ایک غلام یا لونڈی دو شخصوں کی ملک میں ہو اور ان دونوں میں شے مشترکہ پر نفقہ خرچ کرنے کے متعلق جھگڑا ہو جائے تو ایسی صورت میں شے نزاعی پر دونوں ملکیت کا حق حاصل نہ ہوگا۔ دونوں غلام یا لونڈی کے نفقہ خرچ کرنے کا حکم دیا جائے گا اور عدالت سے دونوں کے نام سے ملک کے نفقہ کی ڈگری اجرا ہوگی۔

۲۔ اگر کسی نے ایک شخص کے لیے لونڈی اور دوسرے کے لیے لونڈی کے جنین کی جو بوقت وصیت اس کے پیٹ میں ہو وصیت کرے ایسی صورت میں لونڈی سے حصول منفعت کا حق موصی لہ کو دیا گیا ہے اس لیے لونڈی کا نفقہ مالک (موصی لہ) لونڈی سے متعلق رہے گا۔

۳۔ ہر شخص کو اپنے مال کے ثلث حصے کے حد تک وصیت کرنے کا اختیار ہے اس حق کی بناء پر اگر موصی نے ایک شخص کے لیے گھر کی اور دوسرے کے لیے اس میں رہنے کی وصیت کرے اس شکل میں گھر کی تعمیر و ترمیم کی ذمہ داری اس موصی لہ سے متعلق رہے گی جو اس میں رہتا (صاحب سکنی) ہو کیونکہ صاحب سکنی کو بوجہ سکونت انتفاع کا موقع حاصل ہے اور اگر موصی لہ کے قبضے سے پہلے گھر منہدم ہو جائے یا موصی لہ موصی کی اجازت سے منہدم گھر کو تیار کرے تو اس کا یہ فعل موصی کے حق میں موجب احسان نہ ہوگا کیونکہ موصی لہ موصی بہا کے حصول میں مضطرب تھا بوجہ اضطراب

اس نے ایسا عمل کیا۔

۴۔ کسی نے ایک کے لئے جھاڑ اور دوسرے کے لئے اس کے ثمرے کی وصیت کرے (اور یہ وصیت جائز ہو) ایسی صورت میں جھاڑ کے حفاظت کی ذمہ داری صاحب ثمرہ موصیٰ لہ سے بوجہ منفعت متعلق رہے گی البتہ جھاڑ کے صاحب ثمرہ نہ ہونے کی صورت میں نگرانی صاحب درخت سے متعلق رہے گی۔

۵۔ ایک دیوار دو گھر کے درمیان میں ہو اور دونوں اس دیوار کے مالک ہوں لیکن دیوار منہدم کیا قابل اہتمام ہونے کی صورت میں نئی تعمیر یا ترمیم پر دونوں کو اختلاف ہو جائے تو اس اختلاف کی چار صورتیں ہوں گی۔

پہلی صورت یہ ہوگی کہ ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ اس مشترک دیوار کو توڑ دیا جائے دوسرے نے انکار کیا ایسی صورت میں کیا دوسرا توڑنے اور اس کے بنانے میں حصہ لے گا اور کیا وہ حصہ لینے پر مجبور کیا جائے گا۔

دوسری صورت یہ ہوگی کہ منہدم دیوار کو ایک بنا دے اور دوسرا بنانے سے انکار کرے بصورت انکار منکر (فریق تانی) بنانے پر مجبور کیا جائے گا اور کیا اس پر اخراجات تعمیر یا ترمیم عائد کئے جائیں گے؟

تیسری صورت یہ ہوگی کہ منہدم دیوار کو ایک نے بنوایا ہو تو کیا دوسرے پر اس کے مصارف کا بار عائد کیا جائے گا۔

چوتھی صورت یہ ہوگی کہ اگر پہلے نے دوسرے پر مصارف بنا منہدم کو لوٹائے تو کس طرح لوٹائے اور دوسرے پر کس حد تک ادائی بنائی رقم قابل ایصال ہوگی۔ سوال نمبر ۱ کے متعلق حضرت امام ابو بکر محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ دیوار مشترکہ کے سقوط سے اندیشہ ہلاکت کا اندفاع ہوتا ہو تو دوسرے شخص کو بھی سقوط دیوار پر جبر کیا جائے گا ورنہ نہیں۔

سوال نمبر ۲ کی پھر دو صورتیں ہوں گی پہلی صورت یہ ہوگی کہ اگر دیوار کا عرض اس قدر چوڑا ہو کہ دونوں اپنے حصے کے موافق علیحدہ دیواریں تیار کر سکیں یا دوسری صورت میں دیوار مشترک کا عرض ایسا چوڑا نہ ہوگا جس میں دو دیواریں تیار ہو سکیں اس لحاظ سے پہلی صورت میں جبکہ ایک ہی عرض میں دو دیوار تیار ہو سکیں تو دوسرا شخص بنانے پر مجبور نہ ہوگا البتہ دوسری صورت میں جب کہ عرض چوڑا نہ ہو اور ان دونوں میں تقسیم ناممکن ہو ایسی صورت میں دیکھنا یہ ہوگا کہ دیوار خود بخود ٹوٹ گئی ہے یا گرائی گئی ہے اگر خود بخود دیوار یا گھر ٹوٹ گیا ہے تو دوسرا اس کے بنانے پر مجبور کیا جائے گا یا گرائے کی صورت میں شریک اُس کے اہتمام یا بنوانے میں حصہ لینے پر مجبور نہیں ہوگا۔

تیسری صورت کے تین شکلیں ہوں گی پہلی شکل یہ ہوگی کہ اس دیوار پر ان دونوں میں سے کسی کی عمارت نہ ہو اور یہ دیوار حائط الکرم و انحص کے مانند ہو (یعنی انگوڑ کے درخت کی دیوار بنائی ہوئی ہو) اس کے متعلق امام ابی اللیثؒ کی رائے ہے کہ دوسرے پر مصارف بنا جدید کی تقسیم ضروری نہ ہوگی اور جس شریک نے اس دیوار کو بنوایا ہے اس کا فعل بناء منقطع ہوگا۔

دوسری شکل یہ ہوگی کہ اس دیوار پر دونوں کی عمارت ہو ایسی صورت میں بتلایا گیا ہے کہ اگر دیوار کا عرض اس قدر وسیع ہو کہ اس پر دونوں چاہیں تو علیحدہ دیواریں تیار کرنے کی صورت میں اگر بغیر اجازت شریک بنوایا ہے تو بنانا مالا منقطع ہوگا اور ضروری نہ ہوگا کہ دوسرے پر مصارف بنا لائے اور اگر شریک کی اجازت سے دوسرے نے بنوایا ہے تو شریک پر مصارف بنانے کو اٹھانے کا حق رہے گا۔

تیسری شکل یہ ہوگی کہ اس دیوار پر صرف ایک کی عمارت ہو ایسی حالت میں جس شریک کی عمارت ہوگی وہی اس کے مصارف بنا دے گا اور دوسرا بنانے پر

مجبور نہیں کیا جائے گا۔

اصل مسئلے کی چوتھی صورت یعنی سوال نمبر ۱ میں بتلایا گیا ہے کہ جدید دیوار تیار کرانے والے شریک کو اس امر کا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ دوسرے شریک سے مصارف بنادیلے تک شریک کو استعمال دیوار سے روکے اور اس منفیت سے یہ مراد نہیں لیا جائے گا کہ شریک سے اجرت بنوائی نہ لی جائے بلکہ ہر صورت میں اس کو شریک سے اجرت بنوائی لینے کا حق رہے گا اگر شریک جدید دیوار کے استعمال سے محترم ہو تو ایسی صورت میں بھی وہ ادائی اجرت بنوائی سے مستثنیٰ نہیں ہو سکے گا البتہ اجرت بنوائی کی تقسیم کس طریقے پر ہوگی اس کے متعلق یہ طے کیا گیا ہے کہ جدید دیوار کی تیاری پر جو کچھ مصارف حقیقی عائد ہوئے ہوں اس کا نصف شریک ادا کرے اور اس تقسیم کو استحسان سمجھا گیا ہے اس رائے کے متعلق بعض علماء متاخرین کی رائے ہے کہ اگر شریک نے اس دیوار کو حسب اجازت عدالت بنوایا ہے تو بنوانے پر جو کچھ اخراجات عائد ہوئے ہیں اس کا نصف شریک کے ذمے واجب الادا ہو گا بلا اجازت عدالت کی صورت میں اصلی منہدم دیوار کی جو کچھ قیمت قرار پائے اس کا نصف شریک کے ذمے عائد ہو گا، اسی پر علما کا فتویٰ ہے۔

۶۔ اگر زراعت دو شخصوں میں مشترک ہو ایک نے اس پر خرچ کرنے سے انکار کرے ایسی صورت میں فریق ثانی خرچ پر مجبور نہیں کیا جائے گا البتہ عدالت دوسرے شریک کے حصے کے موافق اس شرط پر اجازت دیگی کہ بعد ختم زراعت اس کی آمدنی سے خرچ شدہ اخراجات کا نصف حاصل کرے اس حکم کے تحت شریک دوسرے شریک کے حصے کے موافق خرچ کرنے کا مجساز ہو گا اگر ختم زراعت کے بعد کسی وجہ سے اتنی آمدنی وصول نہ ہونے کی صورت میں بتلایا گیا ہے کہ شریک کے حصے کی رقم وضع کرنے کے بعد جو رقم قابل ایصال قرار پائے اس کی ادائی شریک ثانی پر لازمی ہوگی۔

۷۔ اگر ایک حمام دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور انبیاء حمام (دیگچہ وغیرہ) خراب ہو نیکی صورتیں ایک مشترک دست سے انکار کرے تو اس میں بھی بتلایا گیا ہے کہ وہ مشترک اس کو درست کرے اور بعد ازاں حمام جو کچھ منافع حاصل ہو مشترک منکر کے حصے سے اس کی پابجائی کر لے ایسی صورت میں درست کرے اور الا مشترک متطوع نہ ہو گا یا اگر حمام بالکل طور پر بند ہو جائے اور دوسرے نے اسے بنوانے سے انکار کرے ایسی حالت میں حکم دیکہ حمام کی زمین دونوں پر تقسیم کر دیکہ اسے تقسیم کی صورت میں حمام کی بناد ممکن ہو تو دوسری اختیار دیا گیا ہے کہ حمام کے سوا جو چاہے بنائے کسی حالت میں منکر مشترک بناد جدید پر قضاء مجبور نہیں کیا جائے گا۔

۸۔ ایک قوم یا جماعت کے درمیان مشترک نہر سرچر وہ قوم اور ان کی

اراضی اس نہر مشترک سے فائدہ اٹھاتی رہتی ہے جس کی وجہ سے پوری قوم پر نہر کا محصول ادا کرنے کی ذمہ داری عائد ہوگی لیکن قوم کے بعض افراد ادائی محصول سے رک جانے کی صورت میں باقی اصحاب کے نام ادائی محصول کا حکم دیا جائے گا اور یہ (اصحاب تبرع نہ ہوں گے) اور ان کو اجازت دیکہ اسے لے لے کہ وہ ادائی محصول کے بعد ان اصحاب سے جو محصول ادا نہیں کئے ہیں ان سے بطریق انقطاع وصول کر لیں کیونکہ بغیر ادائی محصول تمام نہر کا انتفاع ناممکن ہے اس حد تک وصولی تصفیہ کے بعد یہ امور لایئ غور ہیں کہ (۱) کیا وہ اصحاب جو محصول ادا نہیں کئے ہیں وہ ادائی پر مجبور کئے جائیں گے (۲) اور کیا ان اصحاب کو استفادہ نہر سے اس وقت تک روکا جائے گا جب تک کہ وہ اپنے ذمہ کا محصول ادا نہ کریں۔

ان دو امور کے متعلق قاضی امام ابو علی نسفیؒ کی اور بعض علماء کرام کی رائے ہے کہ وہ اصحاب جو محصول ادا نہیں کئے ہیں استفادہ نہر سے روکے جائیں گے لیکن شیخ الاسلام امام عبدالعزیز احمد البھاریؒ حلوئی کی رائے مقتنعین محصول کو استفادہ نہر سے روکنے کی نہیں ہے کیونکہ ایسی صورت میں ان کا حق ضائع ہوگا اسلئے استفادہ نہر سے ممنوع مقصور نہ ہوں گے۔ البتہ ان سے واجب الوصول محصول حاصل کیا جاسکیگا ادائی کی جو بھی صورت عدالت مقرر کرے۔

۹۔ ایک جانور کے دو مالک ہوں ان میں سے ایک جانور پر خرچ کرنے سے انکار کرے اور دوسرا شریک قاضی سے اس پر خرچ کرنے کی درخواست کرے تو خرچ کنندہ شریک متطوع نہ ہوگا اور قاضی شریک متمنع کو اس پر خرچ کرنے یا اپنے حصے کو فروخت کرنے کے لیے کہے گا اور اس حکم پر اس کو مجبور کرنے کا بھی حق رہے گا کیونکہ عدم جبر میں شریک کی ملک کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔

۱۰۔ اگر نہر ایک شخص کی ملک ہو لیکن اس میں دیگر لوگوں کو شفعہ کا حق بھی پہنچتا ہو حسب رائے قاضی امام ابوعلیٰ سنفی شخص واحد جس کی ملک ہے وہ نہر کی اصلاح اور درستگی پر مجبور کیا جائے گا اور مستحقین حق شفعہ درستی پر مجبور نہیں کئے جائیں گے کیونکہ ان کو توجہ دلانا یا ان کو درستی پر مجبور کرنا محالات سے ہے اسکے مقابلے میں اگر شخص واحد مجبور نہ کیا جائے تو تمام مسلمین کا مفاد ضائع ہونے کا اندیشہ ہے یہی حال کنوئیں کا بھی ہے جب کہ اس میں دیگر لوگوں کو حق شفعہ پہنچتا ہو صرف شخص واحد جس کی ملک ہے وہی اصلاح پر مجبور کیا جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ جبر سے متعلق چار صورتیں (۱) نہر مشترک - نہر واحد جس میں دوسرے لوگوں کو حق شفعہ پہنچتا ہے۔ کنواں واحد جس میں دوسرے لوگوں کو شفعہ کا استحقاق ہے) بیان کی گئی ہیں ان میں سوائے نہر مشترک کے باقی سب صورتوں میں متمنع اصلاح شخص کو اس کی اصلاح اور درستی پر جبر کیا جائے گا اس پر چھوڑ علماء کو اتفاق ہے۔

۱۱۔ گھریا دوکان دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ان کی تقسیم بھی ناممکن ہو ایسی حالت میں دونوں میں جھگڑا ہو جائے ان میں کا ایک گھریا دوکان کے

۱۲۔ شریعت نے یہ حق صرف ان کو دیا ہے جو بیع سے کسی قسم کا تعلق بوجہ شرکت حق یا ہمسائیگی رکھتے ہوں ایسے اصحاب اس امر کے مجاز ہیں کہ بائع کی جائداد کو اس قیمت پر جس پر اس نے جائداد کو فروخت کیا فروخت کر رہا ہے اسی قیمت پر شفعہ کے ذریعے حاصل کرے مستحقین شفعہ کو بائع پر جبر کرنے کا بھی اختیار دیا ہے۔ (کنز الدقائق)

محصول کی ادائی سے اس طرح انکار کرے کہ نہ میں ادا کرتا ہوں اور نہ اس سے مستفید ہوتا ہوں، اس کے مقابلے میں دوسرے نے کہا میں اس سے فائدہ اٹھاتا چاہتا ہوں، ایسی صورت میں شریعت کا حکم ہے کہ متنع شخص کو ادائی محصول پر مجبور کیا جائے گا اور جبر کے ساتھ اس کو فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جائے گا کیونکہ عدم جبر کی صورت میں شریک کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

۱۲۔ کسی نے ایک شخص کے لیے گھوٹوں کی اور دوسرے کے لیے اس کے بھوسے کی وصیت کرے ایسی صورت میں بتلایا گیا ہے کہ وصیت کا نفاذ ثلث حصے سے عمل میں آتا ہے اگر ثلث حصے میں اور کچھ حصہ باقی موجود ہے تو اس باقی حصے سے گھوٹوں اور بھوسہ کو علیحدہ کر لیا جائے گا اور باقی نہ رہنے کی صورت میں دونوں پر چھٹکارے کے مصارف عائد ہوں گے کیونکہ بھوسہ کوئی پوشیدہ شے نہیں ہے بلکہ ظاہر ہے اس کے چھٹکارے میں دونوں کو حصول منفعت کا امکان ہے۔

۱۳۔ کسی نے ایک شخص کے لیے تیل کی اور دوسرے کے لیے اس کے کھلی کی وصیت کرے ایسی صورت میں تیل سے کھلی علیحدہ کرانے کی ذمہ داری تیل کے موصیٰ لہ پر عائد ہوگی کیونکہ تیل ایک پوشیدہ شے ہے اور پوشیدہ شے کو ظاہر کرنا موصیٰ لہ پر ضروری ہے اور اس اظہار ضرورت کی بنا پر اس کے مصارف علیحدگی کی ذمہ داری صرف تیل کے موصیٰ لہ پر عائد ہوگی اور اسی طرح دودھ اور مسکھ کی صورت میں عمل ہوگا۔

۱۴۔ کسی نے ایک شخص کے لیے زندہ بکری کے گوشت کی اور دوسرے کے لیے چمڑے کی وصیت کرے ایسی صورت میں صاحب گوشت موصیٰ لہ کے ذمہ علیحدگی کی اجرت عائد ہوگی البتہ ذبح کی ہوئی بکری میں بھی نمبر ۱۳ کے موافق عمل ہوگا ان دونوں صورتوں میں حضرت امام حمہ کی بھی یہی رائے ہے۔ (از شرح نفقات)

نوٹ :- مشترک اشیاء اور ان کے نفقے از قسم اصلاح اور ادائی محصول سے متعلق (۱۴) صورتیں بتلانی گئی ہیں ان صورتوں کے موافق آج ہمارے جن مسائل میں اس قسم کی شکل پیدا ہو ان کا تعفیہ شرعی اصول سے ہو سکتا ہے۔ اشتراک میں جو بچیدگیاں حصہ داران کو پیدا ہوتی رہتی ہیں ان کا ارتقاء متذکرہ صدر اصولوں سے بخوبی ہو سکتا ہے (مرتب)

غیر مسلمانوں کے عام حقوق

شرع اسلام میں احکام کا نفاذ پر بناء دین اسلام ہوتا ہے اس لیے ایک غیر مسلم شخص کی شرعی اہلیت ناقص متصور ہوگی یعنی شریعت غرا کے نفاذ میں اس کا جہل مانع اور مزاحم ہوگا اس لحاظ سے شریعت اسلام کو غیر مسلموں سے جو تعلق ہے وہ محض ملکی ہے یعنی وہ صرف ان غیر مسلموں پر جاری اور نافذ ہوتا ہے جو اسلامی سلطنت کے حدود ارضی میں رہتے ہیں اور ایسے غیر مسلمین کو دیوانی اور تعزیریاتی قوانین میں ایک مسلمان کے مانند حقوق دیے گئے ہیں یعنی جرائم کی جو سزا مسلمان کو دی جائے گی وہی غیر مسلم کو دی جائے گی غیر مسلم کا مال مسلمان چرائے یا مسلمان کا مال غیر مسلم چرائے ان سب صورتوں میں سارق کا ہاتھ کاٹا جائے گا کوئی مسلمان غیر مسلم مسلمان عورت سے یا اس کے خلاف زنا کرے ہر حالت میں دونوں مساوی سزائے متعلق ہوں گے۔

دیوانی قوانین میں بھی مسلمان اور غیر مسلمان دونوں کا مساوی درجہ ہے حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ اموالہم کا موالتا کے معنی یہی ہیں کہ ان کے مال کی ویسی ہی حفاظت ہونی چاہئے جیسی مسلمانوں کے مال کی ہوتی ہے ایسی صورت میں ان کے حقوق کا اس قدر لحاظ رکھا گیا ہے کہ کوئی مسلمان ان کی شراب یا ان کے خنزیر کو تلف کر دے تو مسلمان پر ضمان (دंड یا تادان) لازم آئے گا جیسا کہ فیہم المسلم۔ قیمہ خمرہ و خنزیرہ و اذلفہ اللہ کوئی غیر مسلم اس امر کا کسی طرح مجاز نہ ہوگا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشان میں گستاخی کرے۔

غیر مسلمین کے معاملات کے متعلق بتلایا گیا ہے کہ شریعت اسلام کبھی بھی ان کے عقائد اور ان کے معاملات میں مداخلت نہیں کرے گی ان کے تمام معاملات ان کی شریعت

اور ان کے قوانین کے مطابق طے کئے جائیں گے اسلامی شریعت ان پر نافذ نہیں ہوگی غیر مسلمین کے معاہدہ جتنے افعال کی حرمت ان کے مذہب میں ثابت ہو اس کے متعلق وہ ہر حال میں منع کئے جائیں گے البتہ جو افعال ان کے ہاں جائز اور اسلام میں ممنوع ہوں وہ اپنی آبادیوں میں آزادی سے کر سکیں گے خاص اسلامی آبادی میں حکومت اسلامی کو اختیار ہوگا کہ انھیں آزادی دے یا نہ دے بلکہ انصار مسلمین (ایسے مقام جہاں نماز جمعہ ادا ہو سکتی ہے وہ انصار مسلمین کہلاتے ہیں) میں انھیں عثمانیہ طور سے صلیبوں اور مورتیوں کے جلوس نکالنے کی قطعاً اجازت نہ ہوگی اور انصار مسلمین میں جب کہ ان کے معاہدہ قدیم سے موجود ہوں تو ان کو ترمیم کی اجازت ہوگی، لیکن جدید معاہدہ بنانے کا انھیں حق نہ ہوگا۔ البتہ جو مقامات انصار مسلمین نہ ہوں وہاں جدید معاہدہ کی تیاری کا حکم حاصل کر سکیں گے۔

اگر اسلامی سلطنت میں کوئی غیر مسلم ایسی عورت سے عقد کرے جو شریعت اسلام کے مطابق نہ ہو تو شریعت اسلام اس کی مانع نہ ہوگی بلکہ زوجہ کی طرف سے نان و نفقہ کا دعویٰ ہو تو عدالت کو اس کی ڈگری دینے میں کبھی تاخیر نہ ہوگا اگر یہی غیر مسلم بعد میں مسلمان ہو جائے تو کسی شخص کو یہ حق نہ ہوگا کہ اس کے پہلے کے طرز عمل کی وجہ سے اس پر بے عصمتی کا الزام لگائے بشرطیکہ اسلام کے بعد وہ اپنی سابقہ زوجہ سے علیحدہ ہو گیا ہو۔

غیر مسلمین اور ان کے نفقوں کا انتظام ہے:- امام ابی یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کو

۱۔ بدائع جلد ۳ صفحہ ۱۱۳۱۔ بدائع جلد ۳ احکام السلطانیہ از امام ابو الحسن متوفی ۳۲۰ھ
 ۲۔ اسی طرح کی ایک مثال دولت اسلامیہ صفیہ حیدر آباد میں بھی موجود ہے جیسا کہ احکام صیغہ مذہبی مجید
 ۳۔ ربيع الاول ۱۲۸۵ھ ۹ شہر ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ میں لکھا ہوا بلکہ بذریعہ اس اعلان کے عام طور پر اطلاع دی جاتی ہے کہ اندرون
 دیپرون بلوہ اور جہاں کہیں مالک محروسہ سرکار عالی میں اہل اسلام کی زیادہ آبادی ہو وہاں دیول ڈگری
 جو پہلے سے قائم ہو ان کی عمارت موجودہ میں توسیع و ترمیم نہ کی جائے بلکہ وہ (معاہدہ) اسی حالت میں
 رہیں جیسا کہ سابق میں تھے لفظ جو جدیدہ اسلامیہ جز اول باب ۲۰ صفحہ ۲۰۵۔
 ۴۔ کتاب النفقات صفحہ ۶۳۔

ان مسائل میں عام طور سے حضرت امام ابو حنیفہؒ کی رائے سے اختلاف ہے ان کے نزدیک شرعاً مجوسی کی ہر وہ عورت جو اس کے محرمات سے ہونا و نفقہ نہیں دلایا جاسکتا کیونکہ یہ ایسے روج کی عملی تائید ہوگی مگر حضرت امام ابو حنیفہؒ کی رائے کی تائید اس بنا پر ہو سکتی ہے کہ اگر شریعت اسلام ایسی حالت میں نان و نفقہ کے دلانے سے انکار کر دے تو اس کا نتیجہ تلف جان ہونا ممکن ہے۔

غیر مسلمین کے نام ایک شخص مسلمان اور فقیر ہو اور اس کا بیٹا جو غیر مسلم ہے المدا رہو تو حسب رائے نفقوں کی اجرائی | حضرت امام ابو حنیفہؒ بیٹا باپ کے نان و نفقہ پر مجبور کیا جائے گا اس لیے کہ باپ کے نفقہ کے لیے کفر کی حالت مانع نہیں باپ کے سوا دادا اور نانا کے نفقہ کی ادائیگی بھی بیٹے کے لیے ضروری ہوگی زوج اور زوجہ کی صورت میں بھی شوہر مجوسی کے نفقہ کے لیے مجبور کیا جائے گا اس کے سوا کسی اور محرم کے نفقہ کی ادائیگی باہم ایک دوسرے پر لازم نہ ہوگی۔

اہل ذمہ بھی باوجود اختلاف مذاہب سوائے والدین اور اجداد کے کسی محرم کے نفقہ پر مجبور نہیں کئے جائیں گے۔

بسط (جو مرتبہ حضرت امام محمد المتوفی ۲۴۱ھ) میں لکھا ہے کہ اہل ذمہ محرم کے ایصال نفقہ پر مجبور کئے جائیں گے اس موقع پر عدم جبر کا جو ذکر ہے اس کے متعلق صاحب کتاب کی رائے ہے کہ ایک تحریم ایک ملک میں رہتا ہو اور دوسرا ایک ملک میں ایسی صورت میں یہ محرم باہم ایک دوسرے کے ایصال نفقہ پر مجبور نہیں کئے جائیں گے اور اس اعتبار سے عدم جبر کا قول صحیح ہے اگر دونوں اسلامی ملک میں ہوں تو مجبور کئے جائیں گے۔

زوجہ کا نفقہ زوج پر لازم ہوگا اس لیے کہ زوج زوجہ سے متمتع ہوتا ہے طحاظ متمتع ایصال نفقہ کا حکم دیا جائے گا ذمی اگر کسی محرم سے نکاح کرے تو اس صورت میں بھی زوجہ کا نفقہ زوج پر ہوگا حضرت امام ابو یوسفؒ اور حضرت امام محمدؒ کو اس سے اختلاف ہے لیکن فتویٰ حضرت امام صاحب کی رائے سب سے زیادہ اچھا ہے (شرح کتاب النفقات صفحہ ۳۶)

۱۔ بسط از حضرت امام محمد جس کے قلمی نسخے کتب خانہ قسطنطنیہ حرم شریف مکہ مکرمہ اور احیاء المعانی حیدرآباد دکن میں موجود ہیں۔ ۲۔ امام ابی بکر احمد بن عمر انصاری الشافعی (المتوفی ۲۴۱ھ)

اگر کسی غیر مسلم ریاست کے غیر مسلم اشخاص امن و امان کی غرض سے اسلامی سلطنت میں مقیم ہوں اور یہ ہمارے اہل ذمہ سے ہو جائیں تو ان کے جھگڑوں کا تصفیہ ہو سکے گا اور اگر یہ ہمارے اہل ذمہ سے نہ ہوں تو ان کو نان و نفقہ اور دیگر خصوصیتوں کا انصاف اسلامی عدالت کے ذریعہ کیا جائے گا۔ اسلامی اصول کے تحت تقسیم وراثت کے سلسلے میں اختلاف دین مانع اثر بتلایا گیا ہے مسلمان لڑکا غیر مسلم باپ کی میراث سے شرعاً محروم رہے گا اور اس طرح غیر مسلم شخص مسلمان کی وراثت سے محروم ہو گا۔ غیر قوموں کے ساتھ مسلمانوں کے اسلامی تعلیمات کی رو سے جب مسلمان کسی شہر کو فتح کرنے کا تعلقات کس طرح رہنا چاہئے ارادہ کریں یا فتح کر لیں تو ان پر ضروری ہے کہ وہاں کے لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دیں وہ

اس کو قبول کر لیں تو پھر مسلمانوں میں اور ان میں کسی قسم کا فرق نہیں ہو گا اور اگر وہ اس دعوت کو قبول نہ کریں تو وہ ہمیشہ ذمی اپنے مذہب پر باقی رہیں گے ایسی صورت میں انھیں ایک ٹیکس (جزیہ) ادا کرنا ہو گا اس ٹیکس کی ادائیگی کے بعد جن قدر زمینیں ذمیوں کے قبضے میں تھیں اسلامی حکومتوں نے اپنے ہر عہد میں ان پر کمال کھیں یہاں تک کہ اگر خلیفہ وقت یا بادشاہ کو مسجد یا کسی اور عمارت کی غرض سے زمین لینے کی ضرورت ہوتی تو وہ معاوضہ دے کر لے جاتی تھیں یہ کچھ ذمیوں کی حفاظت سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص ارشاد و تاکید ہے۔
 من اذی ذمیاً فقد اذانی | جس شخص نے کسی ذمی کو تکلیف دی اُسے جھکو تکلیف دی ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:-

من اذی ذمیاً فانا نغصہ | جو شخص کسی ذمی کو تکلیف پہنچائے گا میں اس سے گنت خصمہ خصمتہ يوم القيامة جھکو اکر دوں گا اور جس سے میں جھکو اکر دوں گا قیامت میں میں اس پر غالب آ جاؤں گا۔

۱۔ شرح کتاب النفقات صفحہ ۳۶۔ ۲۔ حدیث میں ہے کہ قال لایوث المسلم دلاً لکافر المسلم رواہ ترمذی۔ ۳۔ مختار بر حاشیہ رد المحتار جلد ۲ کتاب الفرائض و کتاب الاثار صفحہ ۱۷۱۔ ۴۔ جزیرہ ایک ٹیکس ہے جو فی کس وصول کیا جاتا ہے اور اس کی ادائیگی سے بچے اور عورتیں مستثنیٰ ہیں۔ ۵۔ فتح البلدان صفحہ ۳۵۱۔

خلاصہ کہ اسلامی تعلیم کا یہ خودیچہ تھا کہ مسلمان جس ملک میں گئے فاتح ہونے کی حیثیت سے کبھی بھی کسی دوسری قوموں پر ظلم و ستم نہیں کیا اور نہ ان پر معاشرتی معاملات میں اپنی برتری اور نفوق کو بتایا بلکہ اجتماعی اور اقتصادی امور میں ایک دوسرے کے برابر کے شریک رہے اور ان میں جو امور اچھے نظر آئے انھیں بلا تکلف اختیار کر لیا بشرطیکہ وہ اسلام کی کسی اصل سے متصادم نہ ہوں۔ صحیح حدیث میں ہے:-

الحكمة ضالة المؤمن فحيث وجدها | حكمة مؤمن کی گم شدہ متاع ہے جہاں کہیں ملے
نہو احمق بھا۔ | اس کو حاصل کر لینا چاہئے۔ کیونکہ وہی اس کا
(رواہ الترمذی عن ابی ہریرہ) زیادہ حق دار ہے۔

مسلمانوں کے یہی وہ اخلاق فاضلہ تھے جن کی بدولت انھوں نے جہاں کہیں گئے، حکمت اور موعظت کے ذریعے غیر اقوام کے دلوں کو فتح کر لیا اور ان کو اپنے اندر جذب کر لیا اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ اسلامی حکومتوں کے عہد میں مسلمان اور ذمی عموماً برابری کی حقانیت سے رہتے تھے سرکاری مناصب میں مجالس عامہ میں اور عام معاشرتیں فاتح مفتوح کی کچھ تمیز نہ تھی یہی حال ہندوستان کا بھی تھا ہندوستان میں فاتح اور مفتوح کے حقوق فوجداری معاملات میں مساوی تھے سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں کئی غیر مسلم مقتولین کا قصاص مسلم قاتلین سے یا گیا غرض اسی قسم کی ہمدانیاں تاریخ ہند میں ملے گی۔

حیوانات سے ہمدردی کا حکم | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک شخص راہ چلتا تھا اسے سخت پیاس لگی کنواں ملا کنویں

کے اندر رات کر اس نے پانی پیاجب باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا زبان باہر نکالے پیاس کے مارے غم ناک زمین کو چاٹ رہا ہے اس شخص نے کہا کتے کو بھی پیاس لگی ہے جیسے مجھے لگی تھی پھر دو کنویں میں اترا اپنا موزہ پانی سے بھر کر لایا اور کتے کو بلایا خدا نے اس عمل کو قبول فرما کر اس

۱۔ اذاع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة۔ تم اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔ ۲۔ مقالات شبلی جلد اول صفحہ ۲۱۰۔ ۳۔ تہذیب جھانگیر صفحہ ۳۳۲ مطبوعہ علیگڑھ ۹۔

شخص کو بخش دیا صحابہ نے مسکود دریافت کیا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حیوانات کے لیے بھی ہم کو اجر ملے گا جواب میں ارشاد فرمایا :-

ہر ایک جاندار جس کے پیچھے میں نم (جو زندہ ہے) ہے اس کے متعلق تم کو اجر ملیگا (۱) اگر مالک اپنے جانوروں کو پوری خوراک نہ دیں یا طاقت سے زیادہ کام لیں تو ان سے مواخذہ ہوگا

(۲) اگر کوئی شخص جانوروں کو اندرون یا بیرون شہر میں پائے اور مالک اسلی کے ہاں پہنچانے کی غرض سے اس پر کچھ خرچ کرے تو یہ عمل متطوع (موجب ثواب) ہوگا۔ اس قسم کے جانوروں کی حفاظت پر جو کچھ اخراجات عاید ہوں گے ان کے متعلق تاقی نور کرے گا کہ ان جانوروں کے صاحب کے لیے اس پر خرچ کرنا مفید ہے یا نہیں فائدہ کی صورت میں خرچ کی اجازت دے گا اور اگر اس کی رائے میں ترکہ نفاق (خرچ) مناسب ہو تو اس کے فروخت کا حکم دے گا اور اس کی قیمت محفوظ رہے گی کسی حال میں بغیر اجازت عدالت جو کچھ خرچ ہوا ہو اس کی دگرری صاحب جانوروں کے نام اجراء ہو سکے گی۔

ہبہ اور وقف کے احکام

ہبہ کی تعریف | شریعت میں ہبہ اس کو کہتے ہیں کہ آدمی اپنی بائداد کو بلا کسی عوض کے دوسرے کو مالک کر دے جو شخص ایسا عمل کرتا ہے اس کو واجب اور جس کو اس کا مالک کرتا ہے اس کو موهوب کہتے ہیں اور جس چیز کو ہبہ کرتا ہے وہ موهوب (جائداد موهوبہ) کہلاتی ہے۔

معادہ ہبہ کی اجرائی | ہبہ کا شمار معاہدات میں ہے اس لیے ہبہ کا ثل اس وقت درست ہوگا

۱۔ بخاری۔ ۲۔ احکام السلطانیہ باب (۱۰) از امام ابو الحسن الماوردی سنو فی شمسہ۔

۳۔ شرح کتاب النفقات صفحہ ۱۵۰۔ قدوری۔

جب کہ داہب عاقل، بالغ ہو، زشی ہو، وہ داہب کی ملک ہو۔ تب داہب کی طرف سے
 ایجاب اور موہوب لہ اس کو قبول کر کے قبضہ کر لے۔ قبضہ کے متعلق بتلایا گیا ہے کہ قبضہ اسی وقت
 ہو یا بعد ہر حالت میں قبضہ کا ہونا ضروری ہے۔ اگر معاہدہ ہبہ کی تکمیل کے پہلے جائیداد موہوب ہو جائے
 کے پاس ہے تو اب موہوب لہ بغیر قبضہ کے مالک ہو جائے گا اور اگر باپ اپنے نابالغ بچے کو ہبہ
 کرے تو صرف ایجاب سے معاہدہ ہبہ کی تکمیل ہو جائے گی کیونکہ باپ کی حیثیت ولی کی بھی ہے
 اس لیے باپ کا ہی قبضہ متصور ہوگا۔ ہر حال میں موہوب لہ کا قبضہ ضروری ہے۔ موہوب لہ
 بذات خود قبضہ لے یا اس کا وکیل یا مختار اگر زن و شوہر میں ہبہ کا عمل ہو اور دونوں
 اس مکان میں رہتے ہوں تو یا عمل بھی جائز متصور ہوگا اس کے برخلاف کوئی ہبہ بغیر قبضہ
 کے مکمل نہ ہوگا۔

ہبہ کے اقسام ہبہ کی تعریف میں بتلایا گیا ہے کہ ہبہ بلا معاوضہ ہوتا ہے، اگر معاوضہ
 کی صورت میں ہو تو ہبہ بالعوض بھی ہو سکے گا۔ ہبہ بالعوض کے
 معنی اس ہبہ کے ہیں جس کا معاوضہ دیا جائے یہ دو قسم کا ہوتا ہے۔

(۱) سادہ ہبہ (۲) ہبہ بالعوض سادہ ہبہ میں موہوب لہ جو عوض دیتا ہے وہ
 اپنی خوشی اور مرضی سے دیتا ہے اس میں عوض کا کافی ہونا لازم نہیں ہے اور اس کی تمام تر
 نوعیت ہبہ کی ہے اس میں بیع کا کوئی شائبہ نہیں البتہ ہبہ بالعوض یا ہبہ بشرط العوض میں
 عوض دینے کا فریقین میں صراحت سے بیان ہوتا ہے اس شکل میں شئی موہوبہ اور عوض

۱۔ درختار بر حاشیہ رد مختار ص ۱۱۱ جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ کتاب الہبہ میں شرائط صححتہا فی الہاب العقول والبلوغ
 والملك بتلایا گیا ہے۔ ۲۔ عالمگیری جلد ۱ کتاب الہبہ صفحہ ۲۱۵۔ ۳۔ مقدمہ محمد حسین بنام عبدالرزاق دکن لارپورٹ
 جلد ۱ صفحہ ۳۴۸۔ ۴۔ عالمگیری جلد ۱ کتاب الہبہ، مقدمہ محمد حسین بنام عبدالرزاق دکن لارپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۱۸
 مقدمہ امیر النسا بیگم بنام عباد والنسا بیگم لارپورٹ کد، بابۃ شمسہ بجوالہ اصول شرح اسلام صفحہ ۲۱۵
 دکنہ والنسا بیگم بنام الخف والنسا بیگم دکن لارپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۲۔ ۵۔ وقتم الہبہ بالقبض الکامل از
 رد مختار بر حاشیہ رد مختار جلد ۱ کتاب الہبہ صفحہ ۵۲۳ وفادنی ہمدویہ جلد ۱ کتاب الہبہ صفحہ ۵۴۱۔ ۶۔ مقدمہ
 بادشاہ بی نام محمد ثانی بانی کار ازید روکن لارپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۴۱ مقدمہ خدیجہ بی نام عبدی بی دکن لارپورٹ جلد ۱
 صفحہ ۴۴۔

دونوں پر مہبہ کے احکام اس وقت جاری ہوں گے جب کہ معاوضہ ادا ہوا اور جائیداد کو جو یہ پر مہوب لہ کا قبضہ ہو جائے مگر مہوب کا قبضہ نہ ہو اور قبضے کے پہلے کوئی ایک مرجع سے تو مہبہ باطل ہوگا جیسا کہ درختاریں و اذوقعت الہیۃ بشرط العوض المعین فہی ہبۃ ابتداء فیشترط التقابض فی العوضین بتلایا گیا ہے۔ واجب قبضہ وہی کے بعد اور عوض کے حوالہ کئے جانے کے قبل کسی وقت بھی مہبہ کو منسوخ کر دینے کا مجاز ہے مگر عوض کے حوالے ہو جانے کے بعد اس کی حیثیت بیع کی ہو جائے گی اس لیے کسی فریق کو اس کی تنسیخ کا حق باقی نہ رہے گا۔ اور اس سے شفعہ کے احکام متعلق ہو جائیں گے۔

مشاع کی تعریف | مشاع کی اصطلاح لفظ شیوع سے نکلی ہے جس کے لغوی معنی بے ترتیبی کے ہیں شرع میں ایک شخص سے زیادہ اشخاص کے حقوق مالکانہ کو کسی شئی میں مخلوط کر دینے کو کہتے ہیں یا جائیداد مقولہ یا غیر مقولہ میں غیر منقسم حصہ مشاع کہلاتا ہے مشاع کی دو صورتیں ہوں گی پہلی صورت میں جائیداد قابل تقسیم ہوگی اور دوسری صورت میں ناقابل تقسیم ان ہر دو صورتوں میں اگر کوئی شخص اپنی جائیداد مہبہ کر دے تو اس کا عمل کلیتہً غیر موثر اور کالعدم نہ ہوگا بلکہ تقسیم کے بعد اس جائیداد پر قبضہ و ید یا جائے تو تکمیل مہبہ کے لیے کافی ہوگا جیسا کہ ایسی جائیداد مشاع جو فی نفسہ ناقابل تقسیم ہو مگر واجب کا حصہ معین ہو تو اس کا مہبہ جائز ہے جیسا کہ قدوری کتاب الہبہ میں و ہبۃ المشاع فیما لا یقتضیٰ جماعۃً بتلایا گیا ہے اگر جائیداد مشاع میں حصہ معین نہ ہو تو مہبہ کا عمل جائز نہ ہوگا جیسا کہ درختاریں سے۔

فان قسمۃً و سلمۃً صح و کوسلۃً شائعاً لا مالکۃ فلا ینفذ تصرفہ فیہ۔
مشرکہ جائیداد کی صورت میں کسی جائیداد پر کلیت کا حق خالص اور منجز کہ دونوں حیثیت سے ہو سکتا ہے جب کسی جائیداد کے مالک دیا اس سے زائد اشخاص ہوتے ہیں تو یہ جائیداد مشرکہ کہلاتی ہے جس کی

۱۔ درختار کی عبارت یہ ہے الہبۃ الفاسدۃ تفتید الملک یا القبض و بہ یقتنی۔ اس کے علاوہ ملاحظہ ہو مقدمہ مختار احمد بنام زبیدہ جان جلد ۱۱ الہ آباد صفحہ ۴۶۰ پر یو کی کونسل۔ و مقدمہ فیروز بی بنام عبدال فی دکن لاہورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۴۴۔ ۲۔ مقدمہ قائم حسین بنام شریف الدین شاہ لاہ آباد ۲۸۵۔ ۳۔ درختار جلد ۱۱ ص ۴۶۰۔ ۴۔ مقدمہ سنا بائی بنام ابراہا بی جلد ۱۰ ص ۴۶۰۔

وجہ سے جائیداد کے ہر حصے پر ہر مالک کو اپنے حصے کے موافق حق ہوتا ہے اور اس کی موت کے بعد اس کے حصے کے مالک اس کے ورثہ ہوتے ہیں کوئی شریک اس امر کا بجا نہیں کہ وہ تنہا اس شئی پر قابض و متصرف ہو اس حد تک تفصیل معلوم ہونے کے بعد اگر کوئی شخص ملائیم کے اپنا حصہ ہبہ کر دے تو ایسا ہبہ جائز نہ ہوگا مگر شرکاء سے تقسیم کر کے اپنا حصہ مبین اور علیحدہ کر لیا تو ہبہ جائز ہوگا مشروط ہبہ اور اس کا عمل | ہبہ کے ساتھ کوئی ایسی شرط لگائی جائے جو اس کی تکمیل میں نقص پیدا کرتی ہو تو وہ شرط کالعدم ہوگی اور ہبہ کا نفاذ

اس طرح ہوگا گویا اس کے ساتھ کوئی شرط نہیں لگائی گئی تھی جیسا کہ اگر ایک شخص نے مکان عمر کے لیے اس کی زندگی تک وقف کرے تو ہبہ جائز اور شرط کالعدم ہے اسی طرح زید اپنا مکان عمر کو اس شرط کے ساتھ ہبہ کرتا ہے کہ وہ اس کو فروخت نہ کرے ایسی صورت میں بھی شرط کالعدم ہوگی اور مکان ہو ہو بہ کا تنہا مالک عمر ہوگا جیسا کہ بتلایا گیا ہے۔

واعمر تک هذا الشيء - لان العمرى تعليق للحال فثبتت الهبة وبطل ما اقتضاه من شروط الرجوع وكذا لك لو شرط الرجوع صريحاً يبطل الشرط ۛ

مشروط ہبہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ وائے اپنی جائیداد بطریق ہبہ کسی کے نام پر اس شرط کے ساتھ ہبہ کرے کہ وہ اپنی زندگی تک اس کی مقررہ آمدنی سے فائدہ اٹھاتا رہے گا تو یہ ہبہ اور یہ شرط دونوں جائز ہیں ایسی شرط کالعدم نہ ہوگی کیونکہ اس سے جائیداد کے کسی جز کا واپس لینا مقصود نہیں ہے ۛ

چونکہ معاہدہ ہبہ کی تکمیل کے بعد جائیداد ہو ہو بہ کی فوری اور قطعی منتقلی عمل میں آتی ہے اس لیے اگر وائے ہبہ ہو ہو بہ لے سے کہے کہ اگر میں پہلے مر جاؤں تو یہ جائیداد تمھاری ہے اس ہبہ کا

ۛ۔ کنز الدقایق و قدوری کتاب الہبہ۔

ۛ۔ بحر الرائق جلد ۲ کتاب الہبہ صفحہ ۳۱۰۔ دیکھو مقدمہ عبدالغفور بنام نظام الدین ۱۸۹۲ء بمبئی۔ محمد شاہ بنام انیشل ٹرسٹی بنگال ۱۹۱۶ء کلکتہ۔ انڈین کیسز ۲۹۲۔ عبدالکریم بنام عبدالقیوم ۱۹۰۷ء ۲۸ الدیاب ۲۴۲۔ ۳۵ الجلی صفحہ ۱۳۵۔ و مقدمہ محمد بنام فخر جہاں ۱۹۲۲ء انڈین ایپلز ۱۹۵۔ ۲۰۸۔

(۴) شئی موبہ کا موبہ لہ کی ملک سے خارج ہو جانا مثلاً موبہ لہ بھی کسی کو بیع یا ہبہ کر دے

(۵) واہب اور موبہ لہ کا باہم ہبہ کے وقت زوج و زوجہ ہونا۔

(۶) واہب اور موبہ لہ کا باہم قرابت دار رحمی (نسبتی قرابت دار یعنی بھائی بہن یا ان کی اولاد میں یا چچا یا چھوپا کا ہونا)۔ اگر باپ (جو واہب ہو) مفلس و محتاج ہو جائے اور اس کو اپنی تنگ دستی دفع کرنے کے لیے بیٹے (موبہ لہ) کو دی ہوئی چیز واپس لینے کے بغیر کوئی اور عورت نہ ہو تو ایسی عورت میں باپ جائدا موبہ لہ کو موبہ لہ سے واپس لینے کا ہمارا ہوگا جیسا کہ بتلایا گیا ہے۔

قال فی البدایہ فی فائدہ علیہ الخناہ من غیر رضا الولد ولا قضاء القاضی اذا احتاج الیہ فلا ھناق علی ففسد الخ وقال فی الکفایہ من شروح ھذا الکتاب فاند لیستقل بالرجوع فیہا یحب الولدہ عند احتیاجہ الی ذالک فلا ھناق علی انفسہ الخ الی غیر ذالک من معتبرات شافعی اور حنبلی مذہب کی رو سے ایسے ہبہ کی تفسیح جائز ہے

(۷) جائدا موبہ لہ کا ہلاک ہو جانا۔

(۸) اگر ہبہ خیراتی کاموں یا عداقات کے لیے ہے۔

اس کے علاوہ ہبہ سے واہب کا مشا جت کا ہو تو بحکم قاضی ایسا عمل ہو سکے گا، اور قاضی کے لیے ضروری ہوگا کہ عذرات رجعت میں منسلک بالا امور کی کافی جانچ پڑتال کرے اور اگر منسلک بالا امور میں سے کوئی امر واقع نہ ہو تو قاضی تفسیح ہبہ کا حکم دے کیلئے البتہ مالکی مذہب کی رو سے تفسیح کے بعد تفسیح ہبہ کا عمل جائز منقولہ نہ ہوگا۔

۱۔ فتاویٰ النوازل صفحہ ۴۵ کتاب الآثار از حضرت امام ابی یوسف نمبر (۴۸) صفحہ ۱۶۴ عن سمرقۃ
ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کانک الھبۃ لذلک حرم لم یرجع فیہا!
۲۔ فتح القدیر جلد (۷) صفحہ ۵۰۔

۳۔ تحفۃ المبتاج بشرح المنہاج جلد ۲ صفحہ ۳۴۵۔ نیل المارب جلد ۲ صفحہ ۱۰۔

۴۔ فتح البکری صفحہ ۴۰۱۔ شیعہ مذہب میں بعد تفسیح دہی ایسا ہبہ ناقابل تفسیح ہے!

د اہمب مجاز ہو گا کہ شے موبہ کا قبضہ دینے سے پہلے جس وقت چاہے مہبہ کو منسوخ کر لے کیونکہ قبضہ سے پہلے مہبہ کی تکمیل نہیں ہوتی جیسا کہ اسکے اوپر بتلایا گیا ہے۔

صدقہ اور مہبہ کا فرق صدقہ وہ عطا ہے جو مذہبی ثواب کے لیے عمل میں آئے مہبہ کی طرح صدقہ بھی فوری قبضہ دہی کے بغیر جائز نہیں ہوتا اور نہ وہ جائدا و مشاع قابل تقسیم کے متعلق جائز ہو سکتا ہے۔ کسی شے کو بطور صدقہ حوالے کر دینے سے کامل ہو جاتا ہے ایسی صورت میں بعد قبضہ دہی منسوخ نہیں ہو سکتا

مہبہ اور صدقہ کا فرق یہ ہے کہ مہبہ میں مقصد یہ ہوتا ہے کہ موبہ لے کے ساتھ اظہار محبت کیا جائے یا اس کی نظر میں اپنی وقعت اور عظمت بڑھائی جائے برخلاف اس کے صدقے میں مقصد خدا کی خوشنودی حاصل کرنا ہوتا ہے حصول ثواب کے لیے جائدا کو کسی خوش حال یا تنگ دست شخص کو دینا بھی صدقے میں داخل ہے۔
صدقہ اور وقف کا فرق وقف میں اصل شے قطعی طور سے منتقل ہو جاتی ہے اور وقف میں شے ناقابل انتقال ہوتی ہے صرف جائدا کی

آمدنی خیراتی کاموں میں صرف کی جاتی ہے۔

وقف کی تعریف لغت میں وقف کے معنی روکنے کے ہیں اور شریعت میں اس شکل کو کہتے ہیں جس کی رو سے ایک جائدا منتقل کرنے والے شخص کی ملکیت سے نکل جاتی ہے مگر کسی اور انسان کی ملکیت میں نہیں آتی بلکہ اس سے صرف نفع کا حق باقی رہتا ہے، اور اس کے ہدایات کے بموجب اس کا نفع خلق کے کام آتا ہے۔
وقف کے اصطلاحات جس چیز کو وقف کرے اس کو موقوف اور وقف کرینوالے کو واقف کہتے ہیں۔

۱۔ جیسا کہ فتاویٰ النوازل صفحہ ۲۴۸ میں الصدقہ کا لہجہ لا تصح الا بالقبض و بالتجوذ فی مشاع یحتمل القسمۃ بتلایا گیا ہے۔ ۲۴۶۔ فتاویٰ النوازل صفحہ ۲۴۸۔ دیکھو مقدمہ عبد الشکور بنام ابو بکر ۱۹۳۲ء ۵۴۱ بھئی ۲۵۸، ۳۶۹۔ ۲۵۵ کراۃ القانی فی کتاب الوقف و ہدایہ۔ دیکھو مقدمہ ۲۵۵

متولی | متولی سے مراد وہ شخص ہے جس کو وقف نے باغراض انتظام جائداد و تکمیل اغراض وقف یا جس کے مقرر کئے جانے کی مراحت کی ہو یا جس کو حاکم مجاز نے مقرر کیا ہو۔

اغراض و مقاصد وقف | شرع اسلام نے وقف کا مقصد یہ قرار دیا ہے کہ وقف کو عقبی میں اجرا اور دنیا میں مہبہ اور وصیت سے زیادہ تر نیک نامی حاصل کرنے کا موقع ملے۔

شریعت کا یہ ایک سہ قاعدہ ہے کہ اگر وقف کی نیت اچھی نہ ہو تب بھی وقف جائز قرار پائے گا بلکہ اگر ایک غیر مسلم نیک کاموں کے لیے وقف کرنا چاہے تو وہ بھی اپنی جائداد وقف کرنے کا مجاز ہوگا۔ اور وقف کا دوا می ہونا ضروری ہوگا اگر وقف ایک معین مدت کے لیے ہو تو وہ جائز نہ ہوگا۔

وقف و وقف کے خاندان بچوں اور اولاد کے حق میں بھی ہو سکے گا وہ نیز متوفیہ جائداد کی آمدنی سے وقف نہ صرف اپنے نفقے کا انتظام کرے گا بلکہ اگر وہ چاہے تو اپنی زندگی میں جائداد کی کل آمدنی لے سکے گا اور اسی طرح اپنے قرضوں کو ادا کرنے کا انتظام کر سکے گا پھر حال جائداد کے وقف کے وقت شرائط وقف کی مراحت ضروری ہوگی لیکن کوئی وقف اسلام کے عام مصالح کے خلاف نہ ہونا چاہیے جو موجب گناہ ہوں۔ اس کے سوا مذہبی یا خیراتی اور حسنائی کاموں کے لیے بھی ہو سکے گا۔

ہر مسلمان جو عاقل اور بالغ ہو اپنی جائداد کو وقف کرانے کا اختیار رکھے گا لیکن جو وقف وصیت کے ذریعہ سے یا مرض الموت میں کیا جائے گا وہ بغیر وارثوں کی رضامندی کے خالص جائداد کی ایک تہائی سے زیادہ پر نافذ نہ ہوگا۔

۱۔ درختار بر حاشیہ رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۳۹۲۔ ۲۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ کتاب الوتت
 ۳۔ دستور العمل وقف از مطبوعہ جدیدہ اعلامیہ ۴۔ دسے ۲۹ صفحہ ۲۳۔
 ۵۔ ہدایہ ورنجنا جلد ۳ صفحہ ۲۲۔

جاؤاد موقوفہ کے لیے واقف
کا ملک ہونا ضروری ہے
صحیح وقف کے لیے یہ بھی شرط لازمی ہے کہ جو اشیا
وقف کئے جائیں ان پر واقف کی ملک ہونی ضروری ہے
وقف زبانی اور تحریری دونوں طریقوں سے ہو سکتا
ہے وقف قائم کرنے کے لیے الفاظ خاص کا استعمال کرنا

جو مثبت ہوں ضروری ہے مثلاً اس طرح کہنا کہ یہ زمین وقف ہے۔ تا وقتیکہ کوئی شخص اپنی
جاؤاد سے متعلق ایسے الفاظ استعمال نہ کرے وہ موقوفہ متصور نہ ہوگی۔

وقف کے بعد جاؤاد موقوفہ
کی حیثیت
جب کوئی شخص اپنی جاؤاد کو وقف کر دے تو وقف
کے بعد واقف کو وقف سے رجوع کرنے کا شرعاً استحقاق
نہ ہوگا اور نہ کوئی متولی اس کو فروخت یا ہبہ کرنے کا

مجاز ہوگا۔ البتہ واقف کو اگر انی جاؤاد موقوفہ کے لیے کسی کو مقرر کرنا یا اس کو معزول کرنے کا
اختیار رہے گا۔ جو وقف بحالت زندگی کیا جائے وہ جب رائے امام ابی یوسفؒ صرف
مالک کے اعلان وقف سے کامل ہو جاتا ہے۔ اور جب رائے حضرت امام محمدؒ وقف اس وقت
تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ واقف اعلان وقف کے علاوہ کسی شخص کو متولی قرار دیکر جاؤاد
موقوفہ اس کے حوالے نہ کر دے۔

متولی مقرر کرنے کا حق واقف کے عین حیات واقف ہی کو ہے اور خود واقف اپنے

۱۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ کتاب الوقف صفحہ ۳۵۳ و نیز دیکھو مقدمہ شیخ الدین بنام ہلہاد اس ۱۱۴ھ
۳۵۰ھ الزیاد۔

۲۔ فتح القدیر جلد ۵ صفحہ ۱۸۰ و عالمگیری جلد ۲۔

۳۔ در مختار بشرح رد المحتار جلد ۳ کتاب الوقف صفحہ ۳۶۲ و ۳۷۸۔

۴۔ ہدایہ بکلمتہ رنگون اور بمئی کے علاوہ انہوں نے اس اصول کو تسلیم کرتے ہوئے کئی فیصلے لکھے ہیں دیکھو مقدمہ
جان بی بنام عبداللہ بادیر ۱۱۳ھ انصون شرح اسلام فریدوں ص ۲۸۵۔

۵۔ ہدایہ اباداٹیکوٹ نے بھی اسی رائے کو اختیار کیا ہے دیکھو مقدمہ وزیر الدین بنام جیگل پریم برین ۱۱۹ھ
۱۵۔ الزیاد۔

آپ کو پہلا متولی قرار دے سکتا ہے۔ چونکہ واقف اور متولی دونوں ایک ہی شخص ہوتے ہیں اس لیے حقیقی قبضہ منتقل کرنا ضروری نہیں ہوتا خواہ مذکورہ بالا دونوں نظریوں میں سے کوئی نظریہ اختیار کیا جائے اور نہ اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ واقف کا نام بحیثیت مالک کے بدل کر بحیثیت متولی لکھوایا جائے۔

واقف کے شرائط اور اس کی پابندی کا لزوم
چونکہ واقف کی تصریحات نصوص شارع کی طرح واجب التعمیل ہیں اور واقف نے جن امور کی وصیت کی ہو وہ وارث کو اس کے خلاف کرنے کا حق نہ ہوگا۔

جب تک واقف کے وقف نامہ کے لحاظ سے انھیں قابل قبولیت ہوں قاضی ان کے سوا کسی اور کو متولی بنانے کا مجاز نہ ہو کہ البتہ خیانت اور امین نہ ہونے کی صورت میں قاضی کو متولی رہنے کا حق رہے گا اور متولی کی موجودگی میں اگر کوئی متولی (سرشتہ مذہبی یا عدالت) کو کبھی بھی یہ حق ہوگا کہ وہ جائیداد کو فوضہ حق نگرانی کی اجازت حاصل کرے اگر ایسا ہو تو یہیں خلاف شروع ہوگا۔

حاکمیت و بیہت و غیرہ
سلطاطین سابق کے وقف کردہ اور جن سابق کی وقف کردہ جائیداد بہت سی اہلی حشیت بیت المال کی ہے ایسے حاکمیت و بیہت وغیرہ اس وقت کو اختیار ہوگا کہ وہ شرائط واقف کے خلاف بلحاظ ضرورت

وصلت ایک درگاہ کی آمدنی کا پانچ حصہ دوسری درگاہ کی طرف منتقل کرے اور اس کا یہ حکم شرعاً واجب العمل ہوگا۔

بلک مشاع کا وقف
مشاع یا غیر منقسم جائیداد کا حصہ حسب رائے حضرت امام ابی یوسف واقف ہو سکتا ہے خواہ وہ جائیداد قابل تقسیم ہو یا نہ ہو البتہ حضرت

امام ابی محمد کی رائے کے بموجب ایسی جائیداد مشاع کا وقف جو قابل تقسیم ہو جائز نہیں کیونکہ ان کی رائے میں وقف کے جواز کے واسطے ایک لازمی شرط یہ ہے کہ واقف کو تو یہ جائیداد پر متولی کا قبضہ کرنا

۱۔ روزنامہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۲ و نیز دیکھو مقدمہ عبدالرزاق بنام جسٹس ہائی بمبئی لاہور رٹ صفحہ ۵۵ و ۵۶۔

۲۔ روزنامہ جلد ۲ کتاب الوقف صفحہ ۲۶۷۔ ۳۔ روزنامہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۰۔

۴۔ حاشیہ روزنامہ جلد ۲ کتاب الوقف۔ ۵۔ شامی عالمگیری جلد ۲ کتاب الوقف باب

اوقافی مقدمات میں شہادت اوقافی مقدمات میں شہادت سماعی پینے گواہوں

دینا جائز ہے یا نہیں

جائداد منقولہ کا وقف جائز ہے یا نہیں

اسلام میں غلامی کی حیثیت اور اس کے متعلقہ احکام

کر دینا شکل امر تھا کبھی بھی اسلام نے وقت کی سپرٹ سے جنگ نہیں کی بلکہ تدریجی طور پر ہر مذہب و رسم کی اصلاح کی ہے اس لیے اسلام نے ایران جنگ کو غلام بنانے کی صرف اجازت دی ہے لیکن کم نہیں دیا ہے ایسی اجازت سے فائدہ اٹھایا یا اٹھانا مسلمانوں کا اختیار ہی فعل ہے کسی انسان میں جب کبھی غلامی کی حالت پیدا ہو جاتی ہے تو اس کی حیثیت شخصی حق اور جائداد کی ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ایک مسلمان غلام نہیں بن سکتا مگر ایک کافر حالت غلامی میں مسلمان ہو جائے تو وہ غلام ہی رہتا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو آقا کے حق ملکیت پر اثر پڑنے کا اندیشہ ہوگا۔

چونکہ غلام کی نوعیت تعزیری ہونے کی وجہ سے جائداد کی سی ہو جاتی ہے اس لیے اسلام نے غلام کو آزاد کرنے اور آزادی کے حصول میں اسے مدد دینے کو بڑا ثواب قرار دیا ہے قرآن میں ہے۔

وما ادراک ما العقبہ فاک رقبۃ او اطعوا فی یوم ذی مسقبۃ
یتیم الا مقربۃ او صکینۃ او متربۃ۔ یعنی تو کیا جانتا ہے کہ وہ نیکی کا دشوار گزار راستہ کون ہے وہ یہ ہے کہ ایک گردن (یعنی غلام کی گردن) آزاد کی جائے یا بھوک کے دن میں کسی قریبی یتیم یا خاکسار سکین کو کھانا کھلایا جائے۔

اس قرآنی فرمان کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد ارشادات غلاموں کے آزاد کرنے اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے موجود ہیں۔

ایک دفعہ ایک اعرابی حاضر ہوا اور بولایا رسول اللہ کوئی ایسا عمل بتائیے جس سے جنت میں جا سکوں آپ نے فرمایا ”غلام کو آزاد کر اور گردنوں کو غلامی سے چھڑا“

ایک دوسری حدیث میں ہے جو کوئی کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے گا اس کا ہر عضو اس غلام کے ہر عضو کے بدلے دوزخ سے بچ جائے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے جو کوئی اپنی لونڈی کو اچھی طرح تعلیم و تربیت دے کر آزاد کیا اور اسے اپنے نکاح میں لے آیا تو اس کے لیے دو ہزار ثواب ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارک کے آخری لمحے میں اپنی امت کو جو وصیت فرمائی تھی اس میں پہلے نماز کی تاکید تھی اور اس کے بعد غلاموں سے حسن سلوک کی۔

معدود بن سويد نے ایک مرتبہ حضرت ابو ذر غفاری کو دیکھا کہ جو چادر وہ اوڑھے ہوئے ہیں ویسی ہی ان کے غلام کے بدن پر تھی پوچھا اس کا کیا سبب ہے انھوں نے جواب دیا ایک مرتبہ میں نے ایک غلام کو گالی دی تھی اس نے جا کر رسول اللہ سے شکایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر ناراض ہوئے اور مجھے بلا کر فرمایا ابو ذر تم میں سے ابھی جاہلیت کی بوئیں لگنی پھر فرمایا!

”یہ تمہارے بھائی تمہارے خادم ہیں جنہیں اللہ نے دست نگر بنایا ہے پس جس کسی کا بھائی اس کا ماتحت ہو اُسے چاہیے کہ اس کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پیمٹائے جو خود پہنتا ہے تم ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو اور اگر ایسی کوئی بھاری خدمت ان کے تفویض کر دو تو خود ان کا ہاتھ بٹاؤ۔“

قید سے رہائی، حسن و سلوک، نرمی اور ملاحظت کی ان تاکیدیں احکام کے ساتھ اسلام نے غلاموں کو فوجداری اور دیوانی قوانین میں بھی مساوات کا درجہ دے رکھا ہے جو کوئی ان کا مال چرائے یا ان کو قتل کرے ان کے مقابل میں خواہ وہ آزاد مسلمان ہی کیوں نہ ہو سزا شرعی کا مستحق قرار دیا گیا ہے اور غلام کو مالک کی اجازت سے جائیداد بھی پیدا کرنے کا

حق دیا گیا ہے نہ غیر ظلم سیاست مذہب معاشرت اور زندگی کے ہر شعبہ میں بھی انھیں مساوات کا درجہ دیا گیا ہے یہ کسی طرح اسلامی جماعت میں کمتری کے مستحق قرار نہیں دیئے گئے اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ غلاموں کو آزاد مسلمان خواتین سے عقد نکاح کی اجازت دیجنی ہے اور اس طرح غلام خواتین کو آزاد مسلمانوں نے اپنے عقد میں لایا اس سے مقصد یہ تھا کہ غلاموں کو عزت و آرام سے رکھا جائے اور وہ خاندان کے رکن بن کر رہیں یہ وہ طریقہ ہے جس کی وجہ سے اسلام نے غلامی کو گھٹانے کے اختیار کیے جسکی نظر دنیا کے کسی اور مذہب یا سیاسی جماعتوں میں نہیں مل سکتی!

اوپر یہ بتلادیا گیا ہے کہ وجہ غلامی غلام کی حیثیت جائداد کی ہی ہو جاتی ہے اس شخصی حق میں بھی غلاموں کو آزادی ملنے کے لیے مکاتبِ مدبر اور اُم ولد کی صورتیں قائم کی گئی ہیں تاکہ شخصی حق کی حفاظت کے ساتھ غلاموں کو غلامی سے رہائی ملے۔

مکاتب مکاتب وہ غلام ہے جس سے مالک نے اس کے آزاد کرنے کے لیے کچھ روپیہ

مدبر اگر کوئی شخص اپنے غلام کو اس طرح مدبر کرے کہ آزادی کو اپنی موت مطلق پر شرط کرے۔

اُم ولد اگر کسی لونڈی کو اس کے مالک سے اولاد ہو جائے و اُم ولد کہلائے گی۔ چونکہ غلام آقا کی ملک کہلاتا ہے اس لیے وہ بلا اجازت آقا کسی جائداد کا مالک نہیں ہو سکتا مگر وہ نکاح اور طلاق کا اختیار رکھتا ہے لیکن اس صورت میں غلام کی عورت ہر ایک اور رقم کے لیے شوہر کو فروخت کر کے حاصل کرنے کی مجاز نہ ہوگی اس لیے کہ ایسی صورت میں آقا کے حقوق متاثر ہوتے ہیں مگر جب غلام آقا کی اجازت سے نکاح کرے تو اس کی عورت اپنے غلام شوہر کے آقا بننے طلب کرنے کی مجاز ہوگی۔

بتویت مالک لونڈی سے اپنی کسی قسم کی کوئی خدمت نہ لے بلکہ لونڈی کو شوہر کی خدمت کا حق دے تو ایسے طریقہ عمل کو بتویت کہاجائے گا۔

غلاموں کے نفع اور ان کے نکاح کے متعلقہ اصول جس کو اسلام نے جاری کیا ہے ذیل میں بتلا جاتے ہیں جس سے اس امر کی حقیقت واضح ہو جائے گی کہ اسلام میں غلام کی کیا حقیقت تھی

اور اسلام نے کس طرح انسانی حقوق کی حفاظت کی ہے۔

متوفی اشخاص کے غلاموں کا نفقہ
 مالک کہ ان کو علیحدہ یعنی آزاد یا فروخت نہ کر دیا جائے اس لیے کہ یہ غلام بھی میت کا ترکہ کہلا میں گئے اور ان کا نشانہ

میت کی ملک میں ہوگا اس قاعدے کے تحت ملک کا نفقہ ملک پر ہوگا یعنی میت کے متروکہ سے ان کے نفقہ کی ادائیگی ہوگی۔

اموات الاولاد کا نفقہ
 مالک کے فوت ہونے سے اموات الاولاد آزاد ہو جائیں گے ان کا نفقہ متروکہ میت سے ادا نہیں ہوگا کیونکہ اب

ان کے لیے اولاد موجود ہے اولاد کے حصے سے ان کے نفقہ کی ادائیگی ہوگی جیسا کہ اوپر واضح کر دیا گیا ہے کہ منسل ماں کا نفقہ مالہ از بچوں کے حصوں سے ادا ہوگا خواہ وہ بچے چھوٹے ہی ہوں۔
غلاموں اور لونڈیوں کا نفقہ
 غلاموں اور لونڈیوں کا نفقہ ان کے مالکوں پر ہوگا اگر تک ان کے نفقوں سے انکار کریں تو ان کو کسی کما فی پر لٹکا یا جائیگا اور اس کما فی سے انھیں خرچ کرنے کی اجازت دے جائے گی

اور اگر ان کو کوئی پیشہ نہ آتا ہو تو قاضی اسے فروخت کرانے کا حکم دے گا تاکہ مالکیت سے محفوظ رہیں۔
غلام اور اس کی شریعت میں ایصال نفقہ کا حکم اس اصول پر قائم کیا گیا ہے کہ جو شخص کسی دوسرے سے منفعت اٹھائے وہ دوسرے کے نفقہ کا ذمے دار ہوگا۔

اگر کوئی غلام مالک کی اجازت سے آزاد و عورت یا مکاتبہ ام ولد مدبرہ، لونڈی ان میں سے کسی ایک کو اپنے کما میں لائے اور مالک نے ان کو علیحدہ رہنے کی ہنگام دی ہو تو ایسی صورت میں زوجہ کا نفقہ شوہر پر ہوگا، لیکن ان کی اولاد کا نفقہ ان پر واجب نہ ہوگا بلکہ عورت کے آقا پر اس طرح پر ہوگا یعنی۔

۱۔ کنز الدقائق باب النفقہ ۲۔ ایسی لونڈی جس کے مالک نے نکاح کی اجازت دی ہو۔

(۱) اگر کوئی عورت آزاد ہو تو اولاد بھی آزاد ہوگی اور بوجہ حریت ان پر غلام ماں باپ کو ولایت کا حق نہ ہوگا اور نایاب کچے قسم کی محنت اور مشقت پر لگائے جا سکیں گے۔
 (۲) اگر عورت مکاتبہ مدبرہ ام ولد یا لونڈی ہو تو ان کے بچوں کی حیثیت بھی ماں کی حیثیت کے تابع ہوگی اور ان سے پیدا شدہ بچوں کا نفقہ ان عورتوں کے آقاؤں پر ہوگا۔
 غلام عورتوں سے آزاد اگر آزاد شخص مکاتبہ ام ولد مدبرہ یا لونڈی سے
 شخص نکاح کرے تو ان کا نکاح کرے اور مالک نے ان کو علیحدہ رہنے کی اجازت نہ دی
 نفقہ کس پر ہوگا ایسی عورتیں زوجہ کا نفقہ شوہر پر ہوگا لیکن ان سے
 پیدا شدہ بچوں کا نفقہ ان عورتوں کے مالکوں پر ہوگا

نوٹ :- مذکورہ صدر عورتوں کے مالکوں نے علیحدہ رہنے کی اجازت نہ دی ہو تو ایسی صورت میں زوجہ کا نفقہ شوہر پر نہ ہوگا بلکہ ان عورتوں کے مالکوں پر ہوگا۔
 کوئی آزاد شخص لونڈی سے نکاح کرے اور بچے پیدا ہونے کے بعد لونڈی فوت ہو جائے اور اس کا مالک ایسا مفلس ہو جائے کہ اس کا ایصال نفقہ کی قدرت نہ ہو ایسی صورت میں بتلایا گیا ہے کہ باپ اپنے بیٹے کے نفقہ پر مجبور نہیں کیا جائے گا اس لیے کہ اس کا بیٹا لونڈی کی مالک کا محوک ہے البتہ مالک کو اس کے فروخت اور اس پر خرچ کرنے کا اختیار ہے۔ اس کے برخلاف اگر ام ولد یا مدبرہ سے ہو اور اس کا مالک مفلس ہو تو باپ ان پر خرچ کر کے مالک سے حاصل کرنے کا مجاز ہوگا اس لیے کہ ایسی صورت میں مالک کو ان کی فروخت پر مجبور کرنے کا امکان نہیں ہے
 نفقہ کی متفرق صورتیں (۱) اگر کوئی مکاتبہ لونڈی سے نکاح کرے اور اس سے

بچہ پیدا ہو یا نہ ہو اس عرصے میں مکاتبہ نے اپنی عورت کو خریدے اور اس کے بعد اولاد بھی ہو تو ایسی اولاد کا نفقہ مکاتبہ باپ پر ہوگا کیونکہ اب اس کی زوجہ اس کی ملک ہو گئی ہے بوجہ ملک اس سے پیدا شدہ بچوں کا نفقہ مالک پر ہوگا۔
 (۲) اگر مالک اپنی لڑکی کا نکاح غلام سے کرے تو ایسی صورت میں بھی زوجہ کا نفقہ

۱۔ ایسی لونڈی جس کے مالک نے نکاح کی اجازت نہ دی ہو۔

زوج پر ہوگا زوجہ قاضی سے نفقہ طلب کرے۔ تو قاضی غلام شوہر پر نفقہ مقرر کرے گا البتہ بیٹی باپ سے ہرلت میں اپنے غلام شوہر کے نام سے قرض حاصل کرنے کی مجاز رہے گی۔

(۳) اگر کسی شخص کی لونڈی اور غلام دونوں نکاح کر لیں اور مالک ان کے لیے

گھر میں رہنے کا انتظام بھی نہ کیا ہو تو ہر حالت میں ان دونوں کا نفقہ مولیٰ پر ہوگا کیونکہ یہ دونوں مولیٰ کے ملک میں۔

طلاق کی صورتوں میں کوئی شخص لونڈی کے مالک کی اجازت سے عقد کرے اور لونڈی کے مالک نے اس کے لیے علمدہ رہنے کا کوئی انتظام نہ کیا ہو اور شوہر نے نکاح کے بعد اپنی زوجہ اُمّت کو طلاق

رجعی ویدے تو ایام عدت کے نفقہ کے متعلق بتلایا گیا ہے کہ مالک اُمّت کو ہر وقت ان ایام کا نفقہ اُمّت کی شوہر سے حاصل کرنے کا حق رہے گا اور اسی بناء پر قاضی شوہر پر نفقہ عدت مقرر کرنے کا مجاز ہوگا یہ اس لیے کہ طلاق رجعی میں نکاح کا عمل منقطع نہیں ہوتا شوہر چاہا تو اندرون عدت اپنی زوجہ کیے ساتھ وہاں تعلقات قائم رکھ سکتا ہے البتہ

طلاق بائن کی صورت میں باوجودیکہ مالک اپنی لونڈی کو علمدہ رہنے کا انتظام بھی کر دے شوہر پر نفقہ کی ادائیگی نہیں ہوگی کیونکہ طلاق بائن میں عورت کو بیع کرنے کا حق نہیں اور لونڈی کے مالک کو طلب نفقہ کا حق نہ ہوگا اس لیے شوہر کے لیے یہ ضروری ہوگا کہ زوجہ مطلقہ کو اندرون ایام عدت گھر میں رہنے سے نہ روکے اور نہ عورت بہ زمانہ عدت سکونت مقام کا کرایہ طلب کرے۔ جب کہ طلاق کے پہلے شوہر پر سکونت مقام کا لزوم اس لیے نہیں تھا کہ زوجہ کے مالک نے کوئی انتظام نہیں کیا تھا اس لیے طلاق کی حالت میں بھی اس کا لزوم نہیں ہو سکے گا صاحب کتاب کی رائے میں سکونت مقام کی اجرت ضروری ہے لیکن برہان اللامہ کی رائے میں ضروری نہیں اسی پر فتویٰ ہے یہ

اگر کوئی لونڈی یا دبرہ اور مکاتبہ نکاح کے بعد آزاد ہو جائے تو ان کو نکاح کے باقی رکھنے اور توڑ دینے کا اختیار دیا جائے گا اگرچہ ان کا شوہر آزاد ہو اگر وہ تفسیح نکاح پر آمادہ ہوں تو تفریق کر دی جائے گی اور اسی تفریق کسی معصیت کی بناء

متصور نہ ہوگی بلکہ حالت غلامی کا آزادی میں تبدیل ہونے کی وجہ سمجھی جائے گی اور اس شکل میں شوہر پر نفقہ عدت واجب ہوگا مکاتبہ کی صورت میں نفقہ عدت کے ساتھ مقام پرانی سکنی کی اجرت بھی قابل ایصال ہوگی۔

یہ بتلایا گیا ہے کہ لونڈی اور مدبر جو ب مالک کی صورت میں حق نفقہ ہے اور مکاتبہ ہے اور مکاتبہ کی صورت میں مالک مکاتبہ کا تہہ کی قسم کی کوئی خدمت لینے کا مجاز نہیں اس لیے یہ شوہر سے رجوع رست طلاق نفقہ اور مقام سکونت کی حصول کی سختی ہے۔

اسناد جرایم | آج دنیا کے ہر حصے میں قوانین وضوابط مرتب اور نافذ ہیں تاکہ مجرمین کی تعداد میں اضافہ نہ ہو یا جو داس کے ہر حصہ ملک میں مجرمین کی تعداد زیادہ نظر آئے گی اور آئے دن جرائم کی کثرت رہتی ہے اس کی وجہ ضوابط اور قوانین کی کمزوری ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھا کر جرم کے مرتکب بنتے ہی رہتے ہیں۔

دنیا نے جب سے خدائی قوانین میں رد و بدل شروع کر دی اس تاریخ سے جرائم کی کثرت رہی کیونکہ ہر قانون یا قاعدہ کے نفاذ کا مقصد یہ رہتا ہے کہ لوگ جرائم میں کم مرتکب ہوں لیکن ان قوانین میں ایسی گنجائش نہیں جس سے جرائم کا وقوع مفقود ہو جائے۔

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے دنیا سے جرائم کے مٹانے کی کوشش کی تاریخ عالم اور واقعات دنیا شاہد ہیں کہ جہاں کہیں اسلامی حدود رائج رہے وہاں مجرمین کی تعداد میں بے انتہا کمی رہی اور اس کے تمام باشندگان کے لیے امن و سلامتی رہی اور جس تاریخ سے خدائی قوانین میں رد و بدل اور تغیر شروع ہوا جرائم کی کثرت رہی۔

موسیٰ کا رشتن کا قول ہے کہ

”زمین سے اگر قرآن کی حکومت جاتی رہے تو دنیا کا امن و امان کبھی قائم نہ رہ سکیگا۔“

سزائوں کی کیفیت | تعزیریں ضرب قوی لگانی چاہئے اور حد زنا میں کوڑوں کی ضرب تعزیر سے نرم ہونی چاہئے اور شراب خوری کی حد اس سے بھی نرم اور تہمت زنا لگانے کی سزا سب سے نرم ہونی چاہئے۔

حد یا تخریر سے ہلاک اگر امام کسی پر حد جاری کرے یا اس کی تعزیر کرے اور وہ اس کے مدد سے ہلاک ہو جائے تو اس کا خون رائیگاں جائے گا۔

جو سزا شرعاً واجب ہوتی ہے اس میں ذات کی سلامتی کی شرط نہیں ہے اور جو سزا بیابح ہے اس میں ذات کی سلامتی کی شرط ہے چنانچہ قاضی اگر کسی کا غصو کاٹے یا اس کو سزا دے اور وہ اس کے مدد سے مر جائے تو اس کا تادان عاید نہ ہوگا۔

مستامن کا فروں پر کونسی مستامن کا فرمدا اور مستامن کا فرمدا عورت پر حد زنا اور سزا واجب ہوتی ہے حد شراب نوشی عائد نہیں ہوتی البتہ تہمت زنا لگانے کی سزا عائد ہوتی ہے۔

کیا سب سے بالاتر امام پر اگر ایسا امام جس کے اوپر کوئی دوسرا امام نہ ہو چوری کرے حد جاری کی جاسکتی ہے شراب پیئے یا تہمت زنا لگائے تو اس پر حد جاری نہ ہوگی البتہ قتل عمد میں اس پر قصاص اور مال کے تادان ہیں

مال اس پر عائد نہ ہوگا۔

کن لوگوں کے مال کی چوری اگر کوئی شخص اپنے باپ یا دادا یا ماں یا دادی یا اولاد میں ہاتھ کاٹا نہیں جائے گا یا دوسرے ذی حرم سگہ بھائی، بہن، پھوپھی، اور خالہ اور اموں کا مال چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹا نہیں جائے گا کیونکہ

وہ اس کے حق میں مال محفوظ نہیں ہے اگر دوسرے کے مال کو اپنے حرمت کے گھر سے چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

اگر مریاں بیوی ایک دوسرے کا مال چرائیں تو ہاتھ کاٹا نہیں جائے گا کیونکہ ان میں سے کسی کا مال دوسرے کے لیے محفوظ نہیں ہے۔

اگر زمان مین بان کا مال چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹا نہیں جائے گا کیونکہ وہ اس کے

حق میں ال محفوظ نہیں ہے۔

قیدیوں کے ساتھ اہل ایمان نے جہاں انصاف و انصاف کی کوشش کی ہے وہاں قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک اور رعایات و احباب کی بھی تاکید کی ہے جس کی نظیر آج دنیا کی کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی۔

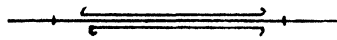
خلیفہ ہارون رشید کے جواب میں حضرت امام ابی یوسفؒ نے لکھا کہ:-
جو قیدی اس قدر غریب ہوں کہ ان کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ ہو ضروری ہے کہ ان کے اخراجات کے لیے یا تو صدقات کی رقم خرچ کی جائے یا بیت المال سے ان کی امداد کی جائے آپ کو اختیار ہے ان دونوں صورتوں میں سے جس صورت کو چاہیں اختیار کریں لیکن میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ ان جرموں میں سے ہر ایک مجرم کو بیت المال سے اتنا دیا جائے کہ وہ ان کی ضروریات کو کافی ہو جائے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ:-

جب شرک قیدیوں کے ساتھ معاملہ چھانکنا اور ان کو کھانا کھلانا ضروری ہے تو پھر ظاہر ہے کہ مسلمان مجرم جس سے عداوت یا خطا کوئی جرم ہو گیا ہو ان کو کس طرح بھوک سے مرنے کے لیے چھوڑا جاسکتا ہے۔ اور حالانکہ اس بے چارے نے جو کچھ کیا ہے یا تو حکم خدا کیا ہے یا وہ اپنی جہالت کا شکار بنا ہے اسے امیر المؤمنین خلفاء کا عیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ وہ قیدیوں کے کھانے پینے اور ان کے موسم گرما و سرما کے لباس کا برابر خیال رکھتے تھے حضرت علیؓ نے عراق میں حضرت امیر معاویہؓ نے شام میں اور کچھ ان کے بعد دوسرے خلفاء نے اپنے اپنے عہد میں ایسا ہی کیا۔

حضرت عمرو بن عبدالعزیزؒ نے اپنے عہد کے نام قیدیوں کے ساتھ حسن رعایت کی تاکید کی تھی:- سلسلہ ہدایات میں یہ بھی لکھا ہے کہ:-

اسے امیر المؤمنین مجرم قیدیوں کو بیت المال سے جو کچھ دیا جائے وہ رومی کی شکل میں نہ دیا جائے کیونکہ اس میں جیل خانوں کے ملازمین کی وجہ سے منافع ہونے کا اندیشہ ہے بلکہ ان کو فتنہ کی صورت میں دینا چاہئے اور اس کام پر ایسے معتبر دیانت دار اور شفیق لوگوں کو مامور کرنا چاہئے جن پر بغین یا خیانت کا کوئی شبہ نہ ہو۔

1.8



كتابات

- | | |
|---|--|
| ٢٥- رحمة الأثر في اختلاف الأئمة مصري | ١- كتاب الآثار |
| ٢٦- رسال تقليل مبرم و مصادرات لاية كروا | ٢- الانشاء و انظار مبرم |
| ٢٧- سراجي | ٣- كتاب اختلاف ابى حنيفة و ابن ابى ليلى |
| ١٨- شرح كتاب النفقات | ٤- ايجاد العلوم |
| ١٩- شرح وقاية | ٥- كتاب الاختيار |
| ٢٠- شفاء الحليل | ٦- الاحكام السلطانية |
| ٢١- شامى | ٧- اصول شرع اسلام |
| ٢٢- صحيح البخارى | ٨- اصول فقه اسلام |
| ٢٣- عقود رسم المفتي | ٩- بلغة المسالك جلد فقه مالكي |
| ٢٤- غناية | ١٠- بحر الرائقي |
| ٢٥- فتاوى عالمي كيري | ١١- بدائع الصنائع |
| ٢٦- فتاوى النوازل مطبوع شاعة العلوم جلد بارود | ١٢- بمبئي لارپورث |
| ٢٧- فتاوى نظاميه | ١٣- توضيح |
| ٢٨- فتاوى واقعات المفتين | ١٤- تلويح |
| ٢٩- فتح القدير | ١٥- ترجمي |
| ٣٠- فتاوى مهدي | ١٦- تحفة المنهاج بشرح المنهاج |
| ٣١- فتاوى القرويه | ١٧- جامع كبير |
| ٣٢- فتاوى مصادرات العاليه | ١٨- جواهر المضيئه |
| ٣٣- فتوح البلدان | ١٩- حجة الله البالغة |
| ٣٤- فتاوى الخلاصه | ٢٠- الحيلة الناجزه از مولانا اشرف علي صاحب |
| ٣٥- فتح البهليل | ٢١- در مختار |
| ٣٦- فتح المعين | ٢٢- الدر المنقبي في شرح الملتقى |
| ٣٧- قدوري | ٢٣- دكن لارپورث جلد ٣٠ راس |
| ٣٨- قانون وزارت حقاينه قاهره مصر | ٢٤- رد المحتار |
| ٣٩- قانون طلاق و طبع ترتيب حجية العلماء | |

- ۴۰۔ قانون طلاق ضلع مجریہ حکومت بھوپال
 ۴۱۔ کنز الدقائق
 ۴۲۔ کنز العمال
 ۴۳۔ کشف الظنون
 ۴۴۔ کتاب الخراج از امام ابی یوسف
 ۴۵۔ کفایہ
 ۴۶۔ محیط سرحی
 ۴۷۔ مقالات شبلی جلد اول
 ۴۸۔ المجلی
 ۴۹۔ نیل المارب جلد ۲
 ۵۰۔ نظائر عثمانیہ عدالت جلد ۳
 ۵۱۔ ہدایہ

اشاریہ

- ۱۔ استیجائی تعریف
 ۲۔ اجرت رضاعت
 ۳۔ آٹا کے فرائض
 ۴۔ آزادی بڑی نعمت ہے حاشیہ
 ۵۔ اسلام میں نکاح کی اہمیت
 ۶۔ انتظام شب باشی
 ۷۔ اشتغالات خانہ داری
 ۸۔ ایام عدت کا نفقہ
 ۹۔ ایلاء اور طہار
 ۱۰۔ ایلاء اور طہار میں نفقہ کی ادائیگی
 ۱۱۔ ایام عدت میں حق وراثت کا پیدائش
 ۱۲۔ اوصیاء
 ۱۳۔ اشیاء وصیت پر قیود
 ۱۴۔ امین کی ذمہ داری
 ۱۵۔ اشخاص متوفی کے وراثت کا نفقہ
 ۱۶۔ اشخاص متوفی کی جائداد اور اس کی حفاظت
 ۱۷۔ اشخاص نابالغ کی جائداد اور اس کی حفاظت
 ۱۸۔ اشخاص متوفی اور ان کے وراثت کا نفقہ
 ۱۹۔ اصحاب محارم کے نام اجرائی نفقہ کے احکام
 ۲۰۔ ایصال نفقہ کی مختلف صورتیں
 ۲۱۔ امین کس تک اپنے افعال کا پابند ہے
 ۲۲۔ اتحسان کے لغوی معنی حاشیہ

صفحہ	۱-۱	ام دلد
۱۰۲	۱۰۲	امعات الاولاد کا نفقہ
۱۰۵	۱۰۵	انسداد جراثم
۱	۱	ب۔ بچے کی شرعی اہلیت
۲	۲	بچے پر عبادت واجب نہیں
۳	۳	برطانوی ہند میں بلوغ کی انتہائی تہ حاشیہ
۴	۴	بلوغ پہنچے ہوئے بچوں کا نفقہ
۵	۵	بچے والی عورتوں کا نفقہ
۶	۶	بچوں کی پرورش سے ماں کا انکار کرنا
۷	۷	اور اس کا انتظام
۸	۸	باب کے بعد بچوں کا نفقہ
۹	۹	بیوی اور بچے کے نفقہ کا فرق
۱۰	۱۰	بلوغ کی انتہائی مدت
۱۱	۱۱	بیویوں کی تعداد
۱۲	۱۲	بیوی اور خادم کے نفقہ کا فرق
۱۳	۱۳	بھاگی ہوئی عورتوں کا نفقہ
۱۴	۱۴	باپ کا نفقہ بیٹوں پر ہوگا
۱۵	۱۵	بیٹا اور بیٹی کی موجودگی میں
۱۶	۱۶	باب کے نفقہ کی تقسیم
۱۷	۱۷	بلوغ کے بعد بچوں کی نگرانی
۱۸	۱۸	بچوں کے حقوق والدین پر
۱۹	۱۹	بائٹھ کی تعریف حاشیہ
۲۰	۲۰	بکالت مرض زوجہ کا نفقہ کس پر ہوگا
۲۱	۲۱	بالا ترامام پر جد جاری ہو سکتی ہیں یا نہیں
صفحہ	۵۹	۱ اسیر کے احکام
۶۰	۶۰	اشخاص غائب اور ان کے ورثہ کا نفقہ
۶۱	۶۱	احکام دیگر عیوب و امراض
۶۲	۶۲	انتظام نفقہ از شوہر مستطیع
۶۳	۶۳	انتظام قرض از مال زوجہ
۶۴	۶۴	اجازت خروج از مکان شوہر
۶۵	۶۵	اقرار سے زوجہ سے قرض لیا جائے
۶۶	۶۶	انتظام نفقہ زوجہ تگدست
۶۷	۶۷	انسداد زود کو ب
۶۸	۶۸	انسداد تہمت
۶۹	۶۹	احکام لعان
۷۰	۷۰	ایلام کے احکام
۷۱	۷۱	ادائی کفارہ ظہار
۷۲	۷۲	ارتداد کی صورت میں فسخ نکاح
۷۳	۷۳	انتظام نشوز زود میں
۷۴	۷۴	ارتداد اور اس کے احکام
۷۵	۷۵	اندیشہ ہلاکت کی صورت میں تفریق
۷۶	۷۶	ارتداد سے مرتد کی ملک جاتی رہیگی
۷۷	۷۷	اشیاء مشترکہ اور ان کے نفقوں کی ذمہ داری
۷۸	۷۸	اغراض و مقاصد وقف
۷۹	۷۹	اوقافی مقامات میں شہادت دینا
۸۰	۸۰	جائز ہے یا نہیں
۸۱	۸۱	اسلام میں غلامی کی حیثیت

حصول نفقہ میں زوجہ کی شکایت ۳۳

حقوق زوجین اور انکی حفاظت ۶۳

خفیہ فقہ کی روشنی میں ضابطہ ۶۸
تحفظ حقوق زوجین

حیوانات سے ہمدردی کا حکم ۸۸

حد یا تعزیر سے ہلاک ہو جانے کا حکم ۱۰۶

خ - خلوت صحیحہ ۱۰۱

خلوت صحیحہ کے اثرات ۱۰۱

خلع اور اس کے احکام ۴۹، ۴۸

خیار بلوغ بصورت نخل غیر ۷۳

اب وجد - ۷۳

خیار بصورت نخل اب وجد ۷۳

د - دعویٰ نخل یا طلاق میں تاقصیفہ ۵۷
مقدمہ عورتوں کا نفقہ ابراہیم کا باب

دارالاسلام اور دارالحرب ۷۵

ذی - ذوی الارحام ۳۶

ز - رضاعت ۷۳

رضاعت کی مدت //

زنا کی بنا پر نخل کی مالیت ۱۳

زوجہ کا ہر صنف کر دینا ۱۹

زہر اور سامان جہیز ۲۴

زوجہ اور اسکی بایں کا انتظام ۲۵

زوجہ کے خادین اور ان کا نفقہ ۲۷

ت - تنگدست باپ اور اس کے ۴۲
چھوٹے لڑکوں کا نفقہ -

تقیم نفقہ میں تنگدست زنا کی حیثیت ۴۳
تفویض طلاق اور اس کے معاہدے ۵۱

کی ترتیب -

ترک وطنی کے مخصوص احکام ۷۱

تفنیج بہ ۹۳

تبویب ۱۰۱

ج - جبری طلاق بوجہ عدم ادانی ۷۲

کفارہ ظہار

جائداد موقوفہ کے لیے وقف کا ۹۷

ملک ہونا ضروری ہے - ۹۷

جواز وقف کی صورتیں ۹۷

جائداد موقوفہ کی حیثیت ۹۷

وقف کے بعد

ح - حصانت ۷۵

حصانت کی مدت ۷۵

حصانت ذات کا حق ماں کو ۷۵

حاصل ہے - ماشیہ ۷۵

حصانت کی مدت بلوغ شیعہ فقہ حاشیہ ۷۶

حق حصانت ماں کے نہ ہونے کی صورت میں - ۷۸

حسن سلوک (عورتوں کے ساتھ) ۲۰

شوہر کے لڑکے سے جماعت کی صورت
۵۲ { میں نفقہ کے احکام

۶۳ { شخص غائب کی ذمہ داریاں

۸۲ { شفعہ کی تعریف حاشیہ

۱۲ { صی - صحیح تھاج کے اثرات

۹۵ { صدقہ اور وقف کا فرق

۳۱ { ضی - ضائع شدہ نفقہ اور اس کے اصول

۵۰ { ضرورت کی شرعی ہیئت حاشیہ

۷۵ تا ۷۵ { مذاہب مختلف حقوق زوجین

ط - طلاق کی صورت میں زانیہ بچوں
۱۱ { کی ماؤں کا نفقہ

۴۸ { طلاق کے احکام اور اسکے اصول

۵۲ { طلاق رجعی کی صورت میں زوجہ

۵۲ { مطلقہ کا سکین اور نفقہ

۷۱ { طلاق جبری بوجہ غفلت شوہر

۷۲ { طلاق جبری بوجہ عدم ادائیگی

۷۲ { کفارہ ظہار

۱۰۴ { طلاق کی صورتوں میں نفقہ کے اصول

خ - کیا عورت بچہ کو دودھ پلانے پر
۷ { مجبور کی جاسکتی ہے

عورتوں کے نہ ہونے کی صورت

۸ { میں مردوں کا حق حفاظت

عورتیں کب ناقابل جماعت ہوتی ہیں

زمانہ چھین زوجہ کا نفقہ کس پر ہوگا ۲۷

زیادتی نفقہ کے اصول ۳۱

زوجہ کی شکایت متعلق حصول نفقہ ۳۳

زوجہ کے پہلے شوہر کے لڑکے پر کس

۶۲ { مددک ذمہ داری عاید ہوگی

زوجہ متعنت اور اس کے نفقہ

۵۲ { کا نظم

زوجہ غائب کے احکام ۵۲

زوجہ کے نفقہ کا وجوب ۵۷

زوجہ محبوب عین غمی کی تفریق ۶۸

زوجہ مسر (تنگدست) کا نفقہ ۷۱

زوجہ مرتدہ کے احکام ۷۲

صی - سلاطین سابق کے وقف کردہ

۹۸ { جاگیرات و دیہات

۱۰۵ { سزاؤں کی کیفیت

ش - شرعی اہلیت کی تعریف حاشیہ

۴ { شافعی مذہب کے لحاظ سے اجرت

۸ { رضاعت کی ادائیگی

شریعت کے نزدیک ارث سے کون

۱۲ { اشخاص مراد ہیں

شوہر کی اطاعت بیوی کے لیے

۳۲ { ضروری ہے

۵۳ { شدید مجبوری کی صورت میں تسبیح

نہاج کا حق

غائب اشخاص کے ورثہ کا نفقہ ۶۲
 غائب شخص کی ذمہ داریاں ۶۳
 غیر مسلموں کے عام حقوق ۸۴

غیر مسلمین اور ان کے نفقوں کا انتظام ۸۵
 غیر مسلمین کے نام نفقوں کی اجرائی ۸۶
 غیر قوموں کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات ۸۷

غلاموں اور لونڈیوں کا نفقہ ۱۰۲
 غلام اور اس کی زوجہ کا نفقہ ۱۰۲
 غلام عورتوں سے آزاد شخص نکاح کرے تو ان کا نفقہ کس پر ہوگا ۱۰۳

ف۔ فسخ نکاح زوجہ محبوب عین جبری خنثی ۶۸

فسخ نکاح بوجہ عدم قدرت نفقہ یا کبر ۶۹
 فسخ نکاح بوجہ غلط بیانی شوہر ۶۹
 فسخ نکاح بوجہ ارتداد ۷۲
 فسخ نکاح بوجہ اندیشہ ہلاکت ۷۳

ق۔ قیص کی ہیئت ترکیبی احاشیہ ۲۶
 قاضی کے اختیارات ۳۲

قرض ازاد پرانے زوجہ ۷۰
 قرض از کمسوبات زوجہ ۷۰

عورتوں کا مردوں کی طرح جائداد سے قائمہ اٹھانا ۷۱

عہد حاضرہ اور ہر عورت کا نفقہ اور اس کے اصول ۷۲

عورت کا لباس اور اس کے بستر کا انتظام ۲۵

عورت کا قرابتداروں کے مکانوں میں جانا ۲۶

عدت اور اس کی تعریف اور ایام عدت کا نفقہ ۲۷

عورت کی تمیز و تخفیف اور اس کے مصارف ۲۹

عدم ادائیغے میں قاضی کے اختیارات عصبات ۳۲

علاقہ ماں اور باپ کی اُم ولد کا نفقہ کس پر ہوگا ۴۲

عادل قاضی عینین ۵۱

عدم فسخ نکاح بوجہ عیوب حادثہ ۷۰

عدم تفریق بوجہ حدوث عیوب مذکورہ ۶۹

عدم استحقاق ناشزہ و ملازمہ غ۔ غاصب ۳۸

۱۹ ہر کی مقدار اور میعاد

۱۹ میعاد

۱۹ معافی آزا و مرضی سے ہونی چاہئے

۱۹ ہر کی ادائیگی اور عدم ادائیگی کے اثرات

۲۲ مباشرت سے پہلے زوجہ کا نفقہ کی ہوگا

۲۲ مفلس میں بیوی کا نفقہ

۲۲ مفلس اشخاص کا روزگار پر لگا یا جائے

۳۵ مرض الموت میں رشتہ کے احکام

۳۵ مرض الموت کی تعریف

۳۶ مولی الموالیات

۳۶ ملک کی تعریف

۳۹ متمول و رثاء کا نفقہ

۴۰ مفلس اقرباء کا نفقہ

متمول و رثاء کی صورت میں ہوگا نفقہ

معاہدہ تفویض طلاق کو

اور اس کی اجراء

مجبوری کی

متعنت

۱۔ اگر کسی نے کسی کو نکاح کر لیا ہے اور اس نے اس کو نکاح کر لیا ہے

۲۔ اگر کسی نے کسی کو نکاح کر لیا ہے اور اس نے اس کو نکاح کر لیا ہے

۳۔ اگر کسی نے کسی کو نکاح کر لیا ہے اور اس نے اس کو نکاح کر لیا ہے

۴۔ اگر کسی نے کسی کو نکاح کر لیا ہے اور اس نے اس کو نکاح کر لیا ہے

۵۔ اگر کسی نے کسی کو نکاح کر لیا ہے اور اس نے اس کو نکاح کر لیا ہے

۶۔ اگر کسی نے کسی کو نکاح کر لیا ہے اور اس نے اس کو نکاح کر لیا ہے

۷۔ اگر کسی نے کسی کو نکاح کر لیا ہے اور اس نے اس کو نکاح کر لیا ہے

۸۔ اگر کسی نے کسی کو نکاح کر لیا ہے اور اس نے اس کو نکاح کر لیا ہے

۹۔ اگر کسی نے کسی کو نکاح کر لیا ہے اور اس نے اس کو نکاح کر لیا ہے

۷۰ قرض بذریعہ چندہ

۷۰ قرضہ از بیت المال

۱۰۷ قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک

ک۔ کن قسم کی عورتوں سے ایک مسلمان

نکاح کرنے کا مجاز ہوگا

۳۳ کفالت اور اس کے متعلقہ اصول

۷۵ کفر کے بعد مسلمان ہونا

کیا سب سے بالاتر امام پر مبارک

ہو سکتی ہے۔

۱۰۶ کن لوگوں کے مال کی چوری میں

ہاتھ کاٹنا نہیں جائے گا

ل۔ لعان کی تعریف ماثیہ

لعان کی حالت میں تفریق اور

نفقہ کے احکام

لعان کے احکام

م۔ مصاہرت کی قابلیت

مفسی کی صورت میں نفقہ کے اصول

ممنوعہ عورتوں سے نکاح جائز

ہے یا نہیں

مہر کی ضرورت اور اس کی اہمیت

مہر کے اقسام

مہر کی مسنون مقدار

مہر کی معافی

۱۰۷ قرضہ از بیت المال

۱۰۷ قرضہ از بیت المال

۱۰۷ قرضہ از بیت المال

۱۰۷ قرضہ از بیت المال

۱۰۳	نفقہ کی تفریق محدثین
۵	ولی اس کا بھائی نہیں کہ وہ نابالغ
۱۱	کی جائداد کو زہد وار کرے جائیداد
۱۱	ولایت نواح
۱۱	درائت
۳۵	وراثت کا نفاذ
۳۵	وراثت کے اقسام
۳۶	وصیت
۳۷	وصیت کا نفاذ
۳۸	وصیت کی تنسیخ
۳۸	وصیت
۳۸	دارالہن پر بیچوں کے حقوق
۴۵	واپسی بقعود کے احکام
۶۱	وقف اور ہبہ کے احکام
۸۹	وقف اور صدقہ کا فرق
۹۵	وقف کی تعریف
۹۵	وقف کے اصطلاحات
۹۶	وقف کے اغراض و مقاصد
۹۷	وقف کے بعد جائداد اور
۹۷	موقوفہ کی حیثیت
۹۷	وقف کے شرائط اور اس کی
۹۸	پابندی کا لزوم
۹۸	ہندوستان میں مسلمان عورتوں
۶۲	کی مالیت اور مسودہ قانون
۶۲	فسخ نواح
۸۹	ہبہ اور وقف کے احکام
۹۰	ہبہ کے اقسام
۹۳	ہبہ کی تنسیخ

۵۷	مرض زوجه کا نفقہ
۵۷	ملک غیر بی بیہ سے بحالت انکار نفقہ
۵۷	کا نفقہ کس پر ہوگا۔
۵۹	مفقودہ کے احکام نکاح
۷۵ تا ۷۶	مسلمان عورت کا نکاح عیانی سے
۷۵	جائز نہیں (حاشیہ)
۷۷	مشترک اشیا اور ان کے نفقہ کی ذمہ داری
۸۹	معاہدہ ہبہ کی اجرائی
۹۱	مشاع کی تعریف
۹۱	مشترک جائداد کی صورتیں کیا ہو سکتی ہیں۔
۹۲	مشروط ہبہ اور اس کا عمل
۹۲	مرض الموت میں ہبہ کا عمل
۹۶	متولی کی تعریف
۹۸	ملک مشاع کا وقف
۱۰۱	ملک متب مدبر کی تعریف
۱۰۲	متولی اشخاص کے علاوہ کیا نفقہ
۱۰۶	مشاعین کا فرض پر کوئی سزا نہیں ہے۔
۵۷	نفقہ کا استعمال
۵۷	نابالغ اولاد کا نفقہ
۵۷	نابالغوں کی جائداد کے اولیا
۵۷	نکاح اور اس کی عام غرض و غایت
۵۷	نکاح کی قابلیت
۵۷	نکاح فاسد
۵۷	نکاح فاسد سے پیدا شدہ بچہ کا نسب حاشیہ
۵۷	ناجائز اجتماع
۵۷	نکاح باطل اور فاسد کے اثرات
۵۷	نکاح کے وقت پر کا مہینہ نہیں ہوتا
۵۷	نکاح باطل اور فاسد میں عورت اور اس کے
۵۷	متعلقہ اصول
۵۷	نکاح فاسد اور باطل میں میراث
۵۷	نکاح باطل اور فاسد میں تنسیخ عقد نکاح
۵۷	کے بعد پہلی زوجہ کا نفقہ
۵۷	ناشر عورتوں کا نفقہ

